

بریلویوں کے ایک گروہ

سلسلہ نمبر 3  
(لاٹانی سرکار)  
فرقہ لاثانیہ  
کے عقائد و نظریات

مصنف

مناظر اسلام، قاطع شرک و بدعت  
فالح بریلویت، حضرت مولانا  
ابن نواز حنفی السید

جمعیت اہل سنت والجماعت پاکستان

بریلوی مسلک کے ایک گمراہ فرقے کے بانی اور ان کے گمراہ کن عقائد کی نقاب کشائی

# فرقہ لا ثانی سرکار

کے

## عقائد و نظریات

تالیف

مناظر اسلام قاطع شرک و بدعت حضرت علامہ مولانا رب نواز حنفی صاحب (آف سبیلہ)



جمعیتہ اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

فرقہ لائٹانی سرکار کے عقائد و نظریات

تالیف

مناظر اسلام قاطع شرک و بدعت حضرت علامہ مولانا رب نواز خٹکی صاحب (آف لیسبلہ)

سن اشاعت دسمبر 2011

ناشر

جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ملنے کے پتے

مکتبہ شاد نقیس اردو بازار لاہور

دارالایمان اردو بازار لاہور

مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور

مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

مکتبہ شہید اسلام لال مسجد اسلام آباد

## انتساب

ہر مولف کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اپنی تالیف کو کسی استاد اور بزرگ یا کسی محترم ہستی کی طرف منسوب کرتا ہے یہ ناچیز اپنی اس کتاب کا انتساب حضرت حافظ محمد شفیق صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتا ہے جن کو ۲ دسمبر ۲۰۱۰ کی رات دوشقی القلب اور ازلی بد بختوں نے محض اس لئے گولیاں مار کر شہید کر دیا تھا کہ حضرت شہیدؒ نے ان کے پیر کے گمراہ کن عقائد کو پہلی بار عوام کے سامنے طشت از بام کر دیا تھا۔ جب میں حضرت شہیدؒ کا تصور کرتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے کہ حضرت مرحوم کی قبر کا ایک ایک ذرہ بزبان حال قاتلوں کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے

قریب ہے یار و روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا



نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۱۴-۱
۲	باب اول: کیا خواب و خیالات کشف و کرامات شرعی حجت ہیں؟	۲۴-۱۵
	باب دوم: صوفی مسعود احمد المعروف لاثانی سرکار کے کردار و حیات پر ایک نظر	۲۵
۳	دینی و دنیاوی لحاظ سے ناقص تعلیم	۲۷
۴	صوفی صاحب کا بچپن	۲۸
۵	صوفی صاحب کو نمازوں کا بھی یہ نہیں	۲۸
۶	صوفی صاحب نماز کے بالکل پابند نہیں	۲۹
۷	صوفی صاحب نماز جمعہ کی بھی پابندی نہیں کرتے	۳۱
۸	صوفی صاحب نشے کے بھی عادی ہیں	۳۳
۹	صوفی صاحب کی والدہ بھی اپنے بیٹے کے کثرت سے بےزار	۳۳
۱۰	صوفی صاحب زنا کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے	۳۴
۱۱	سادگی یا عیاشی	۳۸
۱۲	پیر صاحب و خانقاہ و درویش شریف کے پابند نہیں	۴۰
۱۳	صوفی صاحب اپنے داد پیر کے نافرمان	۴۱
۱۴	صوفی صاحب گھونگھٹ پہنے ہوئے	۴۱
۱۵	صوفی صاحب گلیوں کا کوڑا کرکٹ	۴۲
۱۶	باب سوم: صوفی صاحب کے بارے میں ان کے مریدین کا غلو	۴۳
۱۷	لاٹانی سرکار کا لقب کس نے دیا	۴۵
۱۷	وقت کا داتا	۴۵
۱۸	لاٹانی سرکار کا مرید خواہ شمال میں ہو خواہ جنوب میں دھکیری ہوگی	۴۵

## ضروری وضاحت

اس کتاب میں لاثانی فریقے کی مندرجہ ذیل کتب سے حوالے لئے گئے ہیں:

(۱) توری کر نہیں۔ ستا کیسواں ایڈیشن مارچ ۲۰۰۹ بین الاقوامی تنظیم فیضان لاثانی سرکار

(۲) راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات۔ اشاعت ختم جولائی ۲۰۰۹ ناشر لاثانی انقلاب پہلی کیشنز ۳۹/۴ غلام رسول نگر فیصل آباد

(۳) لاثانی کر نہیں۔ جولائی ۲۰۱۱

(۴) فیوض و برکات۔ اشاعت سوم ۲۰۰۸ ناشر لاثانی انقلاب پہلی کیشنز ۳۹/۴ غلام رسول نگر فیصل آباد

(۵) مرشد اکمل۔ اشاعت چہارم جولائی ۲۰۰۱ ناشر لاثانی انقلاب پہلی کیشنز ۳۹/۴ غلام رسول نگر فیصل آباد

(۶) مخزن کمالات۔ اشاعت سوم دسمبر ۲۰۰۸ ناشر لاثانی انقلاب پہلی کیشنز ۳۹/۴ غلام رسول نگر فیصل آباد

(۷) میرے مرشد۔ اشاعت چہارم اپریل ۲۰۰۵ طباعت بابا قائم سائیں پرنٹنگ پریس امین پور بازار فیصل آباد

لہذا اگر بعد کے کسی ایڈیشن میں سے کوئی حوالہ نکال دیا گیا ہو یا اس میں رد و بدل کر دیا گیا ہو تو اس کے ہم ذمہ دار نہ ہونگے۔



۱۹	ہر وقت نظر کرم	۴۵
۲۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فوقیت	۴۵
۲۱	لاٹانی سرکار کا انکار کرنے والا حضور ﷺ کا انکار کرنے والا	۴۶
۲۲	بخشش کروا کر مرید کو جنت دے دی	۴۶
۲۳	ہمیں لاٹانی کا ہر فیصلہ منظور ہے	۴۷
۲۴	لاٹانی حضرت علی کا خلیفہ	۴۹
۲۵	خزائنوں کی کھجیاں لاٹانی کے پاس ہیں	۴۹
۲۶	لاٹانی دو روز و نزدیک کی یکساں خبر رکھتا ہے	۵۰
۲۷	لاٹانی سرکار کا زمانہ	۵۰
۲۸	لاٹانی سے بیعت ہونا حضور ﷺ سے بیعت ہونا ہے	۵۰
۲۹	مرشد کا ہاتھ حضور ﷺ کا ہاتھ	۵۱
۳۰	لاٹانی کا درختیں کا در	۵۱
۳۱	صرف چند سنتوں پر عمل کرنا کافی ہے	۵۱
۳۲	ہر جگہ لاٹانی کی دشگیری	۵۲
۳۳	یہ صاحب ہر وقت مرید کی پاس	۵۳
۳۴	انبیاء نے مشکل وقت میں کس کو پکارا؟	۵۵
۳۵	خلاصہ کلام	۵۵
۳۶	امام المسلمین ﷺ کو بھی نفع نقصان دینے کا اختیار نہیں	۵۵
۳۷	استعانت بغیر اللہ کے حوالے سے چند مغالطے اور ان کے جوابات	۵۶-۹۱
۳۸	تکوینیں لاٹانی سرکار کے زیر تصرف	۹۱
۳۹	بخشش کے سرٹیفکیٹ لاٹانی سرکار کے پاس	۹۱
۴۰	لاٹانی سرکار کو جگہ پر حاضر ناظر	۹۳
۴۱	لاٹانی سرکار کن فیکوں کے مختار	۹۳
۴۲	زمانے کی باگ دوڑ لاٹانی کے ہاتھ میں	۹۴
۴۳	زندگی بڑھانا گھٹانا لاٹانی کے ہاتھ میں ہے	۹۴

۴۴	لاٹانی سرکار بمقام جبرائیل علیہ السلام	۹۵
۴۵	دو روز و نزدیک سے دشگیری	۹۵
۴۶	لاٹانی سرکار کو معراج	۹۵
۴۷	لاٹانی سرکار کا ہر عمل حضور ﷺ سے مشابہ ہے	۹۶
۴۸	لاٹانی کے بدن سے خوشبو	۹۷
۴۹	لاٹانی سرکار مشکل کشا	۹۷
۵۰	القاروق کا لقب	۹۷
۵۱	جس کا مولیٰ اس کا مول لاٹانی	۹۷
۵۲	لاٹانی سرکار کا خطاب حضور ﷺ نے دیا	۹۸
۵۳	لاٹانی کی جوتیوں کی توہین کرنے والے کو زبان کا کینسر	۹۸
۵۴	لاٹانی کی جوتیاں سینے پر پکڑ ہوگی	۹۸
۵۵	لاٹانی کی محفل میں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں	۹۹
۵۶	صرف لاٹانی کی محبت ہی بخشش کیلئے کافی ہے	۹۹
۵۷	لاٹانی سرکار جنت کی سند دیتے ہیں	۱۰۱
۵۸	صوفی صاحب شہنشاہ اعظم	۱۰۱
۵۹	باب چہارم: فرق لاٹانیہ مسعودیہ کے گمراہ کن عقائد	۱۰۲
۶۰	صوفی مسعود کا دیدار خدا کا دیدار	۱۰۳
۶۱	صوفی مسعود کی صورت رب کی صورت ہے	۱۰۳
۶۲	بندہ خدا کا عین بن جاتا ہے	۱۰۳
۶۳	صوفی مسعود لاٹانیوں کا قبلہ ہے	۱۰۴
۶۴	پیر لاٹانی کا نام اسم اعظم	۱۰۴
۶۵	صوفی مسعود کے آستانے کی زیارت کرنے والے کو حج اکبر کا ثواب	۱۰۵
۶۶	ہزار حج کا ثواب	۱۰۵
۶۷	لاٹانی کی گلی کا ایک پھیر اسوج کے برابر	۱۰۵
۶۸	صوفی مسعود کا آستانہ خانہ کعبہ	۱۰۶

۶۹	لاٹانی فرمے کارو جانی حج	۱۰۶
۷۰	لاٹانیوں کی نماز	۱۰۸
۷۱	تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین	۱۰۸
۷۲	صوفی مسعود جنت کا ٹھیکیدار	۱۰۹
۷۳	حیر قبر میں دیکھیری کرتا ہے	۱۰۹
۷۴	حیر کا کام سرید کو ہر حال میں جیتی جاتا ہے	۱۰۹
۷۵	فقراء اللہ کے نور سے پیدا ہوتے ہیں	۱۱۰
۷۶	فقیر قادر ہوتا ہے	۱۱۰
۷۷	پکڑے ہوئے مردوں کی بخشش	۱۱۱
۷۸	عام آدمی کا قبر میں حال خراب	۱۱۱
۷۹	اجرو ثواب فقیر کے ہاتھ میں	۱۱۲
۸۰	ایمان کی کوئی ضرورت نہیں	۱۱۲
۸۱	جب تک آستانے کے سنگ میں حصہ نہ ڈالو گے تقدیر نہیں بدلے گی	۱۱۳
۸۲	روحانی اسمبلیاں اور سپریم کورٹ	۱۱۳
۸۳	دنیا کے بادشاہ کون تبدیل کرتا ہے؟	۱۱۴
۸۴	قبر میں کوئی پوچھنے والا نہیں	۱۱۵
۸۵	اللہ والوں کے اقتیارات	۱۱۸
۸۶	حیر کو جہد کرنا جائز	۱۱۹
۸۷	لاٹانی مذہب میں حیر کا کیا فرض ہے	۱۱۹
۸۸	لوح محفوظ پر اولیاء اللہ کی نظر	۱۱۹
۸۹	آدمی مرد کامل کب بنتا ہے	۱۲۰
۹۰	جسے چاہے والی بنادے جسے چاہے ولایت سے معزول کر دے	۱۲۰
۹۱	ولی تقدیر میرم کو تبدیل کر سکتا ہے	۱۲۱
۹۲	باطنی نظام میں رو و بدل	۱۲۱
۹۳	جانور کو بھی جنت میں داخل کر دے	۱۲۱

۹۴	جب فقیر کی اپنی مرضی ہوتی ہے تب مرتا ہے	۱۲۱
۹۵	فقیر کا قد	۱۲۱
۹۶	فرشتوں کا اعلان	۱۲۲
۹۷	دنیا کا نظام لاٹانی کے حیر کے ہاتھ میں	۱۲۲
۹۸	کئی موتیں	۱۲۲
۹۹	باب پنجم: لاٹانی فرقے کے گستاخانہ و غیر شرعی عقائد و مہارات	۱۲۳
۱۰۰	حضرت نوح علیہ السلام کی توہین	۱۲۴
۱۰۱	حضور ﷺ کا علم انبیاء کے واسطے تھا	۱۲۶
۱۰۲	اللہ انسان میں سما جاتا ہے	۱۲۶
۱۰۳	قرآن پاک کی توہین	۱۲۷
۱۰۴	حضرت عذرا نعل علیہ السلام کی توہین	۱۲۷
۱۰۵	نبی ﷺ گالی دیتے ہیں	۱۲۹
۱۰۶	حضور ﷺ روضہ انور چھوڑ کر فیصل آباد آرام کرنے آتے ہیں	۱۳۰
۱۰۷	لاٹانی کا حیر پیچھے سے بھی دیکھتا ہے	۱۳۰
۱۰۸	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توہین	۱۳۰
۱۰۹	نبی سے پہلے لاٹانی سرکار کی قدم بوسی کرو	۱۳۱
۱۱۰	مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توہین	۱۳۱
۱۱۱	داڑھی کی توہین	۱۳۳
۱۱۲	لاٹانیوں کا عقیدہ داڑھی رکھنا سنت نہیں	۱۳۳
۱۱۳	امہات المؤمنین کی توہین	۱۳۵
۱۱۴	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی	۱۳۶
۱۱۵	حضور ﷺ کا خاہر خالی پیالہ	۱۳۷
۱۱۶	روضہ رسول ﷺ کی توہین	۱۳۷
۱۱۷	کعبہ شریف کی توہین	۱۳۷
۱۱۸	اللہ کے گھر میں ڈھول کی تھاپ	۱۳۸







## مقدمہ

قارئین کرام! اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے مختلف ادوار میں اپنے مختلف انبیاء علیہم السلام کو بھیجا رہا۔ اور آخر میں نبیوں کے سردار، آقا و جہاں محمد بنی احمد مصطفیٰ ﷺ کو ایک کامل و مکمل دین یعنی "اسلام" دیکر بھیجا جو باقی تمام ادیان کیلئے تاریخ ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت خود فرماتا ہے کہ:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ  
(آل عمران، آیت ۸۵)

اور جو کوئی چاہے اسلام کے سوا کوئی دین تو اس سے ہرگز (وہ دین) قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا

یاد رہے کہ اللہ کے ہاں دین صرف اسلام ہے

إِنَّ الْإِسْلَامَ

چونکہ اس دین اسلام نے قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کی رہنمائی کرنی ہے اس لئے اسے ایک جامع کامل و مکمل صراطِ حیات بنایا گیا ارشادِ خداوندی ہے:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَضْتُ عَلَيْكُمْ غُسْنِي وَرَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا

الخصم کا یہی اب صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غلامی میں ہے جنہوں نے اس فلسفہ کو سمجھ لیا تو یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کو پتہ تھا، اپنا، نیک، اپنا رب اپنا پالنے والا، دینے والا، مقصود و معبود و معبود سمجھتے ہیں۔ ان حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے آخری رسول و نبی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جبرائیل امین علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے حضور ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بند ہو گیا اور مسلمانوں کیلئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کیلئے حضور ﷺ پر نازل کردہ آخری کتاب قرآن حکیم پر عمل، سنت رسول ﷺ کی اتباع اور ائمہ و فقہاء کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ضروری ہے۔

مگر اس کے مقابلے میں انسانوں کا ایک گروہ وہ بھی ہے جو حقیقت میں شیطان کا غلام ہے ان کا مقصد حیاتِ محض نفس پرستی ہوتا ہے۔ یہ ابوالہوس ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں ان کے پیر و کاروں اور مریدوں کے بچوں اور عورتوں کی عزت و ناموس کا پیرہن چاک اور دامن

مستعار ہوتا ہے۔ ان کی ذہنیت غاصبانہ اور عقیدت غلامانہ ہوتی ہے۔ نوع انسان کا جسم اور عقل ان کے بچوں میں گرفتار ہوتی ہے۔ اس طبقے کے وڈیرے اپنے استحصالی اور استبدادی کاروائیوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کبھی تو خدا کی کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی نبوت کا، کبھی اسی حضرت ہونے کا اور کبھی جھوٹی تصوف کی آڑ میں "لا مائیت" کا ہم چوں ما دیگر ہست کا نعرہ لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

سادہ لوح عوام ان کے دل بھانے والی باتوں اور خوابوں، کشف و کرامات کی الف لیلولی کہانیوں میں آکر ان لوگوں کو "اعلیٰ حضرت"، "ولی اللہ"، پیر فقیر لاٹانی سرکار سمجھ بیٹھتے ہیں اور ان کی عقیدت میں گرفتار ہو کر اپنی جہالت کے سبب ان کے اشاروں پر ناپچھتے ہیں۔ یہ جعلی صوفیاء، مشائخ اور نام نہاد قوم کے مقتدی اپنے مکر و فریب، چند شعبہ باز یوں اور خطیبانہ دھول و فریب سے عقیدت کی آڑ میں ان کو اپنی غلامی میں جکڑ لیتے ہیں۔

ان ہی تصوف و عقیدت فروشوں میں سے ایک شخص "مسعود احمد" بھی ہے جسے اس کے جاہل اور قرآن و حدیث سے دور عقیدت مند "قبل مسعود احمد صدیق لاٹانی سرکار" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس شخص کا تعلق بھی دیگر تصوف فروشوں کی طرح "بریلوی" فرقے سے ہے۔ افسوس کہ دیگر جاہل بدعتی پیروں فقیروں کی طرح اس شخص نے بھی اپنی گمراہیوں پر عقیدت، تصوف و ولایت کی خوبصورت چادر چڑھائی ہوئی ہے۔ مگر یہ عجب دوغلا پن ہے کہ ایک طرف تو صوفی صاحب صوفیاء کی محبت، امن و رواداری کی تعلیمات کے علمبردار ہیں مگر دوسری طرف اگر کوئی اللہ کا بندہ ان کے عقائد سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرے تو صوفی صاحب وہاں اپنے رواداری کے نعرے کو تیسرے پس پشت ڈال کر ایک اٹھاپہند جنونی کی طرح اس شخص کے قتل کے درپے ہو جاتے ہیں۔ بجائے یہ کہ اس کی بات کو غلط سے دل کے ساتھ غور سے پڑھنا سنا جائے تاں اس پر ہر طرح سے دباؤ ڈال کر صوفی صاحب کے سامنے جھکانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے تاکہ صوفی صاحب کی خود ساختہ "اب" کی تمسکین کا سامان مہیا ہو سکے۔ افسوس! کہ یہی کچھ ان خالوں نے بھائی حافظ محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا۔ جب اس مرد مجاہد نے پہلی بار صوفی صاحب کے باطل عقائد سے پردہ اٹھایا تو لاٹانی فرقے کی طرف سے اسے اتنا بڑا جرم تصور کیا گیا کہ ان خالوں کے لئے کی جاس شہید کے خون سے بھیجی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون





اسا فو قیفہ قہر و ن دہمیں سمجھتے کیا ہیں ہم ہر طرح سے ان پر غالب ہیں مگر کیا ہوا؟ کیا باطل اہل باطل سے ڈر گئے نہیں نہیں ان کا ایمان تو رب تعالیٰ پر تھا ان کا راستہ تو حق سچ کا راستہ تھا وہ تو پکار پکار کر کہنے لگے اِسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَاضْبِرُوا ذُرُوتِ اللّٰہِ ہمارے ساتھ ہے صبر کرو حق والوں پر امتحان کے دن آتے رہتے ہیں یہ ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔ پھر کیا ہوا تاریخ اٹھا کر دیکھو حق کے مقابلے میں آنے والا باطل آج بھی مصر کے عجائب گھر میں دنیا والوں کیلئے عبرت کا نشان بننا ہوا ہے۔

دوستو! تاریخ اٹھاؤ! عرب کے ریگستانوں سے حق کی آواز بلند ہوئی کہ بس بہت ہو چکا اب رب کی سر زمین پر رب کا حکم چلے گا حق کا بول بالا ہوگا۔ حق کی اس لٹکار نے باطل پرستوں کی نیندیں حرام کر دیں جب دوستار کی آڑ لے ہوئے جموئے صوفیوں اور ملاؤں کو اپنی دکانیں پھینکی نظر آنے لگیں حق کے سامنے عاجز آ گئے اور گئے مشورہ کرنے کوئی کہتا ہے کہ حق کی اس آواز کو شہر سے ہی نکال دو جواب ملا حق کا یہ سرچشمہ جہاں جائے گا حق کے چشمے بھرت پڑیں گے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کو قید و بند میں ڈال دو جواب ملا اس کے پروانے جان پر کھیل کر چھڑا لے جائیں گے۔ دور سے ایک آواز آئی کہ نہیں نہیں سنو! حق کی اس آواز کو ہی ختم کر دو ہمیشہ کیلئے اسے بند کر دو ہدایت اور حق کے اس چراغ کو ہی بجھا دو نہ چراغ رہے گا نہ اس پر مرنے والے پروانے۔ مگر کیا ہوا کیا حق مٹ گیا؟ نہیں نہیں خدا کی قسم خود رب کائنات باطل کو ذلیل و رسوا کرنے کیلئے اس کے مقابلے میں آ گیا۔

میرے دوستو سنو! مکہ کے ہے اب و گیا ریگستان میں تپتی دھوپ میں درو سے کراہتی یہ کس کی زبان "احد احد" پکار رہی ہے یہ تو جش کا ایک غلام ہے جس کا نہ کوئی قبیلہ، نہ خاندان، پر ویسی ہے یار و دو گار آخر اس سے کسی کو کیا خطرہ؟ جو اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ ہاں ہاں اس نے حق کا ساتھ دے دیا اس نے حق کا بول بالا کر دیا اس نے باطل کو مٹانے کی قسم کھالی اب یہ پر ویسی غلام نہ رہا یہ تو بال جشی ہو گیا جو چلتا تو زمین پر ہے مگر قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے۔

امام احمد بن حنبل باطل کے سامنے ڈٹ گیا باطل جب اپنی تمام تر عقلیات، منطقیات و فلسفوں کے باوجود دلائل کی جنگ ہار گیا تو بد معاشی پر اتر آیا اس نرم و نازک پیٹھ پر جو ہر دم اللہ کی اطاعت کی آگے جھکی رہی اس پر کوڑے برسے گئے کہ باز آ جا۔ حق کو چھوڑ کر

۱  
باطل کے ساتھ مل جا، ہماری بات مان لے مگر کیا حق نے ہار مان لی؟ کیا باطل شکست کھا گئے؟ نہیں نہیں وہ تو ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے اور ان کے مقابلے میں آنے والا باطل تاریخ کا عصیان کر رہا گیا۔

برصغیر میں انگریز باطل کی صورت میں آیا حق والوں کو زندانوں میں قید کیا سولی پر لٹایا جلا وطن کیا مگر حق والوں کو ختم نہ کر سکا حق کو مٹانا نہ سکا۔ باطل کو بدنام کرنے کیلئے قارون نے ایک فاحشہ عورت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگوائی تو انگریز نے باطل کو بدنام کرنے کیلئے بریلی کے اپنے ایک نمک حلال ملاں کو مجبور بنا کر پیش کیا اور اس کے ذریعہ سے باطل کو ہر طرح سے بدنام کرنے کی کوشش کی مگر حق والے حق کے نعروں سے باز نہ آئے مرزائی جب دلائل کی جنگ ہار گیا تو لاہور کی گلیوں کو دس ہزار نو جوانوں کے خون سے رنگین کر دیا مگر حق کا بول بالا رہا اور باطل کا منہ کالا ہوا۔

غرض تاریخ ہمیشہ اس بات کی گواہ رہی کہ باطل نے حق کے مقابلے میں ہمیشہ دھونس دھمکیوں اور بد معاشی سے کام لیا اور حق کی آواز کو دبائے کیلئے ہر قسم کے مکر و فریب سے کام لیا مگر حق والوں نے کبھی ان کی پروانہ کی ہمیشہ ہر جگہ ہر میدان میں حق کا جھنڈا بلند کئے رکھا۔

قارئین کرام! جب لاثانی سرکار نے اپنے باطل نظریات کا پرچار شروع کیا تو حق والوں کیلئے اس کی یہ مذموم حرکت تشویش کا سبب بنی اور آخر کار باطل کا مقابلہ کرنے اور حق کی آواز بلند کرنے کیلئے چند سال پہلے بھائی حافظ محمد شفیق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور سے پھٹنے والے ایک مجلہ "راہ سنت" میں اس باطل فتنے کا سد باب کرنے کیلئے اس کے باطل عقائد کو طشت از بام کرنا شروع کیا۔ مضامین کا چھپنا تھا کہ لاثانی اور اس کے چیلوں کی جلدی حرام ہو گئیں اسے اپنا انجام صاف نظر آنے لگا کہ حق کے اس طوفان کو اگر نہ روکا گیا تو باطل کو خس و خاشاک کی طرح اپنے ساتھ بہا لے جائے گا چنانچہ اول تو بھائی شفیق کو چھوٹے مقدمات میں پھنسانے کی کوشش کی گئی، جب اس سے بات نہ بنی تو ہر طرح کی دھونس دھمکیاں دے کر اسے اپنے موقف سے ہٹنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی مگر جب اس کے بندے نے حق کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا تو لاثانی سرکار اور اس کے غنڈوں نے اپنی فلاحی بد بختی کا ثبوت دیتے ہوئے حق کی اس آواز کو ہمیشہ کیلئے بند کرنے کا ارادہ



مذموم کر لیا اور ایک ذہن بھائی شفیق کو حق کی پاداش میں گولیاں سے چھلنی کر دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ لاٹانی سرکار اور اس کے غنڈے ہی بھائی شفیق کے قاتل ہیں۔

لاٹانی سرکار ہی بھائی شفیق شہید رحمۃ اللہ علیہ کا قاتل ہے

قارئین کرام! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ شخص ان تھاقن کا کوئی معقول جواب دیتا یا اپنی ان گمراہیوں سے توبہ کرتا مگر اس شخص نے رسالے کی انتظامیہ اور خصوصاً بھائی شفیق پر ہر قسم کا دباؤ ڈالا کہ وہ ان مضامین سے لاتعلقی کا اظہار کرے۔ ان کے خلاف دہشت گردی فرقہ واریت اور توہین رسالت سمیت دیگر سنگین جرائم پر مبنی رپورٹ تھانے میں لکھوائی مگر جب بھائی شفیق نے ان کی دھونس و دھمکیوں میں آنے سے انکار کر دیا تو تصوفی مسعود احمد کے کارندے ۳ و ستمبر ۲۰۱۰ کی رات بھائی شفیق کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ایک جگہ دم کروانے جانا ہے وہ اللہ کا بندہ جب ان کے ساتھ گیا تو ایک سنسان جگہ پر پہنچا کہ ان کے سر میں گولیاں باردی گئیں اور واقعہ کو ڈیکٹی کارنگ دینے کی کوشش کی۔

ہم آپ کے سامنے تصوفی مسعود احمد کے حواریوں کی طرف سے ”تھانہ نوکھالا ہور“ میں جمع کرائی جانے والی درخواست کا عکس پیش کر رہے ہیں جس میں واضح طور پر اس شخص نے ”خون خرابے“ کی دھمکی دی اور پھر اس دھمکی پر عمل بھی کر لیا۔

(عکس اگلے صفحہ پر)

**اعظم الشیخ الاسلام**

امیر شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار

فرستہ نمبر ۲۰۱۰/۲۵۶/۲۵۶

تاریخ ۲۰۱۰-۰۹-۰۷

محرم ۱۴۳۲ھ

۱۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۲۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۳۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۴۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۵۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۶۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔

عنوان: شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔

تھانہ نمبر: ۰۰۱-۳۹۰۸۳۳۶

دور کا نمبر: ۰۰۱-۳۹۰۸۳۳۶

حضرت سیدنا خواتم الاعظم سرکار، اولیاء کرام، قوی ہون، آجیتر جیسا بات قرآنی

اعظم الشیخ الاسلام

۱۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۲۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۳۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۴۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۵۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔  
 ۶۔ شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔

عنوان: شہزادہ محمد رفیع لاٹانی سرکار کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔

تھانہ نمبر: ۰۰۱-۳۹۰۸۳۳۶

دور کا نمبر: ۰۰۱-۳۹۰۸۳۳۶

حضرت سیدنا خواتم الاعظم سرکار، اولیاء کرام، قوی ہون، آجیتر جیسا بات قرآنی

# (اخبار کا عکس)



روزنامہ اخبار  
پتہ: لاہور، پاکستان  
تلفون: 333-4044  
ایڈیٹر: مولانا محمد رفیع  
مدیر: مولانا محمد رفیع

مولانا محمد رفیع کی ہزار گز سے زائد عمارتوں کی تصاویر

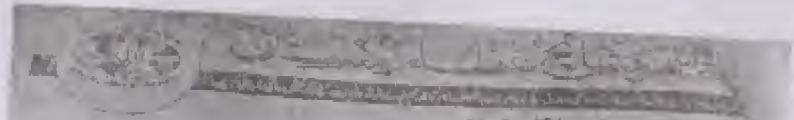
لاہور (کنکریٹ) لاہور کی ہزار گز سے زائد عمارتوں کی تصاویر  
خبر کا ہدف ہے کہ اسے ایک نئی عمارت کی تصاویر ہیں جس کی عمارتوں کی تصاویر  
وہ لاکھوں روپے کی عمارتوں کی تصاویر ہیں جس کی عمارتوں کی تصاویر  
نہیں ہو سکتی تھیں وہ لاکھوں روپے کی عمارتوں کی تصاویر ہیں جس کی عمارتوں کی تصاویر  
کی عمارتوں کی تصاویر ہیں جس کی عمارتوں کی تصاویر ہیں جس کی عمارتوں کی تصاویر

پیشہ منشی مسعود کی تنظیم کے ترجمان رسالے

"ماہنامہ لائٹ انی انقلاب اکتوبر ۲۰۰۹ء ص ۲۲"

پیشہ منشی صاحب کے مرید پیر لیاقت علی نقشبندی نے واضح طور پر بیان دیا کہ اس قسم کا لٹریچر  
الایع کر کے یہ لوگ خونی کھیل کھیلنا چاہتے ہیں اور آخر کار مسعود لائٹ انی کے مریدوں غنڈوں  
نے اس خونی کھیل کو کھیل لیا

(عکس اگلے صفحہ پر)



ایڈیٹر: مولانا محمد رفیع

پتہ: لاہور، پاکستان  
تلفون: 333-4044  
ایڈیٹر: مولانا محمد رفیع  
مدیر: مولانا محمد رفیع

المعارض

پتہ: لاہور، پاکستان  
تلفون: 333-4044  
ایڈیٹر: مولانا محمد رفیع  
مدیر: مولانا محمد رفیع

آپ نے دیکھا کہ صفحہ نمبر ۲ پر صاف طور پر "قتل و غارت گری" کی دھمکی دی گئی ہے اور آخر  
کار ان بد معاشوں نے بھائی شفیق کو شہید کر دیا ملاحظہ ہو ان کی شہادت کی خبر جو ایکسپریس  
اخبار میں شائع ہوئی







قادر کرام الالہی کے غنڈوں نے حق کی اس آواز کو بند کرنا چاہا مگر الحمد للہ وہ اس میں بری طرح ناکام رہا اپنی عارضی کامیابی پر خوشی سے پھولے جا رہے تھے کہ ہم نے اہل حق کو ختم کر دیا مگر باطل پرستوں آؤ آج دیکھ لو الالہی کے عقائد جو اس کے آستانے اور کتابوں تک محدود تھے آج ساری دنیا اس کی گمراہیوں کو مشاہدہ کر رہی ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ اس طرح کی حرکتیں کر کے ہمارے حوصلے پست کر دو گے نہیں نہیں خدا کی قسم ہم ہر بار ایک نئے جذبے ایک نئے دلولے ایک نئے جوش کے ساتھ تمہارے سامنے ہونگے۔

باطل سے دہنے والے آسمان نہیں ہے ہم

سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

توحید کی امانت ہے سینوں میں ہمارے

آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا

لائیو! اگر آج تم نے اس شخص کی زبان بندی کر دی جو تمہارے خلاف حق کا نعرہ مستانہ بلند کیا ہوا تھا تو تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم مایوس ہو گئے؟۔۔۔ ہم ڈر گئے؟۔۔۔ نہیں نہیں خدا کی قسم ہمیں یقین ہے کہ حق ہمارے ساتھ ہے ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے اس راہ کے کانٹے ہمارے لئے پھول ہیں ہم خوشی سے ان کو گلے کا بار بنانے کیلئے تیار ہیں۔ اہل باطل یہ بات کان کھول کر سن لے کہ دنیا کی کوئی طاقت اب ہمیں ذلت و رسوائی سے نہیں بچا سکتی شکست تمہارے مقدر میں لکھی جا چکی ہے جبہ و ستار کی آڑ میں تمہارا اصل مکروہ چہرہ دنیا والوں کو دکھایا جا چکا ہے۔ آخر تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ اس قسم کی حرکتیں کر کے تم ہمیں ڈرا دو گے ہماری راہ میں رکاوٹیں پیدا کر کے اس قافلے کو روک دو گے؟

سنو!

دین محمدی ابد سے انتہاء تک قربانیوں سے قائم ہے۔۔۔ بدر سے تبوک تک۔۔۔ کربلا سے دشت لبلا تک۔۔۔ بابر مسجد سے لال مسجد تک۔۔۔ جنگ یمامہ سے جنگ آزادی تک۔۔۔ ۲۳ سال دور نبوت سے تحریک ختم نبوت تک۔۔۔ مسجد نبوی سے مسجد جھنکوی تک۔۔۔ فاروق اعظم سے طارق اعظم تک۔۔۔ حضرت عثمان سے ضیاء الرحمن تک۔۔۔

کر رہا ہے کہ

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے گی جس کی حفاظت خدا کرے

ہم اب بھی الالہی سرکار اور اس کے حواریوں سے تمام تر ادب و اکرام کے ساتھ عرض گزار ہیں کہ خدارا! ہمیں اپنا کوئی دشمن نہ سمجھیں ہمیں اپنا خیر خواہ سمجھیں ہمیں آپ سے کوئی ذاتی رنجش ذاتی محاسنت نہیں مگر دین محمدی ﷺ پر ڈاکہ زنی بھی برداشت نہیں۔ ہم نے صرف لوگوں کے ایمان کو بچانے کیلئے آپ کے وہ عقائد و نظریات اس کتاب میں پیش کر رہے ہیں جو دین محمدی ﷺ سے متصادم ہیں آپ یا تو ان عقائد کے بارے میں وضاحت دے کر ہمیں مطمئن کر لیں یا خدارا! لوگوں کے ایمان کو خراب نہ کریں۔ آپ نے تصوف کی آڑ میں جتنی دولت جمع کرنی تھی کرنی جو عیش و عشرت کرنا تھا کر لیا اب بقیہ زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق گزار لیں۔ چھوڑیں اس دنیا کی جھوٹی شہرت کو آخر کب تک زندہ رہنا ہے موت سے تو فرار نہیں؟ قبر میں خالی ہاتھ جانا ہے خدارا اپنی نہیں تو اپنے ان بے علم مریدوں کا خیال کیجئے کیوں ان کے ایمان کی خرابی کا بوجھ بھی اپنے ہاتھوں کندھوں پر اٹھا رہے ہیں؟۔۔۔ خدا کی قسم اگر آپ قرآن و سنت اور بزرگان دین کے بتائے ہوئے اصول تصوف پر چل کر لوگوں کی اصلاح کریں گے تو اس سے کہیں زیادہ سکون و شہرت آپ کا مقدر بن جائے گی ہم خود اُس وقت آپ کی جو تیاں سر پر اٹھانے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھیں گے مگر رب کعبہ کی قسم دین مصطفیٰ ﷺ پر سودے بازی منظور نہیں۔ تمام تر ادب و احترام کے ساتھ آپ کی بارگاہ عالیجاہ میں گزارش ہے کہ ہماری اس کتاب اور اس میں پیش کی گئی معروضات کو اللہ سے دل سے تہائی میں پڑھیں اور پھر تہائی ہی میں اپنا محاسبہ کریں اور اللہ سے صراط مستقیم ملے۔ آمائن انشاء اللہ اللہ پاک طالب حق کو مایوس نہیں کرتا۔

# باب اول

کیا خواب و خیالات کشف و کرامات شرعی حجت ہیں؟

**قارئین کرام!** صوفی مسعود احمد صاحب بریلوی اور اس کے فرقے کے عقائد کا تعارف مع اس فرقے کے بانی کا تفصیلی تعارف اس کے دعاوی وغیرہاتو آپ انشاء اللہ اگلے ابواب میں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں گے۔ مگر ان سب سے پہلے ایک مسئلہ کی وضاحت بہت ضروری ہے جس پر لاثانی فرقے کی ساری بنیاد ہے اور وہ ہے امتی کے خوابوں کی شرعی حیثیت۔ آپ حیران ہوں گے کہ لاثانیوں کے جتنے عقائد ہیں صوفی لاثانی کے ولایت کے جتنے مراتب ہیں و مدارج ہیں اس کی سب سے بڑی دلیل اور بنیاد صوفی مسعود احمد اور اس کے مریدوں کے خواب و کشوف ہیں۔

قارئین کرام! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ شریعت کے دلائل یا ماخذ صرف چار ہیں:

(۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) قیاس  
فواب و کرامات کشف وغیرہانہ تو دلیل شرعی ہیں اور نہ کسی عقیدے یا مسئلہ کے ثبوت کیلئے حجت ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”لا یجوز اثبات حکم شرعی بہ لان حالۃ النوم لیست حالۃ

خبط و تحقیق“ (شرح مسلم، ج: ۱، ص: ۱۸)

خواب کے ذریعہ کسی حکم شرعی کا اثبات جائز نہیں کیونکہ حالت نوم خبط اور تحقیق کی حالت نہیں ہوتی۔

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”بعض اس جگہ کے یار جنہوں نے واقعہ میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ اس مجلس مولود خوانی سے بہت خوش ہیں ان پر مولود نہ سننا اور ترک کرنا بہت مشکل ہے۔ میرے تلمذ و! اگر واقعات کا کچھ اکتبار ہوتا اور منامات اور خوابوں کا کچھ بھروسہ ہو تو مریدوں کو بیروں کی حاجت نہ رہتی اور طرق میں سے کسی ایک طریق کا لازم پکڑنا عبت معلوم ہوتا کیونکہ ہر ایک مرید واقعات کے موافق عمل کر لیتا اور اپنے خوابوں کے مطابق زندگی بسر کر لیتا۔“ (مکتوبات، مکتوب نمبر ۲۷۳۔ دفتر اول، ج: ۱، ص: ۱۸)

پھر فرمائیں حضرت مجدد سے بھی کسی نے لاثانیوں کی طرف سوال کیا کہ جب خواب میں



حضور ﷺ تشریف لے آئے تو کس طرح اس عمل کو ترک کر سکتے ہیں؟ مگر حضرت مجددؑ نے واشکاف الثاظ میں مسئلہ بیان کر دیا کہ اگر شریعت کا دار و مدار خوابوں کی بنیاد پر ہوتا تو پیری مریدی کی ضرورت و حاجت ہی کیا تھا جس کو جو خواب آتا اس پر عمل کر لیتا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر مزید اس مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہیں کہ:

”صاحب فتوحات بکیر نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس صورت خاص کے ساتھ جو مدینہ منورہ میں مدفون ہے (شیطان) متحمل نہیں ہو سکتا اس خاص صورت کے سوا اور جس صورت میں کہ حضور ﷺ کو دیکھیں متحمل ہو سکتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس صورت میں بھی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت خصوصاً منامات میں بہت مشکل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس صورت سے احکام اخذ کرنا اور مرضی کا معلوم کرنا مشکل ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دشمن درمیان میں آگیا ہو۔ اور خلاف واقعہ کو واقع کی صورت میں ظاہر کیا ہو اور دیکھنے والے کو شک و شبہ میں ڈال دیا ہو۔ اور اپنی عبارت و اشارات کو اسی صورت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عبارت و اشارات کر دکھایا ہو۔۔۔ پس جب آنحضرت ﷺ کی زندگی میں بیداری کے وقت صحابہ کی مجلس میں شیطان لعین اپنے کلام باطل کو آنحضرت ﷺ کے کلام میں شامل کرنے کی کوشش کی تو وفات کے بعد خواب کی حالت میں جو حواس کے معطل و بے کار ہونے کا محل ہے اور شک و شبہ کا مقام ہے باوجود سمیٹنے والے کی تنہائی کے کہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ واقعہ شیطان کے تصرف اور کمر و فریب سے مامون ہے۔ یا میں کہتا ہوں کہ نعتیہ قصیدوں کے پڑھنے اور سننے والوں کے ذہن میں ممکن ہو چکا تھا کہ آنحضرت ﷺ اس عمل سے راضی ہیں جیسے کہ مدوح اپنی مدح کرنے والوں سے راضی ہوتے ہیں اور یہ معنی ان کی قوت تخلیق میں نقش ہو گئی ہوں تو ہو سکتا ہے کہ واقعہ میں اسی اپنی تخلیق صورت کو دکھایا ہو۔

(مکتوب نمبر: ۳۷۳ دفتر اول حصہ پنجم)

دیکھیں حضرت مجددؑ کیسے صاف واضح فرما رہے ہیں کہ خواب کی حالت میں اس معطل رہتے ہیں شک و شبہ کا مقام ہے تو کیسے کسی مسئلہ یا عقیدے کو خواب کے ذریعہ ثابت کیا جاسکتا ہے؟ پھر جب خواب میں شیطان آکر باور کر سکتا ہے کہ وہ حضور ﷺ ہیں تو بھلے خواب میں آپ ﷺ ہی کو دیکھا ہو مگر اس میں غلطی کا احتمال موجود ہے۔

لاٹانی صاحب کے مرید خاص ایم ٹی طائر صاحب لکھتے ہیں کہ صوفیاء شریعت کی روح کو سمجھتے ہیں (میرے مرشد۔ ص: ۱۳۲) اور حضرت مجددؑ تو صوفیاء کے سرچل ہیں پس انہوں نے شریعت کی حقیقی روح کو سمجھ کر ہی اس مسئلہ کو بیان کیا ہوگا۔ اور بقول لاٹانیوں کے حضور ﷺ اور حضرت حسینؑ کے حکم سے لکھی جانے والی کتاب میں ہے کہ:

”سیدنا مجدد الف ثانی خاص الخاص محبوب ہیں اور اختیارات خاص رکھتے ہیں۔“ (نوری کریمی۔ ص: ۳۴۶)

پس حضرت مجددؑ نے اس طرح کی بات حضور ﷺ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رضا سے ہی لکھی ہوگی۔ اب اس کا انکار گویا معاذ اللہ حضور ﷺ کی مرضی کا انکار کرنا ہے۔  
نوری حنفی فرماتے ہیں کہ:

”ولی کیلئے یہ شرط نہیں کہ وہ معصوم ہو اس طور پر کہ وہ نہ کوئی غلطی کر سکے نہ خطا۔ اسی لئے ولی کے دل میں کسی بات کا القاء ہونا یا اس کو کوئی الہام ہونا یا اس کا حق تعالیٰ سے مخاطب ہونا تو اس کی ان باتوں پر یقین کرنا جائز نہیں بلکہ لازم ہے کہ ان تمام چیزوں کو حضور ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر پیش کیا جائے اگر وہ الہام و کشف و منام شریعت محمدی ﷺ کے موافق ہوں تو قبول کر لیں ورنہ رد کر دیا جائے۔“ (مجالس الابرار۔ ص: ۲۷)

مجدد فرماتے ہیں کہ:

”خواب صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی لہذا اب جو بس اپنے الہامات پر ہی اعتبار کرے اور اس کی بنیاد پر خود کو شریعت سے آزاد سمجھے تو لوگوں میں سب سے بڑھ کر کفر کرنے والا بنی آدمی ہے۔“

(ملخصاً۔ مجالس الابرار۔ ص: ۱۹)



آیا مہدی نے اس کی گردن اڑانے کا کہا تو قاضی شریک نے وجہ پوچھی  
مہدی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تو میرا بستر روند رہا ہے تو  
تعبیر بتانے والوں نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ تو ظاہر میں میری اطاعت  
کرتا ہے اور خفیہ طور پر میری مخالفت کرتا ہے تو شریک نے کہا اللہ کی قسم تیرا  
خواب کوئی ابراہیم علیہ السلام کا خواب نہیں اور نہ ہی اس کی تعبیر بتانے  
والے یوسف علیہ السلام ہیں تو کیا اب تو جھوٹے خوابوں کی بنیاد پر لوگوں  
کی گردنیں اڑائے گا؟ مہدی نے جب یہ سنا تو شرمندہ ہوا اور شریک کو کہا  
کہ میرے پاس سے چلا جا۔

امام غزالی نے ایک امام سے نقل کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے واجب  
القتل ہونے کا فتویٰ دے دیا جو کہ خلقِ قرآن کا قاتل تھا۔ تو اس شخص نے  
اس امام سے اس بارے میں رجوع کیا تو امام نے کہا ایک آدمی نے  
خواب میں دیکھا کہ ابلیس مدینے کے دروازے کو پار کر چکا تھا لیکن داخل  
نہیں ہوا تو کسی نے پوچھا کیا تو داخل ہو گیا ہے؟ تو کہنے لگا کہ مجھے مدینے  
میں داخل ہونے سے خلقِ قرآن کے قاتل ایک شخص نے بے پروا کر دیا  
ہے۔ تو وہ آدمی فوراً کھڑا ہو گیا اور کہا مفتی صاحب! اگر ابلیس بیداری کی  
حالت میں میرے قتل کرنے کا حکم دے تو کیا آپ اس پر عمل کریں  
گے؟ مفتی نے کہا ہرگز نہیں۔ تو اس آدمی نے کہا کہ ابلیس کا خواب میں کہنا  
بیداری میں کہنے سے بڑھ کر نفو ہے۔

رہا خواب میں حضور ﷺ کا کسی چیز کی خبر دینا تو اس میں غور و فکر کی ضرورت  
ہے اس لئے کہ اگر ایسا حکم دیا جو شریعت کے موافق ہے تو اس پر عمل کرنا  
شریعت کے اس حکم پر ہی عمل کرنا ہے نہ کہ نئے خواب پر اور اگر معاذ اللہ  
خلافِ شرع کا حکم دیں تو یہ محال ہے کہ دین مکمل ہو چکا اوقات کے بعد  
آپ کا دین کے کسی بات کو باطل قرار دینا بالاجماع باطل ہے لہذا اس پر  
عمل کرنا جائز نہیں اور یہی کہا جائے گا کہ اس کا خواب باطل ہے اس لئے  
کہ اگر سچا ہوتا تو خلافِ شرع کا حکم کیوں ملتا۔

مگر یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث میں ہے کہ جس نے مجھے  
خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا پس جب آپ ہی کو دیکھا تو  
آپ ﷺ خلافِ شرع کا حکم کیسے فرما سکتے ہیں؟ تو اس سلسلے میں دونوں دلیلین  
کی جائیں گی ایک تو یہ کہ دراصل حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے مجھے  
اس حقیقی صورت میں دیکھا جس پر میں تھا تو بلاشبہ اس نے مجھے ہی دیکھا۔  
اور ایسا ممکن ہے کہ جس نے آپ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ کوئی اور  
ہو سکتا ہے کیونکہ مختلف لوگوں نے آپ ﷺ کو مختلف صورتوں میں دیکھا اور  
یہ ناممکن ہے کہ آپ ﷺ کی حقیقت مختلف ہو۔ ابن رشد سے ایک واقعہ  
منقول ہے کہ حاکم کے سامنے کسی امر کے متعلق دو عادل گواہوں نے  
شہادت دی جب حاکم کو نیند آئی تو حضور ﷺ نے خواب میں کہا کہ تم ان کی  
گواہی پر کیوں فیصلہ کرتے ہو؟ یہ تو باطل ہے۔ جب حاکم نے اپنا خواب  
سنایا تو امام مالک نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں کہ ان کی گواہی کو چھوڑ دیا جائے  
اور خوابوں کی بنیاد پر شریعت کو باطل ٹھرایا جائے۔ خواب میں کسی غیب کا  
علم نہیں ہوتا ہاں چونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے اس پر عمل کیا  
جائے گا مگر امتی کا خواب اس قبیل سے نہیں ہے۔ اس حدیث کی دوسری  
تادیل علماء نے یہ کی کہ بسا اوقات شیطان خواب میں آتا ہے اور کسی کی  
طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ فلاں نبی ہیں یا فلاں فرشتے ہیں جس سے آدمی  
کو اشتباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے خواب میں حضور ﷺ کا آنا اور کسی بات کی  
خبر دینا یا حکم دینا خواب کے جھٹ ہونے کی دلیل نہیں۔

(الاختصاص۔ ج ۱۔ ص ۱۵۷۔ ۱۶۰۔ الباب الرابع فی ماخذ اصل البدع بالاستدلال)

خواب کشف و کرامات کوئی حجت شرعی نہیں جس کی بنیاد پر قرآن و حدیث کا مقابلہ  
کر لیا جائے یا کسی کو ولایت کی سند دے دی جائے۔

محمد و الف ثانی فرماتے ہیں کہ:

”اذا برئتہ یبطل یہ مکاشفات کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔“

(مکتوب نمبر ۵۸)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:  
 ”جان لیں کہ خوارق و کرامات کا ظہور ولایت کیلئے شرط نہیں۔“  
 (مکتوب ۹۲۔ دفتر دوم)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:  
 ”خوارق و کرامات کا ظہور نہ تو ولایت کے ارکان میں سے ہے اور نہ اس کے شرائط میں سے۔“ (مکتوب ۱۰۷۔ دفتر اول حصہ دوم)  
 ایک جگہ شاکد لا ثانی فرماتے ہیں کہ:  
 ”عوام نے حقائق کے معنی کچھ اور ہی سمجھے ہیں اور خواہ مخواہ مگر اسی کے جنگل میں جا کر رہے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ ولی کیلئے اجسام کا احیاء ضروری ہے اور اس پر اکثر اشیاء غیبی کا انکشاف ہونا چاہئے وغیر ذالک حالانکہ یہ باتیں فتنوں فاسدہ میں سے ہیں اور بعض گمان گناہ ہیں۔“  
 (مکتوب نمبر ۷۰۔ دفتر اول حصہ دوم)

غرض اصل چیز قرآن وحدیث اور اتباع شریعت ہے نہ کہ خواب و کشوف۔ ہم نے اپنے بڑوں سے سنا کہ اگر کسی کو دریا پر چلتے ہوئے ہوا میں تیرتے ہوئے دیکھ لو تو خبردار اس کی ولایت کے قائل مت ہو جانا بلکہ یہ دیکھنا کہ شریعت پر کتنا عمل پیرا ہے۔ صوفیاء اولیاء اللہ کے حالات زندگی کو جب پڑھا جائے تو انسان کے دل میں خدا کا خوف بیٹھتا ہے، عبادت کی طرف رغبت ہوتی ہے، دنیا سے دل اچھا ہو جاتا ہے، مگر آپ صوفی صاحب کے حالات زندگی پڑھ کر دیکھ لیں نہ ان کی نمازوں کا کچھ پتہ نہ تلاوت نہ ذکر واذکار کی کچھ خبر بس دوکانداروں کی طرح صوفی صاحب کی نام نہاد کرامات وتصرفات کی بلیک ماریکنگ لگی ہوئی ہے آج اس فرشتے سے روح پھین لی، ہاں اڑ کر چلے گئے، آج یہاں مدد کو پہنچ گئے۔ آخر یہ سب کیا ہے؟ اور جب پوچھو کہ اس پر کوئی دلیل تو سب سے بڑی دلیل یہی کہ ہمارے فلاں مرید نے خواب دیکھا تھا۔ حالانکہ ان کے مریدوں کا حال دیکھیں نہ مال حلال، نہ شکل مسلمانوں والی، نہ نماز روزے کے پابند، جینڈ باجے کے شوقین۔ ان کی تو حالت بیداری کی گواہی شریعت میں معبر نہیں تو خوابوں کا کون پوچھتا ہے؟  
 اگر خوابوں والہامات پر ہی کسی کو مقامات دینے ہوتے تو ان سے بڑھ کر خوابوں کا شہزادہ

مرزا غلام احمد قادیانی لعین تھا۔ وہ بھی تو یہی کہتا کہ آج یہ خواب آیا ہے آج یہ الہام ہوا ہے۔ کرامت نے اس کے خوابوں کو رد کر کے اس کے اقوال وافعال کو قرآن وحدیث کے ترازو میں تولاد۔

آخر قرب قیامت میں دجال کیا کیا شعبہ بے بازیاں دکھائے گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لقمہ کے جادو گروں نے کیا لالچیوں سے سانپ نہ بنا دئے؟ تو کیا ہم ان کی ولایت کے قائل ہو جائیں؟ صوفی صاحب آج میڈیا پر اپنی کرامت دکھاتے ہیں کہ دیکھو میں نے مرغان ج کیا مگر وہ مرا نہیں یہ میری کرامت ہے تو اس سے بڑھ کر کرامت اس ہندو شعبہ بے باز نے دکھائی جس نے نہ صرف مرغی کی دونوں ٹانگیں اس کے جوڑوں سے توڑ دی بلکہ مرغی کے سر میں پھری گھونپ کر اسے مار ڈالا مگر جب اس پر امنتر منتر پڑھا تو نہ صرف مرغی زندہ ہو گئی بلکہ وہ ٹانگیں جو جوڑوں سے الگ ہو گئی تھیں بالکل صحیح سلامت ہو گئی۔ اس ویڈیو کو ہم نے انٹرنیٹ پر اپلوڈ کیا ہوا ہے ہر کوئی لاٹانی کے اس شعبہ بے جواب میں اس ہندو کا یہ قہرہ بھی دیکھ سکتا ہے۔ آپ نیٹ پر دیکھ سکتے ہیں شعبہ باز کبھی اپنی ٹوپی سے کبوتر نکالتے ہیں تو کبھی خرگوش بلکہ اب تو باقاعدہ اخبارات میں اشتہار آتے ہیں کہ ہم سے جادو کے کرب و غریب کر تب سیکھیں۔ بتائے کیا یہ سب شعبہ باز ولی ہیں؟

صوفی صاحب نے ایک اور شو شا اپنی ولایت اور حقانیت کے ثبوت میں چھوڑا ہے کہ:  
 ”کسی بھی مسلک و مذہب سے تعلق رکھنے والا شخص صرف ایک ماہ اس فقیر سے تعلق قائم کر کے دیکھ لے انشاء اللہ اسے راہ حق کی تصدیق ہو جائے گی“  
 حالانکہ اس قسم کے دعوے صوفی صاحب سے پہلے مرزا قادیانی کرتا تھا وہ بھی کہتا کوئی بھی شخص ایک سال میرے پاس قادیان آکر ٹھہر جائے اگر اس دوران میں اس کو ایسا کوئی خارق عبادت امر نہ دکھاسکوں جس سے اس کا دل گواہی دے کہ اسلام سچا مذہب ہے تو میں جھوٹا اور ہر سو ہٹکتے کیلئے تیار ہوں بلکہ ایک جگہ تو اس نے سال کی تحدید بھی ختم کر دی اور صرف چالیس دنوں پر راضی ہو گئے

”اب ہم بجائے ایک سال کے صرف چالیس روز اس شرط سے مقرر کرتے ہیں کہ جو صاحب آزمائش و مقابلہ کرنا چاہیں وہ برابر چالیس دن تک ہمارے پاس قادیان یا جس جگہ اپنی مرضی سے ہمیں رہنے کا اتفاق



ہو رہی ہیں اور برابر حاضر ہیں پس اس عرصہ میں اگر کوئی امر پیشگوئی جو خارق عادت ہو پیش نہ کریں یا پیش تو کریں مگر بوقت ظہور جھوٹ نکلے یا وہ جھوٹا نہ ہو مگر اسی طرح صاحب مخزن اس کا مقابلہ کر کے دکھا دیں تو مبلغ پانچ سو روپیہ نقد بحالت مغلوب ہونے کا اسی وقت بلا توقف ان کو دیا جائے گا لیکن اگر وہ پیشگوئی وغیرہ پایہ صداقت پہنچ سکی تو صاحب مقابل کو بشف اسلام مشرف ہونا پڑے گا۔ (مجموعہ اشتہارات - ج: ۱ - ص: ۱۰۴)

”اگر آپ طالب صادق ہیں تو آپ کو پریشانی قسم دی جاتی ہے کہ آپ ہمارے مقابلے سے ذرا کوتاہی نہ کریں آسانی نشانی کو دیکھنے کیلئے قادیان آخر ایک سال تک ٹھہریں۔“

(مجموعہ اشتہارات - ج: ۱ - ص: ۸۳)

صوفی صاحب غور فرمائیں مرزا تو آپ سے کہیں بڑھ کر دعوے کر رہا ہے جہاں تک شانہ آپ کی سوچ بھی نہ جاسکے تو آپ کے اصول کے تحت مرزا بعین اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے دعووں کو بلا چوں و چراں تسلیم کر لیا جائے۔ یہ تو دو کاندھاروں والے دعوے ہیں کہ جناب ہمارا مال لے لو پسند نہ آئے تو پیسے واپس سچے اللہ والوں کو اپنے آستانے چلانے کیلئے اس قسم کے تاجرانہ دعووں کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں پڑتی وہ جہاں بیٹھتے ہیں ان کے گرد پروانے جمع ہو جاتے ہیں اور رشدد ہدایت کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔

اس لئے خدا را ان خوابوں اور نام نہاد کرامتوں کے قصے کہانیوں سے باہر نکلیں اور قرآن و حدیث کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ اس باب کو قائم کرنے کا مقصد یہی تھا کہ اس فرقے نے اپنے گمراہ عقائد پر اپنی جس سب سے مضبوط دلیل یعنی اپنے خوابوں کا سہارا لیا اس کی حقیقت شروع ہی میں واضح کر دی جائے تاکہ آگے چل کر کسی کو کوئی مغالطہ نہ لگے کہ یہ چیزیں نہ تو شرعی حجت ہیں نہ کسی کی ولایت و حقانیت کے ثبوت کا معیار بلکہ شیطانی اور نفسانی دخول کی وجہ سے شریعت نے غیر انبیاء کے خواب و کشف کا کوئی اعتبار نہیں کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

## باب دوم

صوفی مسعود احمد المعروف لاثانی سرکار  
کے کردار و حیات پر ایک نظر

## قارئین کرام! مذہب اسلام کو شروع دن سے ہی باطل فرقوں اور مذاہب کی

سازشوں کا سامنا ہے۔ جنہوں نے ہر طرح سے یہ کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح اس مذہب کو کمزور کیا جائے انہی باطل فرقوں میں سے ایک فرقہ یا گروہ جاہل ”صوفیاء“ کا گروہ ہے۔ جنہوں نے تصوف جیسے مقدس نام کی آڑ لیکر دین اسلام کو ایک مذاق بنا دیا ہے۔ انہی جاہل، بدعتی اور گمراہ صوفیوں میں سے ایک نام نہاد صوفی کا نام ”مسعود احمد لاٹانی سرکار“ ہے۔ جو کہ پیپلز کالونی فیصل آباد کا رہنے والا ہے۔ اور نقشبندی سلسلے میں ولی محمد جو کہ بریلوی امیر ملت و جماعت علی شاہ کا خلیفہ تھا کا مرید و خلیفہ ہے۔ یہ شخص اپنے بارے میں خدائی اختیارات کا دعویٰ رکھتا ہے اور اپنے جھوٹے خوابوں کی بنیاد پر خود کو شریعت میں ہر قسم کی ترمیم و تنسیخ کا مجاز سمجھتا ہے۔ اس شخص نے اپنے مریدوں کے جھوٹے خوابوں کو بنیاد بنا کر دین اسلام کے مقابلے میں اپنی ایک نئی شریعت ایجاد کر لی ہے۔ یہ لوگوں کے سامنے اپنا ایک دیو مالائی کر دار پیش کر رہا ہے بقول اس کے حضور ﷺ کی نظر ہر وقت مجھ پر ہوتی ہے، مجھ سے بیعت نہی ﷺ سے بیعت ہے میرا انکار نہی ﷺ کا انکار ہے میرا اور نہی ﷺ کا ور ہے۔ معاذ اللہ۔ مجھ پر اعتراض کرنے والے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اعتراض کرنے والے ہیں اسلئے کہ میں جو بھی بولتا ہوں جو بھی کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے کرتا ہوں۔ العیاذ باللہ۔ لیکن دوسری طرف جب ہم اس شخص کے کردار کا تنقیدی نظر سے جائزہ لیتے ہیں تو ایک بڑی بھیا تک تصویر ہمارے سامنے ابھرتی ہے کہ یہ شخص مرشد اکمل، ولی، کمالات، صفات و بزرگی میں ”لاٹانی“ تو کیا ”شریف آدمی“ بھی کہلائے جانے کے لائق نہیں۔

سب سے پہلے ہمیں آپ حضرات کے سامنے اس شخص کا کردار پیش کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آتی کہ ہر مصالح کیلئے ضروری ہے کہ وہ کردار کا کھرا ہوا اس لئے کہ جب وہ اپنی اصلاح نہ کر سکا تو قوم اور اپنے ماننے والوں کی کیا اصلاح کرے گا؟ خود نبی کریم ﷺ کی ذات اس سلسلے میں ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ جب جہل البقینس میں آپ ﷺ نبوت کا دعویٰ کرنے کیلئے گئے تو سب سے پہلے اپنا کردار اپنی قوم کے سامنے پیش کیا اور سب نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپ سے زیادہ سچا اور امانت دار کسی کو نہ پایا آپ تو صادق و امین ہیں۔ اب آئے ہم اسی اصول پر صوفی مسعود صاحب کا کردار آپ کے سامنے

پیش کرتے ہیں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں۔

## دینی و دنیاوی لحاظ سے ناقص تعلیم

تعلیم کے لحاظ سے صوفی صاحب بالکل ناقص (مصر) آدمی ہیں۔ دنیاوی تعلیم تو انہوں نے جیسے تیسے کر کے ۱۲ بارہویں جماعت تک حاصل کر لی (مرشد اکمل، جس ۳۳ ہجری کرئیں، جس ۱۳۹) مگر دینی تعلیم کے متعلق ان کا کوئی ریکارڈ ہمیں میسر نہ ہو سکا کہ انہوں نے کسی دینی کتب میں بیٹھ کر قرآن پڑھا ہو یا بنیادی دینی تعلیم حاصل کی ہو۔

- (۱) مرشد اکمل
- (۲) فیوض و برکات
- (۳) مخزن کمالات
- (۴) نوری کرئیں
- (۵) میرے مرشد

یہ پانچ کتابیں خاص طور پر صوفی صاحب کی سوانح اور کمالات پر مشتمل ہیں مگر یہ تمام کتابیں ان کی دینی تعلیم کے متعلق ہمیں کوئی ریکارڈ دینے سے قاصر ہیں۔ البتہ اگر انہوں نے کچھ تھوڑا بہت دین کے متعلق پڑھا بھی تو وہ کسی ماہر عالم دین کے زیر سایہ رہ کر نہیں بلکہ اپنے ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر جبکہ وہ اس دوران کالج کی پڑھائی سے ”مفرد“ تھے اور ”سگریٹ نوشی“ کی لت پڑ چکی تھی چنانچہ صوفی صاحب لکھتے ہیں:

”دنیا کی بڑھتی ہوئی بے حیائی، مادہ پرستی اور نفسا نفسی کا عالم دیکھ کر دل تو دنیا سے پہلے ہی اچاٹ رہنے لگا تھا اب یہ بے ریشی اس حد تک بڑھی کہ دنیاوی تعلیم کو بھی خیر باد کہہ دیا اور دینی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ مطالعہ اس قدر وسعت اختیار کر گیا کہ سینکڑوں احادیث و واقعات از بر ہو گئے۔“

(مرشد اکمل، ص: ۳۳، ۳۵)

سینکڑوں احادیث از بر ہوتا بھی صوفی صاحب کی کذب بیانی ہے ان کی دو کتابیں ”مرشد اکمل“ اور ”رہنمائے اولیاء“ ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے جس میں ہمارے صحیح حدیثیں بھی مشکل سے ملیں گی۔ ان دونوں کتابوں پر عنقریب ہم اپنا تجزیہ ایک



الگ مضمون میں پیش کریں گے۔ باقی ان کا یہ کہنا کہ دنیا کی بے حیائی سے دل اچاٹ گلے لگا بھی صریح کذب بیانی ہے اس لئے کہ صوفی صاحب بیعت ہونے کے باوجود بھی اس بے حیائی میں ملوث رہے ہیں ثبوت آگے آرہا ہے۔

### صوفی صاحب کا بچپن

قارئین کرام! اولیاء اللہ کا بچپن بھی گناہوں اور دنیاوی غلاظت سے پاک ہوتا ہے اور پھر صوفی صاحب جیسے آدمی چکا دعویٰ صرف ولی اللہ ہونے کا نہیں بلکہ "لا ثانی" ہونے کا ہے ان کی تو ہر ادا ہر ہر لپا ہر ہر لمحہ باقی دنیا سے "لا ثانی" ہونا چاہئے مگر دوسری طرف وہ خود اپنی کتاب میں جگہ جگہ اپنی "نجس" زندگی کی پردہ کشائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

"سارا منظر میری آنکھوں کے سامنے بھی ایسے دکھائی دے رہا ہے جیسے ٹیلی ویژن کی سکرین پر منظر دکھائی دیتا ہے۔ میں یہ دیکھ کر بہت زیادہ حیران ہوا کہ آپ سرکار سے میری زندگی کا کوئی ایک لمحہ بھی پوشیدہ نہ رہا یہ دیکھ کر میں آپ کے حضور معافی کا طلبگار ہوا کیونکہ بندہ بشر ہونے کے ناطے میں نے بھی اپنی زندگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر کئی گناہ اور غلطیاں کیں تھیں اور غلط خیالات بھی آئے تھے۔"

(مرشد اکمل۔ ص: ۲۸)

### صوفی صاحب کو نمازوں کا بھی پتہ نہیں

قارئین کرام نماز دین اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے مگر ولیوں کے سردار ہونے کا دعویٰ کرنے والے اس "جاہل صوفی" کو جو انی تک اور بیعت ہونے کے بعد بھی نماز جیسی بنیادی عبادت کے بارے میں کوئی علم نہ تھا چنانچہ خود لکھتا ہے کہ:

"نماز فجر کا وقت ہو چکا تھا اور تھوڑی ہی دیر بعد آستانہ عالیہ پر نماز کیلئے جماعت کھڑی ہوئی جب ہم فرض پڑھ چکے اور میں سنتوں کیلئے نیت باندھنے لگا۔"

(مرشد اکمل۔ ص: ۳۹)

غور فرمائیں اس جاہل شخص کو اتنا بھی علم نہیں کہ فجر کی سنتیں فرض سے پہلے ادا کی جاتی ہیں اور اگر کسی وجہ سے قضاء ہو جائیں تو طلوع آفتاب سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں۔ جب سارا بچپن کسی کے "غلط خیالات" میں گزار دیا ہو تو نماز روزے سیکھنے کا خیال آخر کب آیا ہوگا۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ اس شخص کا چہرہ بھی وہ ہیں موجود تھا مگر اس کو نو کا نہیں معلوم ہوا جیسا جاہل مرید و ساجد جاہل پیر۔

### صوفی صاحب نماز کے بالکل پابند نہیں

حقیقت یہ ہے کہ صوفی صاحب کو نمازوں سے کوئی رغبت نہیں ہے اور معمولی معمولی باتوں پر کئی کئی نمازوں کو قضاء کر دیتا صوفی صاحب کا معمول بن چکا ہے۔ ملاحظہ ہو اس سلسلے میں چند حوالے:

"اسی رات خواب میں پیر و مرشد تریف لائے اور حبیہ فرمائی لوگ تجھے درویش سمجھتے ہیں اور تو نمازیں قضاء کرتا ہے۔ تو نے تین فرض نمازیں قضاء کر دیں یہ تو نے منہ پر داڑھی کا بورا لگا رکھا ہے۔"

(مرشد اکمل۔ ص: ۶۳)

صوفی صاحب کے مریدوں سے یہاں ہم گزارش کریں گے کہ وہ صوفی صاحب کی داڑھی دیکھ کر ان کو نیک اور بزرگ نہ سمجھیں یہ یوتوں آپ کے داڑھی صاحب کے اس شخص نے اپنی جھوٹی درویشیت ثابت کرنے کیلئے داڑھی کا بورا لگایا ہوا ہے۔ ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

"انہی دنوں ایک مرتبہ پھر میرے ساتھ ایسا ہی ہوا کہ نیات کچھ ایسی ہوتیں کہ میری تین چار نمازیں قضا ہو گئیں۔ اس کے بعد جب آستانہ عالیہ حاضر خدمت ہوا تو پیر و مرشد نے سب لوگوں کے سامنے میرا ہاتھ پکڑ کر میری کمر بٹکے ہٹکے دو تین کے لگائے یہاں تک کہ میرا سر دیوار سے جا ٹکرایا پھر حلال میں فرمایا:

خالم نمازیں قضاء کرتا ہے تو نے فرض نمازیں قضاء کر دیں۔

(مرشد اکمل۔ ص: ۶۳)

لیجئے فاسق فاجر تو تھا ہی یہ شخص تو خود اپنے پیر کی زبان سے ”ظالم“ بھی ثابت ہوا۔ ایک اور جگہ صوفی صاحب لکھتے ہیں:

”نماز پڑھنے کو دل نہ چاہتا کئی دفعہ تو ایسا ہوا کہ نماز کیلئے کھڑا بھی ہو گیا لیکن پوری نماز نہ پڑھی بمشکل فرض ہی ادا کر پاتا سنتیں اور نوافل نہ پڑھ پاتا۔“

(مرشد اکمل۔ ص: ۶۶)

نبی ﷺ تو فرماتے ہیں کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز کو مومن کی معراج کہا جاتا ہے کہ اس عبادت میں بندہ اپنے رب سے مخاطب ہوتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ نماز پڑھنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ یہ کیسا صوفی ہے۔ کیا دلی ایسے ہوتے ہیں۔؟ خدا را اس شخص کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس گمراہ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اپنی آخرت کو برباد نہ کریں۔ صوفی صاحب کی جماعت کے لوگوں نے ایک کتاب ”نوری کریم“ کے نام سے شائع کی جس کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر لکھی گئی آئے دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں بے نمازی کیلئے کیا وعیدیں ہیں:

”جنت کے لوگ دوزخ میں چلنے والوں سے پوچھیں گے کس چیز نے جہنم دوزخ میں ڈالا۔ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ القرآن“

(نوری کریم۔ ص: ۱۱۰)

”ابوالبیہ سمرقندی نے قرۃ العیون میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو اس میں جانا ضروری ہے۔“

(نوری کریم۔ ص: ۱۱۰)

ہم صوفی صاحب کے مریدوں سے عرض کریں گے کہ آپ کے پیر صاحب کا نام تو جہنم کے دروازے پر لکھنا چاہیے کہ جس میں وہ ہر صورت میں داخل ہو گئے یہ میں نہیں کہہ رہا نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں اب ایک جہنمی کو اپنا امام اور پیر بنانے والے کیا خود اس کے ساتھ جہنم میں نہیں جلیں گے۔؟ جو شخص خود جہنمی ہے وہ بھلا کس اور کو جہنم سے کیا بچائے گا۔ اسی کتاب میں نمازیں قضاء کر دینے والوں کے متعلق بھی وعیدیں ذکر کی گئی ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

”حضور ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز قضاء کر دے گا وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک ہب جہنم میں چلے گا اور ایک ہب کی مقدار اسی (۸۰) برس ہوتی ہے اور ایک برس ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک برس کے برابر ہوگا۔“

(نوری کریم۔ ص: ۱۱۲)

اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ ایسے شخص کو جس پر جہنم واجب ہو چکی ہے پرعت بھیج کر کسی حقیقی اللہ والے کو تلاش کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت ہوتے ہیں یا اس جہنمی کی اقتدار کر کے خود بھی جہنم کو اپنا مقدر بناتے ہیں

پسند اپنی اپنی امام اپنا اپنا

صوفی صاحب نماز جمعہ کی بھی پابندی نہیں کرتے

اسی کتاب نوری کریم میں نماز باجماعت ادا نہ کرنے والوں کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ:

”باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں کیلئے وعید۔۔۔ کافروں اور منافقوں کا فعل۔“

(نوری کریم۔ ص: ۱۱۴)

اس کے بعد ایک حدیث نقل کی گئی اور اس کی تشریح میں لکھا کہ:

”اس حدیث پاک میں نماز باجماعت ادا نہ کرنے والوں کو کافروں اور منافق کہا گیا ہے گویا مسلمان سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی۔“

(نوری کریم۔ ص: ۱۱۵)

اور آگے ایک اور حدیث نقل کی کہ:

”آدمی کی بدبختی کیلئے یہ کافی ہے کہ مومن کی آواز کو سنے اور نماز کو نہ جانے۔“

(نوری کریم۔ ص: ۱۱۵)

ان حوالوں سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے کہ:

(۱) نماز باجماعت ادا نہ کرنے والا کافر ہے۔

(۲) منافق ہے۔



(۳) مسلمان سے اس قسم کا منہا ہو ہی نہیں سکتا۔

(۴) ایسا شخص بد بخت ہے۔

اب آئے نماز باجماعت کے متعلق لافانی انقلاب کے پیرومرشد کا حال بھی معلوم کر لیں اس فرقے کی ایک کتاب "خزون کمالات" ہے اس میں یہ لوگ اپنے پیر کی مدح سرائی میں ایک واقعہ لکھتے ہیں مگر حقیقت میں اپنے ہاتھوں سے اپنے پیر کے چہرے سے صوفیت کا جعلی نقاب نوج کر اس کا اصل چہرہ عوام کے سامنے ظاہر کر دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

"ایک آدمی جمعہ کے دن آیا۔ اس نے دیکھا کہ سرکار نے اپنے آستانہ عالیہ میں اسکیلے ہی نماز جمعہ ادا کی۔ اور کہا یہ کیسا پیر ہے جو دوسروں کو تو نماز باجماعت کی تلقین کرتا ہے خود اکیلا نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد اس آدمی نے لشکر کھایا اور گھر چلا گیا۔ اس رات تقریباً چارہ پانچ بجے کے قریب وہ آدمی آستانہ عالیہ پر آیا وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا مسئلہ پیش آیا تو اس نے اپنا واقعہ سنایا اور پھر کہا کہ جب میں گھر جا کر سویا ہوں تو کیہ دیکھتا ہوں کہ میرے آقا رحمۃ اللعالمین حضور ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ کو دیکھتے ہی میرا دل باغ باغ ہو گیا، میں اپنے مقدر پر ناز کرنے لگا تھیں، مگر ہی لمحے میں نے جو سنا اس سے میری ساری خوشی خاک میں مل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا تم کون ہوتے ہو لافانی سرکار پر اعتراض کرنے والے، لافانی سرکار نے تو کل نماز جمعہ ہمارے ساتھ پڑھی ہے روحانی طور پر۔"

(خزون کمالات۔ ص: 122)

نوری کریمیں میں لکھا کہ جماعت سے نماز نہ پڑھنے والا کافر منافق بد بخت ہے اور یہاں خود واضح کر دیا کہ صوفی مسعود جماعت کا پابند کہیں وہ بھی جمعہ جیسے عظیم الشان اجتماع کا پس ثابت ہوا کہ صوفی مسعود:

(۱) منافق

(۲) کافر

(۳) بد بخت

(۴) بد دین ہے۔

اور ظاہر بات ہے کہ ایک کافر منافق بد بخت کبھی بھی نبی کریم ﷺ کا محبوب نہیں ہو سکتا لہذا خواب میں نبی کریم ﷺ کا تشریف لانا سراسر جھوٹا اور من گھڑت واقعہ ہے یوں لافانی فرقے کے لوگ گستاخ رسول ﷺ اور کذاب بھی ہوئے۔

صوفی صاحب نشے کے بھی عادی ہیں

صوفی صاحب کو چونکہ بچپن سے کوئی دینی ماحول نہیں ملا اس لئے آوارہ گرد دوستوں کی صحبت میں رہ کر صوفی صاحب بہت سی معاشرتی برائیوں میں بھی ملوث ہو گئے تھے انہی برائیوں میں سے ایک برائی نشہ کرنے کی عادت بد بھی ہے چنانچہ صوفی صاحب اپنی اس عادت کے متعلق خود لکھتے ہیں کہ:

"کوئی بھی ایسا شخص جو پان، بیڑی، حقہ، سگریٹ یا تمباکو پینے والا اور بغیر داڑھی والا ہو ختم خواجگاہ کی محفل میں نہیں بیٹھ سکتا تھا بیعت کے ابتدائی دنوں کی بات ہے کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ جب میں آستانہ عالیہ جاتا اور وہاں ختم خواجگاہ کی محفل کا وقت ہوتا تو دیکھتا جو کوئی پان، سگریٹ، حقہ، تمباکو پینے والا ہوتا خود ہی محفل سے الگ ہو کر ایک طرف جا کر بیٹھ جاتا میری چونکہ ابھی داڑھی بھی نہیں تھی اور میں سگریٹ پیتا تھا اس لئے ایک طرف جا کر بیٹھ جاتا۔"

(مرشد اکل۔ ص: ۵۳، ۵۴)

اس حوالے میں خود صوفی صاحب نے صاف اقرار کیا ہے کہ وہ نہ صرف داڑھی منڈھے ناسخ فاجر تھے بلکہ سگریٹ پینے کے عادی بھی تھے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ:

"سب سے بڑی بات کہ میں سگریٹ پیتا تھا اور میری داڑھی بھی نہیں تھی پس میں نے اس وقت کچھ پس و پیش سے کام لیتا چاہا تو آپ نے فرمایا بابو جی! ہم جو کہہ رہے ہیں آپ امامت کراؤ جی۔"

"پس میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے امامت کرائی۔"

(مرشد اکل۔ ص: ۵۵)

یہاں صوفی صاحب کے مرشد کی بد بختی دیکھئے کہ ایک چرتی موالی اور داڑھی منڈھے فاسق فاجر کو نماز کا امام بنادیا اور سب کی نمازیں خراب کرویں جبکہ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فاسق خاص کر داڑھی منڈھے کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور پھر بنایا بھی تو صوفی مسعود جیسے شخص کو جو نہ صرف فاسق فاجر بلکہ جاہل بھی جس شخص کو فجر کی نماز پڑھنا دے آتی ہو وہ امامت کیا خاک کر دے گا؟

صوفی صاحب کی والدہ بھی اپنے بیٹے کے کرتوتوں سے بیزار ہر وقت کی آوارہ گردی اور نشے کی لت نے صوفی صاحب کی ماں کو بھی صوفی

صاحب سے بیزار کر دیا تھا چنانچہ نوری کر نہیں میں ہے کہ:

”آپ کی والدہ محترمہ آپ کے ہمراہ آستانہ عالیہ (مقام شریف) حاضر خدمت ہوئیں تو حضور میاں صاحب سے شکایت عرض کی حضور! یہ کوئی کاروبار نہیں کرتا اور سگریٹ پیتا ہے آپ ہی اسے کچھ سمجھائیں۔“

(نوری کر نہیں۔ ص: ۱۳۹)

بلکہ اس شخص کی حرکتوں سے تو اس کا پورا خاندان ہی بیزار تھا چنانچہ صوفی صاحب اپنے بارے میں خاندان اور برادری کے تاثرات ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں کہ:

”یہ نشہ بھی کرتا ہے اور جوا بھی کھیتا ہے کیونکہ ہر وقت نشے کی حالت میں رہتا ہے۔“

(مرشد اکمل۔ ص: ۵۹)

صوفی صاحب زنا کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے صوفی صاحب کی زندگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو کسی عورت کے ساتھ زنا کرنے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں ہوتی اور جہاں اس کو موقع ملتا ہے یہ شخص اپنی ہوس بھجانے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ خود لکھتا ہے کہ:

”ایک دن جب گرمی بہت زیادہ تھی۔ سب اپنے اپنے گھروں میں آرام کر رہے تھے۔ اس وقت بازار کی رونقیں بھی گرمی کی وجہ سے ماند پڑی ہوئیں تھیں۔ میں قلعہ منڈی اپنی دکان پر آکیلا تھا۔ اسنے میں ایک گانے بجانے والی عورت وہاں آئی۔ شیطان نے مجھے درغلا یا اور اسے دیکھ کر

میری نیت میں فتنہ آگیا تنہائی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے فعل بد کا ارادہ کیا اور اس کی مرضی سے اسے اندر لے آیا۔ اندر آکر میں نے دروازے کی کنڈی لگائی۔ پھر جیسے ہی میں نے غلط ارادے سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اسی وقت میں نے دیکھا کہ پیر و مرشد چادر والی سرکار تیزی سے آستانہ عالیہ سے پرواز کرتے ہوئے وہاں تشریف لائے آپ نے مجھے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا اور بڑے چال میں فرمایا

”اوستے یہ کیا کر رہا ہے تو۔“

(مرشد اکمل۔ ص: ۹۲)

العیاذ باللہ غور فرمائیں یہ ہے کہ اس شخص کا اصل مکروہ چہرہ محترم قارئین اللہ کا ولی تو وہ ہوتا ہے کہ جو تنہائی میں بھی اللہ کا خوف دل میں رکھے اسے یہ احساس ہو کہ اگر میں لوگوں کی نظروں سے چھپ بھی گیا تو میرا رب تو مجھے دیکھ رہا ہے۔ مگر اس جعلی ولی کو دیکھیں کہ جیسے ہی تنہائی میں موقع ملا فوراً اپنی خباثت پر اتر آیا۔ یہ تو صرف ایک واقعہ ہے جو اس شخص نے ذکر کیا اور یہاں بقول اس شخص کے پیر نے اسے بچالیا غور فرمائیں بیعت ہونے سے پہلے اس شخص نے کیا کیا گم کھلائے ہوئے۔

پھر اس کا جھوٹ دیکھیں کہ میں نے دیکھا کہ چادر والی سرکار اپنے آستانے سے اڑ کر آ رہے ہیں خود فیصل آباد کے ایک بند کمرے میں بیٹھا ہوا ہے اور منظر ملتان کا دیکھ رہا ہے پیر ملتان سے اڑتے ہوئے اس کو نظر آگیا لعنة الله على الكاذبين جھوٹ بولنے کیلئے بھی سلیقہ چاہئے۔ پھر لاٹانی سرکار کا عقیدہ ہے کہ جو اللہ کا ولی بولے وہی حق ہوتا ہے اور اسے کوئی نال نہیں سکتا یہاں اس کے پیر نے صاف لفظوں میں اسے ”کتا“ کہا اب لاٹانی کے مرید خود فیصلہ کریں کہ وہ ایک ”کتے“ کی پیروی کر رہے ہیں یا کسی ”ولی اللہ“ کی؟

پسند اپنی اپنی امام اپنا اپنا

مگر یہاں صوفی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ آپ مجھے کیوں کوس رہے ہیں میں نے تو جس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ خود آدھی آدھی رات کو اپنی مرید نیوں کو ”فیض“ اپنے پیچ بجاتا تھا چنانچہ صوفی صاحب اپنے پیر کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

”حضرت چادر والی سرکار کی مرید ایک عورت (جس پر آپ کی بہت نظر کرم



ہے وہ بتاتی ہیں کہ آپ سرکار روزانہ تہجد کے وقت اس سے ملنے کیلئے جسم  
سیت تشریف لاتے ہیں کچھ دیر قیام فرماتے ہیں اور پھر اس کے بعد واپس  
تشریف لے جاتے ہیں اور اس پر یہ کرم کافی عرصہ سے جاری ہے۔  
(مرشد اکمل ص: ۱۳۳)

کیوں صوفی صاحب ایک غیر محرم عورت کے پاس آدھی رات کے بعد آپ کے  
پیر صاحب کو نسا "کرم" کرنے جاتے ہیں اور یہ "نظر کرم" کس کس طرح ہوتی ہے صاف  
صاف بتائے گا۔ معذرت کے ساتھ کیا آپ کسی اور کو بھی یہ اجازت دیں گے کہ وہ بھی آدھی  
رات کو "جسم سیت" آکر آپ کی زوجہ صاحبہ پر اسی طرح نظرم کرم کرے۔ یا یہ کرم  
فرمائیاں صرف دوسروں کی ماں بہنوں کیلئے ہیں؟  
شرم تم کو گھر نہیں آتی

قارئین کرام! حقیقت یہ ہے کہ صوفی صاحب کے نزدیک بزرگی نام ہی معاذ  
اللہ عورتوں سے منہ کالا کروانے کا ہے۔ چنانچہ صوفی صاحب کے ایک مرید نے صوفی  
صاحب کے کمالات پر ایک کتاب لکھی جس میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ:  
"پیر صاحب وہ شراب لے کر اپنے حجرے میں چلے گئے اور کچھ دیر بعد  
مخدور سے باہر تشریف لائے اور مرید سے کہنے لگے میرا دل چاہتا ہے کہ  
کوئی خوبصورت عورت ہو، کیا تم کسی کو لا سکتے ہو، وہ مرید اپنے گھر گیا کہ  
اس کی نئی شادی ہوئی تھی اور بیوی بھی بے حد خوبصورت تھی کہنے لگا آج  
تک تم سے کوئی بات نہیں منوانی زندگی میں پہلی مرتبہ ایک بات منوانا چاہتا  
ہوں کہ آج پہلی مرتبہ میرے پیر صاحب نے ایسی خواہش کا اظہار کیا ہے  
اور میں چاہتا ہوں کہ آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہو، میری گزارش ہے  
کہ خوب بن سنور کر اور سنگھار کر کے میرے ساتھ چل اور پیر صاحب تجھے  
جو بھی حکم دیں اس میں کسی طرح بھی سربا نی نہ کرنا اس نے اپنی بیوی کو پیر  
صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا پیر صاحب نے پوچھا یہ کون ہے کہنے لگا  
مخدور ہی کی لونڈی ہے پیر صاحب سمجھ گئے کہ یہ اس کی بیوی ہے۔ انہوں  
نے پوچھا کہ کیا کوئی بازاری عورت نہیں ملی تھی۔ مرید نے جواب دیا کہ

میری غیرت نے گنوار نہ کیا کہ کوئی بازاری عورت لے کر آؤں اور یہ کہ  
مجھے تو یہ بہت زیادہ خوبصورت لگتی ہے پیر صاحب کہنے لگے کہ ہاں ہے  
تو یہ بہت خوبصورت اور اسے اپنے حجرے میں لے گئے اور اسے حجرے  
میں بٹھا کر نورانی باہر تشریف لے آئے تو دیکھا کہ مرید نماز میں  
تھا، آہٹ محسوس کر کے اس نے سلام پھیر دیا اور پریشان ہو کر عرض کرنے  
لگا کہ حضور کیا ہوا؟ آپ باہر کیوں تشریف لے آئے۔ انہوں نے فرمایا  
کہ پہلے یہ بتاؤ کہ تم کو کونسی نماز پڑھ رہے تھے۔ مرید کہنے لگا کہ میں تو سجدہ  
شکر ادا کر رہا تھا کہ آپ نے میری خدمت قبول کر لی۔ بزرگ نے ارشاد  
فرمایا تمہیں یہ خیال نہیں آیا کہ یہ سب گناہ کبیرہ ہے میں کیسے یہ سب کچھ کر  
سکتا ہوں؟ اس شخص نے عرض کی حضور میرا ایمان ہے کہ بڑے سے بڑا  
شرابی، زانی، فاسق، فاجر، شخص خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو اگر آپ اس کے سر  
پر ہاتھ ہی رکھ دیں تو وہ آپ کی ذات بابرکات کے طفیل ہی بخش دیا جائے  
گا تو خود آپ کو کیسے اللہ تعالیٰ ان گناہوں پر گرفت کرے گا۔

(میرے مرشد ص: ۱۳۹، ۱۴۰)

غور فرمائیں دین اسلام اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ کس قدر کھلا مذاق  
ہے یہ بد بخت اپنی بیوی زنا کیلئے پیر کے سامنے پیش کر رہا ہے کیا یہ کھلی بے غیرتی  
نہیں۔۔۔؟ پیر کیلئے بازاری عورت لانے پر تو اس دیوث کو غیرت آتی مگر پیر سے اپنی  
بیوی کا منہ کالا کرواتے ہوئے اس کو غیرت نہیں آتی، اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ  
لا طاعة للمخلوق فی معصية الخالق خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز  
نہیں مگر یہ بد بخت نہ صرف زنا کروانے پر تیار بلکہ اس پر خدا کا شکر کرتے ہوئے شکرانے  
کے لواضع ادا کر رہا ہے جو کھلا اور صریح کفر ہے عقائد کی کتابوں میں یہ بات مصرح ہے کہ اگر  
گناہ کبیرہ کو حلال سمجھ کر کیا جائے تو مرتکب اور اس کا اعتقاد رکھنے والا کافر ہو جاتا ہے مگر یہ  
بد بخت تو نہ صرف حلال سمجھ رہا ہے بلکہ اس پر خدا کا شکر بھی ادا کر رہا ہے العیاذ باللہ۔ پھر کہتا  
ہے کہ پیر صاحب اگر کافر کے سر پر بھی ہاتھ پھیر دیں تو اس کی بخشش ہو جائے گی جبکہ اللہ تو  
فرماتا ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ  
 اللہ شرک کرنے والے کو تو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جس کو چاہے معاف کر دے  
 مگر یہ بد بخت کہتا ہے کہ میں یہ قول درست نہیں میرا پیر تو اگر کسی مشرک کا فر کے سر پر صرف  
 ہاتھ بچھیر دے تو اس کی بھی بخشش ہو جائے میرے نبی ﷺ تو کفار مکہ کیلئے ساری ساری رات  
 روتے رہے ان کی مغفرت نہ ہو مگر اس کا پیر صرف ہاتھ بچھیر دے تو مغفرت ہو جائے پھر یہ  
 کہنا بھی کس قدر جہالت ہے کہ اللہ پیر صاحب کو زنا کرنے پر بھی کوئی سزا نہیں دیگا معاذ  
 اللہ کیوں؟ کیا پیر صاحب نے اللہ سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے کہ جو چاہے کرو؟ کیا تم نے  
 معاذ اللہ، اللہ کو خاتم سمجھا ہوا ہے یا کمزور کہ اللہ عام مخلوق کو تو عذاب دے اور آپ کے پیر  
 صاحب چونکہ اللہ سے بھی معاذ اللہ زیادہ طاقتور ہیں اس لئے وہ چاہے زنا کرے چاہے  
 شراب پینے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

آخر اس جھوٹی حکایت کو بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟؟؟ یہی نہ کہ صوفی صاحب  
 کے مریدو! اپنے پیر کی اطاعت اس مرید کی طرح کرنا صوفی لاٹانی جب شراب مانگے تو بلا  
 چوں و چراں لے آتا جب ان کو دل قوم کی بہو بیٹوں کی عزت کو تار تار کرنے کی خواہش  
 کرے تم اپنی بہو بیٹیوں اور بیویوں کو صوفی صاحب کی خدمت میں پیش کر دینا ہر صورت  
 اس کی اطاعت کرنا اعتراض ہرگز نہ کرنا اس لئے کہ اگر وہ تمہارے گناہ بخشوا سکتا ہے تو اپنے  
 گناہوں پر اس سے باز پرس کرنے والا کون ہے۔؟؟؟ العیاذ باللہ

صوفی صاحب خدا کا خوف کریں ایک دن مرنا ہے اللہ کو منہ دکھانا ہے یہ کونسا دین ہے  
 جو آپ اپنے مریدوں کو سکھارہے ہیں۔۔۔؟؟؟ کیا آپ نے بھی اپنی بہن بیوی کو کبھی پیر  
 کے سامنے ان مقاصد کیلئے پیش کیا ہے۔؟؟؟ ہم ایسے پیروں پر ہزار بار لعنت بھیجتے ہیں۔

### سادگی یا عیاشی

صوفی صاحب کی سادگی کے بارے میں ان کے مرید رقمطراز ہیں کہ:

”عام اور سادہ لباس زیب تن فرماتے ہیں۔“ (نوری کریمیں ص: ۱۵۱)

اب ذرا اس سادگی کی ایک جھلک خود صوفی صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

”بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رنگ دار چیزیں فیشن کے طور پر استعمال

کرتا ہوں، میں نے اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں بلکہ اللہ و رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شروع کیا ہے۔ آج سے کئی سال پہلے میرے  
 مالک و معبود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ”تم سرخ، ہنر، سیاہ، سفید،  
 سنہری، گولڈن، اور جو گیارہ رنگ پہنا کرو۔ پھر چند سال بعد اللہ تعالیٰ شانہ  
 نے دوبارہ کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اپنے پرانے کپڑے اور  
 جو تے استعمال نہ کیا کرو، یہ تقسیم کر دیا کرو، ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا لباس،  
 جو تارہائش کی جگہ اور دیگر استعمال کی چیزیں برتن، بستر وغیرہ بہت اچھے،  
 بیش قیمت ہوں۔“

(راجمائے اولیاء معدود حاتی نکات ص: ۲۳۲)

یہ کتنا بڑا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہتان عظیم ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو دیا نہیں یہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا۔ احادیث مبارکہ میں مردوں کو سرخ کپڑا  
 پہننے کی ممانعت موجود ہے اس کے برعکس یہ کیسے شریعت کی مخالفت کر رہا ہے حدیث مبارکہ  
 سے تو ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس سادہ ہوتا تھا، تکلف سے پاک بسا  
 اوقات پرانا پیوند لگا ہوا۔ مگر صاف ستھرا، اور اکثر خوشبو سے معطر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کا ارشاد تھا جب تک پیوند نہ لگوا لیا جائے، کپڑا نہ اتارا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے جن کپڑوں میں وفات پائی وہ مونے کپڑے تھے بہتہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (تاریخ  
 اسلام کامل ص: ۴۳، ۴۴، ۴۵) از حضرت مولانا محمد میاں صاحب۔ جس شخص کی زندگی  
 شریعت کی تعلیمات کے برعکس ہے، وہ کیسے پیر ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”زاد کو ایک کپڑے سے زائد نہ رکھنا چاہئے حتیٰ کہ جب اس کپڑے کو  
 دھوئے تو نہنگا ہو اگر آدمی کے پاس دو کپڑے ہوں گے تو زاد نہیں ہے کتر  
 لباس ایک کڑا ٹوٹی اور جوتا ہے اور اکثر لباس یہ ہے کہ ایک چٹڑی اور  
 ازرا بھی ہو اور جس لباس میں ٹاٹ ادنیٰ ہے اور مونٹا پٹینہ متوسط اور روئی کا  
 مونٹا کپڑا اعلیٰ ہے اگر باریک اور نرم کپڑے کا لباس ہو گا تو پہننے والا زائد نہ  
 رہے گا۔ جناب سلطان الانبیاء علیہ السلام نے جس وقت اشتغال فرمایا تم



ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک کمل اور ایک مونا تبند  
لائیں اور فرمایا کہ حضرت ﷺ کا یہی لباس تھا۔

اور مزیدی فرماتے ہیں کہ:  
”حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے پر ۱۴ پیوند لگے ہوتے تھے۔“  
(کیمیائے سعادت: ص ۵۱۰ مترجم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:  
”عمدہ اور نفیس پہننا اور اس کے ساتھ مزین کرنا اور اس پر فخر و مباہات  
کرنا صاحبان شرف و جلالت کے شایان شان نہیں بلکہ عورتوں کی صفات  
اور انکی نشانیاں ہیں۔“  
(مدارج النبوة: ج ۱ ص ۷۸۳)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:  
”مجھے نبی کریم ﷺ نے دوز درگم کے کپڑوں میں دیکھا تو فرمایا تیری  
والدہ نے یہ پہنے کا حکم دیا میں نے عرض کیا کہ میں اسے دھو دوں آپ نے  
فرمایا بلکہ انہیں جلا دو۔“

(حلیۃ الاولیاء: ج ۲ ص ۲۵۸)  
حضور ﷺ نے تو درگم برنگے کپڑوں کو جلا دینے کا حکم دیں مگر یہ صوفی کہتا ہے کہ مجھے وحی آئی  
ہے کہ درگم برنگے کپڑے پہنو۔ لباس کے بارے میں ایک طرف بزرگان دین کے مندرجہ  
بالا اقوال ہیں تو دوسری طرف صوفی صاحب کی شیطانی وحیاں آپ فیصلہ آپ نے کرنا ہے  
کہ آپ نے کس کو ماننا ہے۔

پیر صاحب و ظائف و درود شریف کے پابند نہیں  
صوفی صاحب اپنے بارے میں بزرگان کا شکوہ نقل کرتے ہیں کہ:

”نہ ہی (اس صوفی نے) ازناقل (دوسروں سے) ناکند مصائب برداشت  
کئے ہیں اور نہ ہی اپنے پیر و مرشد کے بتائے ہوئے و ظائف پر مسلسل  
باقاعدگی سے عمل کیا اور نہ ہی درود شریف (مرشد کی بتائی ہوئی تعداد)  
میں پڑھا کیونکہ اس کی تسبیح کے بارہ دانے کم ہیں۔“

(مرشد اکمل: ص ۱۲۹)

غور فرمائیں جو شخص خود اتنا سست اور کاہل ہو کہ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے و ظائف بھی  
پورے نہ کر سکتا ہو وہ بھلا آپ کو ذکر کی پابندی کیسے کروائے گا۔ پھر ایک طرف تو لائینیوں کا  
دعویٰ ہے کہ صوفی صاحب کا مرید دنیا میں جہاں کہیں بھی ہو جس حال میں ہو صوفی صاحب  
کو پتہ چل جاتا ہے اور وہ ان کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں جبکہ اپنا حال یہ ہے کہ ہاتھ میں چوڑی  
ہوئی تسبیح کے دانوں کی بھی خبر نہیں؟

صوفی صاحب اپنے دادا پیر کے نافرمان

صوفی صاحب کے دادا پیر، پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بارے میں آتا ہے کہ:  
”کسی کو قدم بوسی کی بھی اجازت نہ دیتے تھے اور سختی سے منع کرتے تھے  
اگر کوئی شخص مصافحہ کی بجائے پاؤں کی طرف جھکنے لگتا تو تنبیہ کرتے کہ  
”سنت ترک کر کے حرام فعل کا ارتکاب کرتا ہے اور مجھے بھی گناہ گار کرنا  
چاہتا ہے۔“

(سیرت امیر ملت: ص ۱۰۷)

جبکہ صوفی صاحب نے قدم بوسی کے جواز پر پورا ایک صفحہ لکھ مارا اور اپنے پیر کا یہ قول بھی نقل  
کر دیا کہ:

”قدم بوسی جائز ہے، قدم بوسی جائز ہے۔“ (رہمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۲۳۰)  
دادا پیر کہتا ہے کہ قدم بوسی حرام ہے گناہ ہے جبکہ پیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جائز ہے جائز  
ہے اب اس میں سچا کون ہے اور جھوٹا اس کا استحضار آپ خود صوفی صاحب سے کریں۔

صوفی صاحب گھونگھٹ پہنے ہوئے

صوفی صاحب کے ایک مرید نے نہ معلوم کب زمانہ حالت میں صوفی صاحب کو دیکھ کر بے  
اختیار یہ شعر کہہ ڈالے

ساتی حیرا پردہ کوارا نہیں ہے کیوں گھونگھٹ ابھی تک اتارا نہیں ہے  
یہ پلکوں سے چلن ہنساؤ صدیقی ہمیں بھی تو جلوہ دکھاؤ صدیقی  
تھوڑا سا آچھل اٹھا دینا کافی ساتی کا چلیں ہلا دینا کافی

ذره سایہ بھی مسکرا دو صدیقی ہمیں بھی تو جلوہ دکھا دو صدیقی  
(لاٹانی کریں۔ ص: ۱۰۱)

صوفی صاحب گلیوں کا کوڑا کرکٹ

صوفی صاحب کی حقیقت کیا ہے یہ خود ان ہی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

”میں گلیاں واروڑا، کوڑا  
میںوں محل چڑھایا سائیاں

(نوری کریں۔ ص: ۱۵۱)

قارئین کرام! الحمد للہ اختصار کے پیش نظر آپ کے سامنے صوفی لاٹانی کے کردار پر یہ چند حوالے ہم نے پیش کئے جو خود اس کی جماعت کی کتابوں میں موجود ہیں جو بہانگ دہلی یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہ شخص اللہ کا ولی یا پیر فقیر نہیں بلکہ ایک بد معاش، غنڈہ فراڈی، شرابی، کبابی، چڑی، موالی اور زانی عیاش آدمی ہے۔ آپ کے سامنے اس شخص کا اصل کردار لانے کا صرف ایک ہی مقدمہ ہے کہ لوگ اس قتلے سے باخبر ہو جائیں اور اپنی آخرت کو برباد ہونے سے بچالیں۔ صوفی مسعود احمد صدیقی لاٹانی سرکار لوگوں کے سامنے ایک نیا دین پیش کر رہا ہے۔ صوفی مسعود احمد کے بتائے طریقوں پر چلنا اپنے لئے جہنم میں محل تعمیر کر دانا ہے لہذا خدا را اپنی آخرت برباد ہونے سے بچائیں اور اس شخص پر لعنت بھیج کر کسی صحیح اللہ والے کو ڈھونڈ لے جو پوری طرح شریعت محمدی ﷺ پر کار بند ہو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی باطنی اصلاح کروائیں۔ یہاں میں حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں ان جاہل صوفیوں سے مخاطب ہوں گا کہ:

”اے میرا طریقہ تم آج کے بعد صورا سرامل کا انتظار کرو کہ تمہاری فرد جرم تمہارے سامنے لا کی جائے اور تم اپنا نامہ اعمال کو تداامت کے آئینہ میں دیکھ سکو تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ تمہارے فریب کا آئینہ دار ہے تمہاری دستار کے بیچ دھم میں ہزاروں پاپ جنم لیتے ہیں اور تم انہیں دیکھتے ہو مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں اور ان کی موت پر آلسونک نہیں پہنچتے وقت کا انتظار کرو کہ شاہد تمہاری پیشانیوں کے محراب کی سیاہی تمہارے چہروں کو سوخ کر دے اور تمہارا یہ نام نہاد ہر دہقوی تمہاری رسوائی کا باعث بن جائے۔“

## باب سوم

صوفی صاحب کے بارے میں ان کے مریدین کا غلو





بھی یہی خصوصی فیض عطا فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے بڑے فخر کے ساتھ حضرت امیرِ ایمان کی طرف اس انداز سے دیکھا کہ ”یہ ہے میری امتیٰی کی شان کہ جام پر جام بی کر مزید طلب کر رہے ہیں۔“

(فیوض و برکات۔ ص: ۳۳)

لاٹانی سرکار کا انکار کرنے والا حضور ﷺ کا انکار کرنے والا ہے (معاذ اللہ)

”حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت لاٹانی سرکار کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے فرمایا

”یہ میرا بچہ ہے جس نے اس کا انکار کیا، اس نے حقیقت میں میرا انکار کیا۔“

(فیوض و برکات۔ ص: ۵۳)

”آپ ﷺ ان ہستی کی طرف جانب سے اشارہ فرما کر کہتے ہیں کہ یہ

میرے بیٹے ہیں یہ صدیقی لاٹانی سرکار (فیصل آباد) ہیں جس نے ان کو

(صدیقی لاٹانی سرکار صاحب) مانا اس نے مجھے مانا جس نے اس کے

ساتھ محبت کی اس نے میرے (حضور ﷺ) کے ساتھ محبت کی جس نے

ان سے انکار کیا یا حسد کیا درحقیقت اس نے میرا انکار کیا۔“

(نوری کریم۔ ص: ۴۱۲)

گو یا نجات کیلئے اب صرف حضور ﷺ پر ایمان کافی نہیں بلکہ اب ایمان کامل کیلئے لاٹانی

سرکار کو ماننا بھی ضروری ہوگا۔ غور فرمائیں یہ منصب صرف انبیاء کا ہے کہ ان کا انکار کرنے

سے کفر لازم آتا ہے مگر صوفی لاٹانی کے مریدین کس دیدہ دلیری سے کہہ رہے ہیں کہ لاٹانی

کا انکار حضور ﷺ کا انکار ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ حضور ﷺ کا انکار کفر ہے تو گو یا ایک شخص

جملہ ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو حضور ﷺ کو بھی ماننا ہو سابقہ تمام انبیاء کو بھی ماننا ہو مگر

صوفی لاٹانی کو نہیں ماننا اس کا انکار کرتا ہے تو لاٹانیوں کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے معاذ

اللہ۔ کیا در پردہ یہ سب لاٹانی کو نبوت کے مقام پر لانا نہیں؟

بخشش کروا کر مرید کو جنت دے دی

”ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک سائل آیا اور کرم کیلئے عرض کی۔ آپ

نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی ا مجھے جنت مل جائے اور جنتی بن

جاؤں اس کی عرض پر آپ کی کیفیت بدل گئی اور پائے رحمت جوش میں آیا

آپ نے فرمایا! یہ اللہ رسول ﷺ کا در ہے یہاں مکمل کرنا مگر صرف جنت

ہی کیوں اس سے بھی بڑھ کر مانگتا کہ تمہیں پتہ چلے کہ تم نے کیا مانگا تھا

اور کیا پایا اور طلب سے بڑھ کر مانا نہیں؟ پھر آپ نے اسی وقت اس کی

بخشش کروا کر اس کا معاملہ دربار رسالت میں پیش کر دیا۔“

(فیوض و برکات۔ ص: ۶۶)

حالانکہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ان الفاظ میں ملتا ہے

”إِنِّي نَعَّيْتُكُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (طہ: ۱۶۰)

اگر تو ان کو سزا دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف

کر دے تو بلا شک تو غالب حکمت والا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ سے عرض معروض کر رہے ہیں کہ یا اللہ میرے ہاتھ میں

کچھ نہیں اگر تو ہی ان کو معاف کرے تو میرا کرم اور اگر معافی نہیں دیتا تو گلہ پھر بھی نہیں کہ تو

حکیم ذات ہے یہی تیرا عدل و انصاف ہے۔ مگر صوفی کہتا ہے کہ بخشش اور جنت اب اس

کے ہاتھ میں ہے یہ بالکل عیسائی پادریوں کے ”پنشنم“ والا نظریہ ہے کہ پادری کے پاس

آ کر اس کو چند ٹکے دے دو اور اس کے عوض اپنی گناہوں کی بخشش کا سرٹیفکیٹ لے کر جنت

کے حق دار بن جاؤ۔ اسی عقیدے نے عیسائیوں کے دل سے آخرت کے سوال و جواب

وہاں کی سختیوں کا خوف نکال دیا ہے اور وہاں کا معاشرہ تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے اور یہی

کچھ آج صوفی کر رہا ہے کہ مریدوں کو بجائے اعمال نیک بجالانے گناہوں سے بچنے کی

تلقین کرنے کے، جنت کی سندیں تقسیم کر رہا ہے ہم اپنا چھنا چاہتے ہیں کہ آخر صوفی صاحب

کو یہ اختیار دیا کس نے؟

ہمیں لاٹانی کا ہر فیصلہ منظور ہے

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”ہمیں لاٹانی سرکار کا ہر فیصلہ منظور ہے



جن کی یہ منظوری کر دیں وہ ہمیں بھی منظور ہے۔

(فیوض و برکات - ص: ۶۹)

حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ رب نے خود نبی کریم ﷺ کے بہت سے فیصلوں کو منظور نہ فرمایا۔ چنانچہ قرآن میں ہے کہ:

مَا كَانَ لِإِسْرَءِيلَ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُفْعِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ "لَوْلَا تَخَصُّبُ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" (سورہ انفال - ۶۷-۶۸)

ترجمہ: یہ بات کسی نبی کے شایان شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی رہیں جب تک وہ زمین میں (دشمنوں) کا خون اچھی طرح نہ بہا چکا ہو تم دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور اللہ صاحب اقتدار بھی ہے صاحب حکمت بھی۔ اگر اللہ کی طرف سے ایک لکھا ہوا حکم پہلے نہ آچکا ہوتا تو جو راستہ تم نے اختیار کیا ہے اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑی سزا آ جاتی۔

اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے مفسرین فرماتے ہیں کہ جب بدر کے ستر قیدی لائے گئے تو ان کے بارے میں مشورہ ہوا کہ کیا کیا جائے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رائے پیش کی کہ چونکہ ان میں ہمارے رشتہ دار بھی ہیں لہذا ان کو زندہ رہنے دیا جائے امید ہے کہ یہ اسلام قبول کر لیں اور رہائی کے بدلے فدیہ لے لو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! انہوں نے آپ کو جھٹلایا آپ کو شہر سے نکالا آپ اجازت دیجئے کہ ہم ان کی گردنیں اڑا دیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا کہ انہیں آگ میں جلا دیا جائے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے پر عمل کیا اور فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جس پر بظاہر عتاب نازل ہوا اور ان ان دو آیتوں کا نزول ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ جب میں اگلے روز آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ رو رہے تھے میں نے سبب پوچھا کہ کیوں رو رہے ہوتا کہ میں بھی روئے لگوں اگر رونانا آئے تو رونے والی صورت ہی بنا لوں تاکہ آپ کی موافقت ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس وجہ سے رو رہے ہیں کہ فدیہ لینے کی لوگوں نے جو رائے دی تھی اس کو اختیار کرنے پر مجھے اس قریب والے درخت کے

ورے سے عذاب آتا معلوم ہو رہا ہے۔

(معالم التنزیل و تفسیر ابن کثیر - ج: ۳ - ص: ۸۸-۸۹)

## لاٹانی حضرت علیؓ کا خلیفہ

"رات خواب میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی زیارت ہوئی اور آپؓ نے تاریکی اور جلالت کے عالم میں فرمایا تمہیں علم نہیں کہ مسعود احمد صدیقی لاٹانی سرکار میرے خلیفہ ہیں۔"

(فیوض و برکات - ص: ۷۹)

## خزانوں کی کنجیاں لاٹانی کے پاس ہیں جسے چاہیں ولایت دیں

"حق تعالیٰ نے حضرت لاٹانی سرکار کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ اپنے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں دے دیں آپ جسے چاہیں اپنے اقتیارات و تصرفات کی بدولت منصب ولایت پر فائز فرمادیں اور جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمادیں۔"

(فیوض و برکات - ص: ۸۳)

حالانکہ یہ بھی سراسر جاہلانہ تصور ہے عزت ذلت بادشاہت فقیری سب اللہ کے ہاتھ میں ہے پھر یہ عجیب منطق ہے کہ لاٹانی کو تو یہ مقام اللہ نے دیا مگر انہوں کو لاٹانی دے رہا ہے جب لاٹانی کو یہ مقام دینے والا اللہ تعالیٰ ہے تو آخر انہوں کو اللہ نے یہ مقام کیوں نہ دے سکا؟ ایسی کوئی مشکل پیش آگئی کہ اللہ کو اب یہ کنجیاں لاٹانی کو دینی پڑیں؟ پھر مرید کہتا ہے کہ یہ مقام اللہ نے دیا تو جناب آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ مقام اللہ نے دیا وہی کا سلسلہ تو بند ہو گیا ہاں ایک سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُؤْخَوْنَ إِلَىٰ أُولِيَائِهِمْ

## لاٹانی دور و نزدیک کی یکساں خبر رکھتا ہے

"بے شک لاٹانی سرکار دنیا کے ولایت میں ممتاز مقام کے حامل ہیں اور آپ سرکار سے حصول فیض تو نہایت آسان ہے۔ آپ نظر باطن کی بدولت دور و نزدیک یکساں خبر رکھتے ہیں۔" (فیوض و برکات - ص: ۸۷)

ماہل میں حوالہ گزر چکا کہ صوفی صاحب کو اپنے ہاتھوں میں موجود تسبیح کے دانوں کا بھی علم نہیں اور یہاں ماشاء اللہ سے دور نزدیک کے علم کا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔

### لاٹانی سرکار کا زمانہ

”یہ لاٹانی سرکار کا زمانہ ہے۔“ (نیوش و برکات۔ ص: ۹۳)

یعنی نبی ﷺ کی نبوت جو قیامت تک کیلئے تھی اب وہ فیض ختم ہو چکا اب اس زمانے میں لاٹانی کی نبوت کا اقرار کرنا ہوگا۔ معاذ اللہ۔

### لاٹانی سے بیعت ہونا حضور ﷺ سے بیعت ہونا ہے

”خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرائیل تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

”شریقاں کے گھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لارہے ہیں وہ یہ بات سن کر حیران ہوتا ہے تو حضرت جبرائیل فرماتے ہیں حیران کیوں ہو رہے ہو حضور نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لارہے ہیں کہ شریقاں آج حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت ہوئی ہے، پھر خواب میں ہی اس نے دیکھا کہ ہمارا (شریقاں) کا گھر سجایا جا رہا ہے۔ صبح جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو بہت حیرانگی سے اپنی والدہ سے پوچھنے لگا امی جان! خالہ شریقاں کن سے بیعت ہوئی ہیں؟ تو اس کی والدہ نے جواب دیا کہ حضرت لاٹانی سرکار سے۔“ (نیوش و برکات۔ ص: ۹۵-۹۶)

کیا اب بھی کوئی شک رہ جاتا ہے کہ معاذ اللہ صوفی لاٹانی سرکار کے مرید بن صوفی مسعود کو ”حضور ﷺ“ سمجھتے ہیں اسی لئے تو صوفی سے محبت کو حضور ﷺ سے محبت، صوفی کے انکار کو حضور ﷺ کا انکار اور صوفی سے بیعت کو حضور ﷺ کی بیعت تصور کرتے ہیں۔

### مرشد کا ہاتھ حضور ﷺ کا ہاتھ

”ہتھ مرشد دے ہتھ تیرے نہیں رب آکھے اے ہتھ میرے نہیں

اس لہی میں مرشد کامل دے ہتھانوں جا کے جم لیناں

(نوری کریم: ص: ۱۵۸)

حالانکہ قرآن میں یہ شان رب تعالیٰ صحابہؓ اور حضور ﷺ کی بیان فرما رہے ہیں کہ:

ان اللہین پیایعونک انما پیایعون اللہ ہد اللہ فوق ایدیہم (سورہ فتح: ۱۰)

فیصلہ کریں کہ اس آیت کا مصداق کس کو کیوں بنایا جا رہا ہے؟ قادیانیوں کا دواویلا کرنے والے ذرا توجہ فرمائیں کہ ان کے بغلوں کے نیچے کس قسم کے قادیانی رہ رہے ہیں اور ان کو خبر بھی نہیں۔

### لاٹانی کا در پختن کا در

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لاتے ہیں اور میرے کندھے پر اپنا

دست مبارک رکھ کر فرماتے ہیں لاٹانی سرکار کے بارے میں کبھی شکوک و

شبہات کا شکار نہ ہونا یہ ہمارے محبوب نظر ہیں ان کا در ہمارا در ہے پختن

پاک کا در ہے۔“ (نیوش و برکات۔ ص: ۹۹)

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر بزرگان صوفی صاحب کے ان جاہل مریدوں جنہیں کلمہ بھی ٹھیک طرح سے پڑھنا نہیں آتا کہ پاس تو خواب میں آجاتے ہیں کہ صوفی صاحب کے خلاف غلط خیالات مت رکھو مگر مجھے خواب میں نہیں آتا جو صوفی صاحب کو نہ صرف گمراہ سمجھتا ہے بلکہ ہانگ دہل اس کی گمراہیوں کو طشت از بام کر رہا ہے۔

### صرف چند سنتوں پر عمل کرنا کافی ہے

”میرے قبلہ و کعبہ حضور ﷺ نے اہل سلسلہ پر کتنا کرم فرمایا ہے کہ صرف

چند سنتوں پر بھی جو عمل کرتا ہوگا میرے آقا اس کو اور اس کے اہل خانہ کو در

بدر کی ٹھوکر میں نہیں کھانے دیں گے۔“ (نوری کریم: ص: ۱۵۹)

### ہر جگہ لاٹانی کی دھمکی

”آپ کی کاملیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ

کے مرید بن خواہ دور ہوں یا نزدیک آپ کو روحانی کشف کی بدولت ان

کے ظاہری و باطنی افعال کا علم ہوتا ہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے

عقیدت مندوں کو ہر وقت ہر جگہ آپ کی دھمکی حاصل رہتی ہے۔“

(محزون کمالات۔ ص: ۱۸)

حالانکہ اللہ والوں کے ہاں کاملیت کا درجہ صرف اور صرف ”تقویٰ“ ہے۔ شیخ رومیؒ ولی کی



پہچان لکھتے ہیں کہ:

”العارف بالله و صفاته المواظب على الطاعات المجتنب

عن المعاصي و المحرمات المعرض عن الانهماك في

للذات و الشهوات“۔ (مجلس الابرار، ص ۹۷۔ سبیل اکیڈمی لاہور)

(ولی وہ ہے کہ جو) اللہ کی ذات و صفات کا جائزے والا ہو نیکیوں پر دائمی کار بند ہو گناہوں اور حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتا ہو دنیا کی لذتوں اور شہوتوں میں منہمک ہونے سے بچتا ہو۔  
محمد والف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”وہ (عوام) یہ خیال کرتے ہیں کہ ولی کیلئے احیاء جسم ضروری ہے اور اس

پر اکثر اشیاء فحشی کا انکشاف ہونا چاہئے وغیرہ ذالک حالانکہ یہ باتیں

ظنون فاسدہ میں سے ہیں۔“

(مکتوبات۔ دفتر اول حصہ دوم۔ مکتوب نمبر ۱۰)

ولی کیلئے ہر وقت کشف کے عقیدے کو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ظنون فاسد قرار دے رہے ہیں کہ مگر لا جانی فریقے کے لوگ اسے اپنے پیر صاحب کی کاملیت کی سند بتا رہے ہیں۔

پیر صاحب ہر وقت مریدنی کے پاس

”ہماری ایک پیر بہن بھی کچھ ایسا ہی واقعہ سناتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کچھ

عرصہ پہلے ہمارے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، آج بھی اس کو یاد کرتے ہیں تو

رونگلے کمرے ہو جاتے ہیں۔ ہوا کچھ ہوں کہ ایک دن ہمارے گھر کے

مرد کی کام سے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ سخت سردیوں کے دن تھے۔

رات کا وقت تھا، بچے سو چکے تھے اور ہم ہمیش آپس میں باتیں کر رہی تھیں

گفتگو میں اتنی محو ہوئیں کہ کمرے کا دروازہ بند کرنا بھول گئیں۔ رات

بہت ہو چکی تھی اچانک ہمیں ایسا لگا کہ چور ہمارے گھر کی دیوار بھلاٹک کر

اندر گھس آئے ہیں۔ دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے ہمیں ان کے قدموں کی

چاپ اور سرگوشیوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ مارے خوف

کے ہمت نہ ہوئی کہ باہر جا کر دیکھیں اور اگر ہم دیکھتیں بھی تو کیا کر سکتی

تھیں۔ چیخ و پکار کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ موسم سرما میں عموماً بھی کمرے

بند کر کے سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور ہماری آواز بھلا ان تک کیسے پہنچ

پاتی؟ چنانچہ ہم نے پیر و مرشد کو یاد کرنا شروع کر دیا اور اللہ کا ذکر کرنے

لگیں۔ آنکھیں بند تھیں اور دل میں پیر و مرشد سے فریاد جاری تھی۔ عرض

کر کے جو نبی آنکھیں کھولیں تو پیر و مرشد کو اپنے قریب موجود پایا۔ یہ سب

ہم نے کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ کو دیکھ کر ہم حیران ہوئے اور خوش

بھی۔ ہمارا حوصلہ بڑھ گیا۔ پھر آپ نے اپنا دست شفقت ہمارے سروں

پر رکھے ہوئے فرمایا:

تم فکر نہ کرو، آرام سے سو جاؤ ہم تمہارے پاس ہی ہیں۔

(تخزن کلمات۔ ص ۳۲)

سب سے پہلی بات کیا مردوں کا اس طرح جوان عورتوں کو گھر میں اکیلا چھوڑ کر چلا جانا کیا

ہمارا معاشرہ اور اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے؟ پھر نو جوان عورتوں کے پاس ایک

نامحرم مرد (صوفی صاحب) کا یوں رات کو آنا ان پر ہاتھ پھیرنا کیا کوئی غیرت مند اس کو گوارا

کر سکتا ہے؟ اور کی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے؟ اس کا فیصلہ قارئین خود ہی کریں۔

پھر شرک کی نحوست تو دیکھیں کہ جب مشکل وقت پڑا تو بجائے رب سے فریاد کرنے کے

صوفی مسعود کو پکارنا شروع کر دیا جس کی اپنی حالت یہ ہے کہ اگر اس کے ہاتھ باندھ لئے

جائیں تو اپنی ناک پر سے کبھی تک نہیں اڑا سکتا۔

انبیاء نے مشکل وقت میں کس کو پکارا؟

صوفی مسعود کے مریدوں کا عمل تو آپ دیکھ چکے ہیں کہ وہ مشکل وقت میں کس کو پکارتے

ہیں اب آئے دیکھتے ہیں کہ وہ ہستیاں جو تمام دنیا میں اللہ کے ہاں سب سے برگزیدہ ہیں

انہوں نے مشکل وقت میں کس کو پکارا؟

حضرت نوح علیہ السلام

وَنُوحًا إِذْ نَادَى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ

الْعَظِيمِ (۱۷۔ انبیاء۔ ع ۶)

اور نوح جبکہ پہلے اس نے دعا کی پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو اور اس کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی۔

### حضرت ایوب علیہ السلام

وَ الْيُوسُفُ إِذْ نَادَى رَبَّهُ: اِنِّى مُسْنًى الضُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ: فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَاَتَيْنَاهُ اَهْلَهُ وَ بَيْتَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرُنَا لِلْعَالَمِيْنَ۔ (۱۷۔ انبیاء۔ ۶۷)

اور ایوب جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور جو کچھ تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطاء فرمایا اور ان کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ سے اور عبادت کرنے والوں کیلئے یادگار ہے۔

### حضرت یونس علیہ السلام

جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے اور اللہ کو پکارا اس کے متعلق فرمایا فَاسْتَجَبْنَا لَهُ: وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (۱۷۔ انبیاء۔ ۶۷)

پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

### حضرت زکریا علیہ السلام

وَ ذِكْرُنَا إِذْ نَادَى رَبَّهُ: رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ: وَ هَبْنَا لَهُ: يَحْيٰى وَ اٰصْلَحْنَاهُ: اَزْوَاجَهُ۔ (۱۷۔ انبیاء۔ ۶۷)

اور زکریا جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لا وارث مت رکھو اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہیں۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم نے اس کو یحییٰ عطا فرمایا اور ہم نے ان کی خاطر سے ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنادیا۔

### حضرت ابراہیم علیہ السلام

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشِّرْنَاهُ: بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ (الصفت۔ ۳۷)

(دعا کی) اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے جس ہم نے ان کو ایک حلیم المہراج فرزند کی بشارت دی۔

### حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَى مُوسٰى وَ هَارُوْنَ وَ نَجَّيْنَاهُمَا مِنْ الْكُرْبِ الْعَظِيْمِ وَ نَصَرْنَاهُمْ فَاكْفَرُوْا لَهُمُ الْغَالِيْنَ۔ (۲۳۔ الصفت۔ ۳۷)

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر بھی احسان کیا۔ ان دونوں اور ان دونوں کی قوم کو ہم نے بڑے غم سے نجات دی۔ اور ہم نے ان سب کی مدد کی پس وہی غالب آئے گا۔

### حضرت لوط علیہ السلام

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنْ الْمُرْسَلِيْنَ اِذْ نَجَّيْنَاهُ: وَ اَهْلَهُ: اَجْمَعِيْنَ۔ (۲۳۔ الصفت۔ ۴۷)

اور بے شک لوط (علیہ السلام) پیغمبروں میں سے تھے (جب انہوں نے ہمیں پکارا تو) جبکہ ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین سب کو نجات دی۔

### خلاصہ کلام

ان تمام آیات سے ثابت ہوا کہ ہر نبی اور برگزیدہ سے برگزیدہ رسول علیہم السلام نے دکھ، درد، تکلیف اور مصیبت کے وقت ایک اللہ کو پکارا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ان تمام پیارے بندوں کی دعا کو سنا اور قبول کیا اور دکھ درد کرب و غم سے نجات دی۔ تو قرآن آپ کے سامنے ہے کہ ان اولوا العزم پیغمبروں کی راہ پر چلتے ہوئے ایک اللہ کو پکارتے ہیں یا لا اِلهَ اِلَّا اَنْتَ کہ چل کر اسی راہ پر گامزن ہوتے ہیں جس راہ پر مشرکین مکہ چل کر دنیا و آخرت میں ذلیل ہوئے۔

### امام المرسلین علیہم السلام کو بھی نفع نقصان دینے کا اختیار نہیں

تمام اولیاء، فقیروں، اوتادوں، غوثوں کے امام محمد مصطفیٰ احمد نبی ﷺ کا اپنی ذات کے متعلق یہ اعلان ہے کہ

قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ (پارہ ۹۔ اعراف، ع۔ ۲۳)

آپ کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی نقصان کا مگر جو



چاہے اللہ۔

جب خالق د مالک کی سب سے محبوب ہستی اپنی ذات کیلئے نفع و نقصان کی مالک نہیں تو کسی اور کو یہ کہنے کی جرات کیسے ہو سکتی ہے کہ میں ہر جگہ اپنے مریدوں کے پاس موجود ہوتا ہوں وہ جب جس حال، جس مشکل، جس مصیبت، جس کرب میں مجھے یاد کریں مجھے پکاریں میں حاضر ہو کر مشکل کشائی کر کے ان کے کرب غم و دکھ کا ختم کر دیتا ہوں۔ العیاذ باللہ۔

استعانت بغیر اللہ کے حوالے سے چند مغالطے اور ان کی وضاحتیں قرآن پاک اور احادیث پاک میں ”استعانت بغیر اللہ“ کے متعلق ارشادات کی روشنی میں ”استعانت بغیر اللہ“ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ استعانت بغیر اللہ ماتحت الاسباب اور استعانت بغیر اللہ مافوق الاسباب۔

کبھی انسان کی زندگی میں کوئی پریشانی آ جاتی ہے یا کسی مصیبت میں ہوتا ہے یا کسی مشکل میں ہوتا ہے یا بیمار ہو یا کوئی ایسا مسئلہ سامنے آ جائے یا کسی معمولی سے معمولی معاملہ میں اس کو اپنے ماں باپ، بھائی، بہن، بیٹا بیٹی، یار و دوست، عزیز رشتہ دار، محلہ دار یا کوئی ملنے جلنے والے یا مسئلہ کے متعلقہ شعبے کے ماہرین (جیسے ڈاکٹر، وکیل وغیرہ) کی ضرورت محسوس ہو تو ایسے وقت میں جب انسان کسی کی مدد لیتا ہے تو یہ مدد ماتحت الاسباب (یعنی کسی سبب کے تحت) ہوتی ہے۔

لیکن اس کے برعکس جب اسی انسان کی زندگی میں کوئی ایسی شدید پریشانی میں آ جاتی ہے یا کسی مصیبت کا شکار ہو جاتا ہے یا شدید مشکل کا شکار ہو جائے یا کسی موذی بیماری یا زندگی موت کا مسئلہ ہو یا کوئی ایسا مسئلہ ہو جائے جس کا حل بظاہر اس کے پاس نہ ہو یا جو اس کے ماں باپ، بھائی، بہن، بیٹا بیٹی، یار و دوست، عزیز رشتہ دار، محلہ دار یا کوئی ملنے جلنے والے کی قدرت سے باہر ہو ایسے وقت میں جب انسان کو کسی ایسی مدد کی ضرورت ہوتی ہے جس میں کوئی سبب نہ شامل ہو یہ وہ مدد ہے جس کو مافوق الاسباب (غیبی مدد) کہا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر یوں سمجھ لیں کہ ایک شخص کسی دریا میں ڈوب رہا ہو اور وہ اس پاس موجود لوگوں کو مدد کے لئے پکارے تو یہ ماتحت الاسباب ہے لیکن اگر یہی شخص کسی ان دیکھے کو مدد کے لئے پکارے تو یہ مافوق الاسباب مدد ہوگی۔

اسی طرح ایک مریض ڈاکٹر یا حکیم سے دوائی لیتا ہے تو یہ سبب کے تحت مدد ہے لیکن یہی مریض زندگی و موت کی جنگ میں آخری اسٹیج پر جب زندگی کا طلب گار ہو تو یہ مافوق الاسباب مدد ہے یعنی یہاں مریض کو دوا کے بجائے دعا کی ضرورت ہے۔

ان دونوں طرح کی مدد میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اسی فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے استعانت بغیر اللہ کے قائلین شدید غلط فہمیوں کا شکار رہتے ہیں۔

بنیادی طور پر سب سے بڑا فرق تو یہ ہے کہ جب انسان اسباب کے تحت مدد مانگتا ہے تو اس کے سامنے سبب ظاہر ہوتا ہے یعنی مدد کرنے والے کا سننا، مدد کرنا اور مدد پر اختیار اس کی بساط کے مطابق ہوتا۔ لیکن جب وہی شخص کسی ایسی مدد کا طلب گار ہوتا ہے جس میں ظاہری کوئی سبب نہ ہو تو اس مافوق الاسباب مدد مانگنے والے کے پیش نظر چند چیزیں ہونا لازمی امر ہیں۔

اول یہ کہ وہ جس کو پکار رہا ہے وہ اس کی پکار سن سکتا ہے۔

دوم یہ کہ اس کے پاس مدد کرنے کا اختیار بھی ہے۔

تو جب یہ دو چیزیں واضح ہو جاتیں ہیں تو تیسری بات خود بخود متعین ہو جاتی ہے کہ مدد کرنے والا ہر قیود سے بالاتر ہے یعنی وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں اس کی پکار سن سکتا ہے اور دنیا کی ہر چیز پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ کیوں کہ اگر یہ چیز متعین نہ کی جائے تو پھر پکارنے والے شخص کی پکار بے معنی اور فضول تصور ہوگی۔ کیوں کہ یہ تو بہت عجیب سی بات ہوگی کہ اگر یہ شخص یہ سمجھ کر پکار رہا ہے کہ وہ ہستی صرف فلاں مخصوص دریا میں ہی اس کی فریاد سن سکتی ہے؟ اور وہ ہستی اس کو بچانے کے لئے اختیار نہیں رکھتی لیکن پھر بھی وہ اسے پکار رہا ہے؟ یا اس ہستی کا اختیار دریا میں بچانے تک محدود ہے؟

تو یقیناً جب تک یہ چیز متعین نہیں ہوگی تب تک پکارنے والے کی پکار فضول اور بے معنی ہوگی۔ لہذا یہ چیز بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نادیدہ ہستی کو ”مافوق الاسباب“ مدد کے لئے پکارتا ہے تو اس کے پیش نظر اس ہستی کا پوری کائنات میں کسی بھی جگہ سننا، اور ہر طرح کی مدد کا اور ہر چیز پر پورا پورا اختیار رکھنا ہوتا ہے۔

دوسرا اہم ترین نکتہ ”ماتحت الاسباب“ مدد مانگنے پر یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے مدد مانگنا یا مدد کرنا ”حقوق العباد“ کا اہم حصہ بھی ہے اور بطور مسلمان ہم سب بخوبی واقف ہیں کہ قرآن کریم اور بہت سی احادیث پاک میں ”حقوق العباد“ پر بہت تاکید آئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ لَا**

**وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُجِبُ مَنْ كَانَ**

**مُخْتَلًا فَخُذُوا ۝** النساء ۳۶ پارہ ۵

ترجمہ: اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں کے ساتھ اور یمسایہ قریب اور یمسایہ یتیمی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام یا بند یوں کے ساتھ بے شک اللہ کو پسند نہیں اترانے والا بڑائی کرنے والا) ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ہی ماں باپ سے سلوک و احسان کرنے کا حکم دیا ہے، پھر حکم دیتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے بھی احسان سلوک کرتے رہو۔

حدیث پاک میں ہے کہ ”مسکین کو صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا بھی اسی حسن سلوک کی شاخ ہے“ (ترمذی، باب ما جاء فی الصدقة علی ذوی القربی ج ۶۵۸) (نسائی، کتاب الزکوۃ: باب الصدقة علی الاقارب، ج: ۲۵۸۳) (ابن ماجہ، کتاب الزکوۃ، ج ۱۸۳۳)

مزید لکھتے ہیں کہ پھر حکم ہوتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ بھی سلوک و احسان کرو اس لئے کہ ان کی خیر گیری کرنے والا، ان کے سر پر محبت سے ہاتھ بھرنے والا، ان کے نال لاد اٹھانے والا، انہیں محبت کے ساتھ کھلانے پلانے والا ان کے سر پر سے اٹھ گیا۔ مزید لکھتے ہیں کہ پھر مسکینوں کے ساتھ نیکی کرنے کا ارشاد کیا کہ وہ حاجت مند ہیں، خالی ہاتھ ہیں محتاج ہیں، ان کی ضرورتیں تم پوری کرو، انکی احتیاج تم رفع کرو، ان کے کام تم کر دیا کرو۔

غرض یہ کہ چاہے ماں باپ ہوں یا قرابت والے، چاہے یتیم اور فقیر ہوں یا یتیمی، چاہے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے ہوں یا مسافر ہوں ملازمین ہوں یا نوکر نوکرانیاں ہوں اللہ رب العزت کا حکم احسان، حسن سلوک کرنے کے لئے ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **(إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ**

**عَلَيْهَا وَالْمَوْلَىٰ فَلَوْلَهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغُرَمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ**

**السَّبِيلِ ط قَرِيبَةً مِّنَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝**) توبہ ۶۰ پارہ ۱۰

(ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ صدقات تو دراصل فقراء اور مساکین کے لئے ہیں اور) (ان کے لئے ہیں) جو مامور ہیں صدقات کے کام پر اور) (ان کے لئے) جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر نوازی میں (خرچ کرنے کے لئے ہیں) یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ سب کچھ جانتے والا، بڑی حکمت والا ہے)

اس آیت مبارکہ میں زکوۃ اور صدقات کے مصرف کا بیان ہوا ہے جن میں آٹھ قسم کے لوگوں کا بیان ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ کوئی شخص کسی کو زکوۃ یا صدقہ دیتا ہے تو یہ بھی ایک انسان کا دوسرے انسان کی مدد کرنا ہے۔ بنو حزم کے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مالدار آدمی ہوں اور اہل و عیال، کنبے قبیلے والا ہوں تو مجھے بتائیے کہ میں کیا روش اختیار کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مال کی زکوۃ الگ کر اس سے تو پاک صاف ہو جائے گا۔ اپنے رشتہ داروں سے سلوک کر سائل کا حق پہنچا تارہ اور پرہیزی اور مسکین کا بھی اٹخ (حاکم ۳/۳۶۱)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **(وَابِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَلَا تَبْذُلُوا تَبْذِيرًا ۝**

بنی اسرائیل ۲۶ پارہ ۱۵

(ترجمہ: رشتہ داروں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو)

اسی طرح قرآن کریم میں نیکیوں پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **(وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ مِنْ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ) المائدہ ۲ پارہ ۶**

(ترجمہ: اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر)

ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی تائید کرنے کو فرماتا ہے۔

”بد کہتے ہیں نیکیوں کے کرنے کو اور ”تقویٰ“ کہتے ہیں برائیوں کے چھوڑنے کو۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں منع فرماتا ہے گناہوں اور حرام کاموں پر کسی کی مدد کرنے کو۔





ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ تمہاری نیکیاں اللہ تعالیٰ کے کسی کام نہیں آتیں لیکن بہر حال اس کی یہ مہربانی ہے کہ وہ تمہیں نیکیوں پر بدلے دیتا ہے۔ ان کی وجہ سے تمہاری برائیاں محاف فرمادیتا ہے۔ چھوٹی سی چھوٹی سی نیکی کی قدر کرتا ہے اور اس پر بڑے سے بڑا اجر دیتا ہے۔

حتیٰ کہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو جو خود کھائے وہ بھی صدق ہے، جو اپنے بچوں کو کھلائے وہ بھی صدق ہے، جو اپنی بیوی کو کھلائے وہ بھی صدق ہے جو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی صدق ہے۔ (مسند احمد - ۱/۱۳۱)

یعنی انسان کی نیکی کی جو بھی کوشش ہے اُس میں اُس کی خود کی بھلائی ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم اللہ کے دین کی اور رسول کی مدد کر کے اپنے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ کر لیں۔

اس تفصیل کے بعد "استعانت بغیر اللہ" کے قائلین کو یہ اہم اور قیمتی نکتہ با آسانی سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کوئی طاقت رکھنے والا کسی کمزور کی مدد کرتا ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ یہ حق ہے کمزور کا طاقت والے پر اگر کوئی ذاکر کسی مریض کی مدد کرتا ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ مریض کی ضرورت اور ذاکر کا فرض ہے، اگر کوئی کسی یتیم، مسکین یا فقیر کسی مال دار سے سوال کرتا ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ مال دار کے لئے قیل کمانے کا راستہ ہے کہ وہ اس کی مدد کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تابعداری کرتا ہے، اور اگر کوئی اپنے پڑوسی قریب کے یا انجینی پڑوسی یا کسی عزیز رشتہ دار یا ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے یا کسی مسافر یا اپنے ملازم کی کسی مشکل میں کام آتا ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ قرآن پاک میں ان کے ساتھ احسان، حسن سلوک کرنے کے واضح اور صاف صاف احکامات ہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ووجب وجود استحقاق عبادت اور خلق و تدبیر کی صفات میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں اور کوئی اعلیٰ درجہ کی تعظیم اور عبادت کا مستحق نہیں ہے اور نہ تو اس کے بغیر کوئی بیمار کو شفاء دے سکتا ہے یہ سب کام صرف اسی کے ہیں، جب وہ کسی چیز کے بارے میں فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے یہ سب کام سبب عادی اور ظاہری سے ماروا ہوتے ہیں ایسے

نہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ طبیب نے مریض کو شفاء دی اور امیر لشکر نے فوج کو رزق دیا اور روزیہ دیا (کیونکہ یہ سب کچھ عادی اور ظاہری اسباب کے تحت ہے، اور اللہ تعالیٰ کا دیر اس کے سوا ہوتا ہے اگرچہ لفظ میں اشتباہ واقع ہو جاتا ہے۔" (مجموعۃ الہیات ص ۱۳۵)

میرے بھائیو اور دوستو!

اس تفصیل کے بعد "استعانت بغیر اللہ کے قائلین" یعنی لاتانی فریق کی طرف سے پیش کئے ہوئے اپنے موقف کے حق میں کچھ دلائل کی مختصر مختصر وضاحتیں پیش خدمت ہیں۔

جس سے دنیا میں مدد ملی جاتی ہے اُس سے وفات کے بعد بھی مدد ملی جاسکتی ہے

اس بات کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم زندہ لوگوں سے کس قسم کی مدد مانگتے ہیں؟ کیا ہم زندہ لوگوں سے اولادیں مانگتے ہیں؟ یا باریشیں مانگتے ہیں؟ یا باریوں کی شفاء مانگتے ہیں؟ روزی رزق میں اضافہ مانگتے ہیں؟ یا کسی کی زندگی کی بھیک مانگتے ہیں؟ یا ہم زندہ لوگوں سے اُن مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات مانگتے ہیں جن معاملات میں ظاہری اسباب کی امید ختم ہو چکی ہو؟

اگر ہم زندہ لوگوں سے ایسا کچھ نہیں مانگتے تو سب سے پہلے تو یہ اعتراض ہی خود بخود رفع ہو جاتا ہے۔ یعنی ہم زندہ لوگوں سے وہی کچھ مدد مانگتے ہیں جو اُن کے اختیار میں ہو۔ لیکن جو چیز زندہ لوگوں کے اختیار سے باہر ہو ایسی مدد ہم زندہ لوگوں سے بھی نہیں مانگتے۔ یعنی اولاد نہ ہونے پر بڑے سے بڑے ذاکر یا حکیم سے علاج کروا سکتے ہیں، لیکن اولاد نہیں مانگتے۔ بیماری میں ہم ذاکر یا حکیم سے دوائی ہی لے سکتے ہیں، لیکن شفاء نہیں مانگتے۔ نوکری یا کاروبار میں ترقی کے لئے ایک دوسرے سے مدد لے سکتے ہیں، لیکن روزی رزق نہیں مانگتے۔ بڑے سے بڑے اسپتال میں مریض یا زخمی کا بہترین سے بہترین علاج کروا سکتے ہیں، لیکن زندگی نہیں مانگتے۔ پیچیدہ مسائل، شدید پریشانی اور مصیبت کے وقت لوگوں سے مشورے اور مدد لے سکتے ہیں۔ لیکن مفید مسائل حل ہونے کی گارنٹی نہیں۔

ہم زیادہ سے زیادہ ہم ایسی صورتحال (یعنی جو چیز اختیار سے باہر ہو) میں زندہ لوگوں سے



دعا کی درخواست ضرور کر دیتے ہیں۔ لیکن سو فیصد قبولیت دعا کی گارنٹی نہیں لے سکتے۔ تو پھر اعتراض کیا؟ کہ ”جب زندہ لوگوں سے مدد مانگنا شرک نہیں تو وفات کے بعد کیوں؟“ کیوں کہ زندہ لوگوں سے مدد مانگنے کا شرک تو تب ہو جب کوئی زندہ لوگوں سے ایسی کوئی چیز مانگی جائے جو صرف اللہ رب العزت کے اختیار میں ہو۔ لیکن جب ہم ہم زندہ لوگوں سے ایسی کسی بھی چیز مل جانے کا اعتقاد ہی نہیں رکھتے بلکہ وہی کچھ مانگتے ہیں جو ان کے اختیار میں ہو تو پھر ایسی مدد مانگنے کو شرک کس طرح کہا جاسکتا ہے؟ جبکہ دوسری طرف وفات شدہ سے ایسی کوئی مدد نہیں مانگی جاتی جو زندہ لوگوں سے مدد مانگی جاتی ہے۔ یعنی نہ تو ڈاکٹر کی قبر پر جا کر علاج کرواتے ہیں اور نہ ہی والد کی قبر پر جا کر دولت کا سوال کرتے ہیں اور نہ وکیل کی قبر پر جا کر مقدمہ لڑنے کی درخواست کرتے ہیں اور نہ ہی مرحوم قریبی عزیز و اقارب دوست احباب یا ملنے جلنے والوں کی قبروں پر جا کر اپنے مسائل حل کرواتے ہیں جیسا کہ ان کی حیات میں کرتے تھے۔ بلکہ وفات شدہ سے عام طور پر ایسی ہی مدد مانگی جاتی ہے جو زندہ لوگوں کے دائرہ اختیار سے باہر ہوں۔ تو جب ایک طرف ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب مدد کا فرق واضح ہے۔ دوسری طرف زندہ لوگوں اور وفات شدہ سے ”مدد“ کی نوعیت میں ہی فرق ہو۔ تو پھر زندہ لوگوں سے مدد مانگنے پر قیاس کرتے ہوئے وفات شدہ سے مدد مانگنا۔ ایک جیسی چیز سمجھنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

ہر وہ کام جو باذن اللہ (اللہ کے حکم سے) ہو وہ عین تو حید ہے لایانی فرماتے اور دیگر مشرکین کا کہنا ہے کہ ہر وہ کام جو باذن اللہ (اللہ کے حکم سے) ہو وہ عین تو حید ہے اور جب یہ عقیدہ آئے کہ کوئی شخص بغیر اذن اللہ تعالیٰ کے حاجت پوری کر سکتا ہے تو پھر شرک ہے۔ اس کے لئے قرآن پاک کی اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَأْتِئْتُمُ الْآلِهَةَ وَالْأَنْبِیَاءَ وَآخِی الْمَوْتِ بِإِذْنِ اللَّهِ الْخ**

ال عمران ۴۹ بارہ ۳

(ترجمہ: اور اچھا کرتا ہوں اندھے کو اور کوڑھی کو اور مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے) مشرکین کہتے ہیں کہ شفا دینا اور مردے زندہ کرنا اللہ کا کام ہے اس لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے کاموں کا دعویٰ کیا، لیکن آج فرمادیا کہ اللہ کے حکم سے، اس طرح

اللہ کا حکم آتے ہی شرک چلا گیا۔

معزز قارئین کرام!

قبل اس کے کہ ہم اس دلیل کی وضاحت پیش کریں مختصراً عرض یہ کرنا چاہیں کہ عموماً فریق مخالف کا اس آیت مبارکہ اور معجزات پر دیگر آیات مبارکہ اور احادیث پاک سے ”استعانت بغیر اللہ“ کو جائز سمجھنے کی غلط فہمی کی بنیاد ”معجزات اور کرامات کو انبیاء اور اولیاء کرام کا فعل سمجھنا ہے اور پھر ان معجزات (اور کرامات) پر حاصل شدہ قدرت انبیاء کرام (اور اولیاء عظام) علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ”مختار کل اور متصرف فی الامور“ سمجھنا ہے جس بنیادی غلطی کی وجہ سے فریق مخالف اپنے موقف (استعانت بغیر اللہ) کو ثابت کرنے کے لئے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ پہلے مختصراً ”معجزات“ کی وضاحت پیش کر دی جائے۔

”معجزہ“ معجز سے مشتق ہے جو قدرت کی ضد ہے۔ معجزہ کے اندر معجز کو پیدا کرنے والا اور فی الحقیقت منکروں کو عاجز کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور معجزہ صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے، مگر نبی کا اس میں کچھ عمل دخل نہیں ہوتا۔

چنانچہ ماعلی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”معجزہ معجز سے (مشتق) ہے جو قدرت کی ضد ہے اور تحقیقی بات صرف

یہ ہے کہ معجزہ وہ ہے جو غیر کے اندر معجز کا فعل پیدا کرے اور وہ صرف اللہ

تعالیٰ کی ذات مقدس ہے۔“ (مرقاۃ ہاشم مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۳۰)

ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) کہتے ہیں کہ:

”اور معجزہ کو اس لئے معجزہ کہا جاتا ہے کہ جن کے پاس وہ پیش کیا جاتا ہے

وہ اس کے معارضہ سے عاجز آ جائے“ نیز فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کا مشہور ترین معجزہ قرآن کریم ہے۔“

(فتح الباری ج ۶ ص ۲۲۳)

رئیس متکلمین قاضی ابوبکر ابن الطیب الباقلائی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۰ھ) لکھتے ہیں کہ:

”فعل معجزہ کی حقیقت میں ہمارے اس قول کا مطلب کہ قرآن معجز ہے

ہمارے اس اصول پر ہے کہ بندے اس پر قادر نہیں ہیں اور یہ ثابت ہو چکا

ہے کہ معجزہ جو صدق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتا ہے اس کے

بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ بندوں کی قدرت کے تحت داخل ہے بلکہ معجزہ کی قدرت پر صرف اللہ تعالیٰ ہی منفرد ہے بھلا یہ کیسے جائز اور صحیح ہے جو یہ کہا جائے کہ بندے اس چیز سے عاجز ہو گئے جس پر ان کا قادر ہونا ہی محال ہے (پھر آگے فرمایا) اور یہی حال تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا (کہ وہ بھی داخل تحت قدرت العباد نہیں)۔

(اعجاز القرآن (برہان الاقان ج ۲ ص ۱۸۶)

علامہ قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض المالکی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۳۳ھ) لکھتے ہیں کہ: ”جاننا چاہیے کہ جو (خرق عادت) چیز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے اس کو اس لئے معجزہ کہتے ہیں کہ مخلوق اس کے ظاہر کرنے سے عاجز ہوتی ہے اور جب مخلوق اس سے عاجز ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ معجزہ خالص خدا تعالیٰ کا فعل ہی ہوگا جو نبی کی صداقت کی واضح دلیل ہے (پھر آگے فرمایا) یہ مردوں کا زندہ کرنا اور دشمنی کو سائب نادینا اور پتھر سے اونٹ کا نکالنا اور درخت کا کلام کرنا اور انگلیوں سے پانی کا ابل پڑنا اور چاند کا پھٹ جانا (و غیرہ) یہ ایسی چیزیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور سے ان کا ہونا ممکن ہی نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے اور نبی علیہ السلام نے کلمہ ”تو فتح کر کے ان کو اس فعل کے صادر کرنے سے عاجز کر دیا“ (شفاء ص ۱۲۲)

بزرگوں کے یہ تمام اقوال صراحت سے اس چیز کو واضح کرنے ہیں کہ معجزہ نبی کا فعل نہیں بلکہ خالص اللہ رب العزت کا فعل ہے جو نبی کی صداقت کی دلیل کے طور پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔ تھے ہیں اور اگر بالفرض فریق مخالف کا سمجھنا درست سمجھ بھی لیا جائے کہ ”معجزہ کو نبی کا فعل کہہ سکتے ہیں اور ان کا فعل و اختیار سے صادر ہوتا ہے“ تو اس لحاظ سے کہ جیسا کہ حافظ ابن حجر دہلی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور ترین معجزہ ”قرآن کریم“ کا ذکر فرمایا تو لازم آئے گا کہ (معاذ اللہ) قرآن کریم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسب و فعل اور اختیار سے بنایا تھا؟ جبکہ اس چیز کا فریق مخالف خود بھی قائل نہیں لہذا یہ بات اور پیش کئے گئے بزرگوں کے اقوال اور قرآن سے واضح طور

پر صاف ہو جاتی ہے کہ ”معجزہ“ نبی کا فعل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کی صداقت کے طور پر نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔

جبکہ دوسری طرف لفظ ”معجزہ“ تو خود اپنی وضاحت کر رہا ہے کہ ”مخلوق جس سے عاجز ہو“ اور مخلوق کی فعل سے عاجز تب ہی ہو سکتی ہے جب وہ فعل خالص مخلوق کے خالق کا ہو۔ تیسری طرف ”معجزات“ پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بے اختیار ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَلِيتُ عِنْدَ اللَّهِ الْخِ الْإِنْعَام ۱۰۹ پارہ ۷

”ترجمہ: (آپ ان سے) کہہ دیں کہ نشانیاں (اور معجزات) تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں“ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کافر لوگ تمہیں کہا کھا کر بڑے زور سے کہتے تھے کہ: ہمارے طلب کردہ معجزات ہمیں دکھا دیئے جائیں تو اللہ ہم بھی مسلمان ہو جائیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ہدایت فرماتا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ معجزے میرے قبضے میں نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ چاہے دکھائے چاہے نہ دکھائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۚ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ تَحْتِهَا نَاجِيَةٌ ۚ وَنَبِّئِ الْفَجْرَ الْأَنْهَارَ جَلَّالًا ۚ أَوْ تَسْقُطَ السَّمَاءُ كَمَا زَعَّمْتَ عَلَيْنَا بَحِثًا ۚ أَوْ تَأْتِيَنَا بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۚ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ ذُرِّهُ أَوْ تَرْفَىٰ لَّهُ السَّمَاءُ ط وَلَنْ نُؤْمِنَ بِرُفْقِكَ حَتَّىٰ تَنْزِلَ عَلَيْنَا نَجْمًا مِّنَ السَّمَاءِ ط وَلَنْ نُؤْمِنَ إِلَّا بِبَشَرٍ أَرْسَلَنَا بِالْبَحْرِ ۚ أَوْ تَرْفَىٰ لَّهُ السَّمَاءُ ط وَلَنْ نُؤْمِنَ إِلَّا بِبَشَرٍ أَرْسَلَنَا بِالْبَحْرِ ۚ أَوْ تَرْفَىٰ لَّهُ السَّمَاءُ ط وَلَنْ نُؤْمِنَ إِلَّا بِبَشَرٍ أَرْسَلَنَا بِالْبَحْرِ ۚ

بَشَرًا ۚ أَوْ تَرْفَىٰ لَّهُ السَّمَاءُ ط وَلَنْ نُؤْمِنَ إِلَّا بِبَشَرٍ أَرْسَلَنَا بِالْبَحْرِ ۚ

”ترجمہ: اور وہ بولے ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کر دے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کجھو را اور انگور کا پھر بہائے تو اس کے بیج نہریں چلا کر۔ یا اگر اے آسمان ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا اے اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے۔ یا ہو جائے تیرے لئے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے تیرے چڑھ جانے کو جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو مانیں۔ آپ کہہ دیں سبحان اللہ میں تو نہیں ہوں مگر بشر رسول“



قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

نہیں ہوں مگر ایک بشر رسول" کا یہ مطلب ہے کہ میں دیگر انسانوں کی طرح ایک انسان اور دیگر رسولوں کی طرح ایک رسول ہوں اور وہ نبی اپنی قوم کے پاس صرف وہی نشانیاں ظاہر فرماتے تھے جو اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر صادر فرماتا تھا جو ان کی قوم کے حال کے مناسب ہوتیں تھیں اور انبیاء کرام کے بس میں یہ نہ تھا کہ وہ معجزات صادر کر سکیں اور نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ پر ان کا کوئی فیصلہ نافذ تھا کہ وہ اس میں اپنے اختیار سے کام لیتے" (تفسیر بیضاوی)

اس وضاحت کے بعد یہ نکتہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ "معجزات" نہ تو نبی کا فعل ہے اور نہ ہی "معجزات" پر نبی کا اختیار ہے۔ اور یہی (لائانیوں کی طرف سے پیش کی گئی) آیت مبارکہ کا مفہوم ہے کہ "بِإِذْنِ اللَّهِ" عیسائیوں کے گمان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے اختیار اور استقلال) کی تردید کے لئے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَتَيْنِي لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَاتٍ مِنْ رَبِّكُمْ لَا اَتِيْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ سَكَنَةً الطَّيْرِ فَانْفُخْ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَابْرِئِ الْاَشْمَةَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاتَّبِعْكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدْعُرُوْنَ لَا فِىْ بُيُوْتِكُمْ ط اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ النّٰح

ال عمران ۴۹ بارہ ۳

ترجمہ: بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی طرف سے بے شک میں بناتا ہوں تمہارے سامنے مٹی سے مجسمہ پرندہ کی مانند اللہ کے حکم سے اور تندرست کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے اور بتا سکتا ہوں تم کو جو تم کھاتے ہو اور جو تم ذخیرہ کرتے ہو اپنے گھروں میں۔ بے شک اس میں بہت بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ہو تم ایمان والے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

یہ (معجزات) اللہ کا حکم اور ان کے زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے سبب

تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی قدرت سے نہیں یہ ایک معجزہ تھا جو آپ کی نبوت کا نشان تھا۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"جاننا چاہیے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے ثبوت پر واضح ترین دلیل صرف معجزات ہیں۔ اور معجزہ وہ فعل ہے جس کو خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس کے دعوئے نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے صادر فرمائے اور یہ فعل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے قائم مقام ہے کہ تو اپنے دعویٰ رسالت میں بالکل صادق ہے۔"

(الہدایۃ والنجوا ج ۱ ص ۱۵۸)

معزز قارئین کرام!

عیسائیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات پر اور کیا گمان ہے سوائے اس کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات اُن کا اپنا فعل ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان امور پر اختیار اور استقلال ہے اور یہی عیسائیوں کی اصل گمراہی تھی کہ انہوں نے ان معجزات کو دیکھتے ہوئے (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھ لیا تھا۔

اولیاء کرام کی کرامات

اسی طرح فریق مخالف اولیاء کرام کی کرامات دیکھتے ہوئے بھی یہ گمان کر لیتے ہیں کہ یہ کرامات اولیاء کرام کا فعل ہے یا اُن کی اختیار کی چیز ہے جبکہ اوپر پیش کی گئی وضاحت میں یہ بات واضح ہے کہ جب "معجزات" انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا فعل نہیں اور نہ اختیار ہے تو پھر اولیاء عظام کی کرامات کیسے اُن کا فعل اور کرامات پر اختیار ثابت کیا جاسکتا ہے؟ یہاں مناسب ہوگا کہ "اولیاء کرام کی کرامات پر فریق مخالف کی ایک دلیل کی وضاحت بھی پیش کر دی جائے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے، اور

جن چیزوں کے ذریعے بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے۔ ان میں سب سے

محبوب چیز میرے نزدیک فراموش ہیں، میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو جب میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اُس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے میں اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر کسی بری چیز سے بچنا چاہے تو میں اُسے ضرور بچاتا ہوں۔“

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۶۳)

فریق مخالف امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی اس حدیث پاک کی یہ تفسیر اس طرح پیش کرتے ہیں:

”اور اسی طرح کوئی بندہ جب نیکیوں پر پیشگی اختیار کر لیتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ”كنت له سمعاً و بصرًا“ فرمایا ہے، جب اللہ کے جلال کا نور اس کی صبح ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے، اور یہی نور اس کی بصر ہو گیا تو وہ دور اور نزدیک کی چیز کو دیکھ لیتا ہے، اور جب یہی نور اس کا ہاتھ ہو جائے تو یہ بندہ مشکل اور آسان دور اور قریب کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ امام فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، سورہ کہف (آیت ۳۸ حسب ان اصحاب الکہف)“

معزز قارئین کرام!

اگر تو اس تفسیر سے مراد یہ لی جائے کہ ”بندہ ہر چیز پر قادر ہو جاتا ہے اور جب چاہے جیسے چاہے بن سکتا ہے دیکھ سکتا ہے اور ہر چیز پر ہر طرح کا اختیار رکھ سکتا ہے تو یہ مفہوم قرآن پاک کی صریح آیات مبارکہ سے متصادم ہو جائے گا۔ اور خود فریق مخالف کے مجدد مولانا احمد رضا صاحب کا فرمان ہے کہ ”عموم آیات قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار احاد سے استناد محض ہر ذہن بانی ہے“ یعنی عموم آیات قرآنیہ کے مخالفت میں ان احادیث پاک سے بھی استناد نہیں

کیا جاسکتا جو احاد سے ہوں، جبکہ اوپر پیش کی گئی تشریح ایک بزرگ کا قول ہے۔ جبکہ خود حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ) ایک موقع پر لکھتے ہیں: ”اور محمد بن ولید کے جن سے ہمارے دعویٰ مذکور کی صحت ثابت ہوئی ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کافروں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تم زمین میں سے ہمارے لئے چشمہ نہ نکال دو، وغیرہ وغیرہ تو اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہہ دو کہ سبحان اللہ میں تو صرف آدمی اور پیغمبر ہوں یعنی کسی شخص اور آدمی کا پیغمبر ہونا صرف اس پر موقوف ہے کہ وہ قوت نظری و عملی میں کامل ہو اور ناقصوں کو کامل کر سکتا ہو اس سے یہ قول لازم نہیں آتا کہ وہ ان باتوں پر بھی قادر ہو جو تم طلب کرتے ہو (یعنی یہ مذکورہ خواص عادات اور معجزات)

(مطالب عالیہ امام الرازی الما خوذ من الکلام ج ۲ ص ۲۰۶، ۲۰۵ مولانا شبلی نعمانی)

یعنی اس عبارت میں صراحت سے واضح ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ”معجزات“ پر قدرت و اختیار رکھنے کا موقف نہیں رکھتے تھے۔ نیز اس حدیث پاک کی تشریح محدثین کرام اس طرح فرماتے ہیں: حضرت امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات ص ۳۳۵ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے تفسیر عزیز ص ۱۲۷ میں پارہ تبارک الذی سورہ عزل میں لکھا ہے کہ:

”جب آدمی کثرت عبادت کی وجہ سے اللہ کا مقبول بن جاتا ہے تو اس کے سب اعضاء کا اللہ تعالیٰ خود محافظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں، ناک کان سب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں اس کی مرضی کے بغیر نہ کچھ دیکھے نہ کچھ سنے سو یہ مرتبہ نقل عبادت کی کثرت سے ہوتا ہے اس واسطے کہ فرض اوقات مقرر ہیں ان میں کثرت ممکن نہیں۔“ (مجموعہ)

اسی طرح ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (المجلد ۸) آیت مبارکہ کی تفسیر میں اس حدیث پاک کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں کہ:

جب مومن اخلاص اور اطاعت میں کامل ہو جاتا ہے تو اس کے تمام افعال محض اللہ کے لئے ہو جاتے ہیں۔ وہ مستانہ اللہ کے لئے۔ دیکھتا اللہ کے لئے



یعنی شریعت کی باتیں سنتا ہے۔ شرع نے جن چیزوں کا دیکھنا جائز کیا ہے انہی کو دیکھتا ہے، اسی طرح اس کے ہاتھ کا بڑھانا، پاؤں کا چلانا بھی اللہ کی رضا مندی کے کاموں کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اللہ پر اس کا بھروسہ رہتا ہے، اسی سے مدد چاہتا ہے، تمام کام اس کے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے ہی ہوتے ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳ صفحہ ۱۵۷)

دوسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث پاک کا آخری حصہ جو ربیلوی حضرات نہیں پیش کرتے وہ ہم پیش کر دیتے ہیں۔

”اور مجھے کسی کرنے کے کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا مومن کی روح قبض کرنے میں موت کو ناپسند کرتا ہے۔ میں اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا۔“

(بحاری شریف، کتاب الرقاق: باب التوضیع - ح: ۶۵۰۲)

یعنی اللہ تعالیٰ یہ فرمان نیک بندے کی زندگی کے لئے ہے ہمارا فریق مخالف سے آسان سا سوال ہے کہ یقیناً دنیا میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے نیک بندے آج بھی موجود ہوں گے جو دن رات اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عبادتیں کرتے ہیں۔ تو کیا فریق مخالف بتا سکتے ہیں کہ آج کے اس دور میں اللہ تعالیٰ کے کسی ایک نیک بندے میں یہ صفات موجود ہیں؟

اس نیک بندے کے صبح میں، بصر میں، ہاتھ میں، وہ طاقتیں ہوں جن کو لاثانی فرستے کے لوگ اللہ کے نیک بندوں میں ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ نیز فریق مخالف نے جیسے صبح، بصر اور ہاتھوں کی طاقت کی تشریح فرمادی مگر ”پیر کی طاقت“ کی تشریح نہیں بیان فرمائی؟ جس کی تشریح خود فریق مخالف کے پیش کئے ہوئے مفہوم کے مطابق یوں سمجھ لیتے ہیں کہ ”بیز“ کی طاقت یہ ہو سکتی ہے کہ بندہ جہاں چاہے وہاں پہنچ جائے؟ (اگر فریق مخالف کو اس تشریح پر اعتراض تو واضح فرمادے) فریق مخالف کے نزدیک ایک ولی اللہ جن کو دنیا ”صوفی مسعود احمد“ کے نام سے جانتی ہے فریق مخالف خود ہی تجربہ کر لیں کہ کیا صوفی صاحب میں یہ طاقتیں ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو کم از کم دنیا کے کسی ایک حیات بندے کی نشاۃ ہی فرمادیں جس میں یہ خصوصیات ہوں ہم آپ کا مفہوم درست مان لیں گے بصورت دیگر فریق مخالف کو ہمارا موقف درست ماننا پڑے گا۔

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۶۱ھ) سالک کے مقام کو بیان کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ:

”جب تو اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے تو اس وقت تیری طرف تکوین اور خوارق عادات کی نسبت کی جائے گی اور یہ چیز عقل کے ظاہر فیصلہ کے مطابق تجھ سے دیکھ جائے گی حالانکہ درحقیقت اور اعتقادی طور پر فی الواقع یہ اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کا ارادہ ہوتا ہے (جو تیرے ہاتھ پر صادر کیا جاتا ہے)۔“ (فتوح الغیب ص ۷۷ مقالہ نمبر ۶)

اس کی تشریح کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”پس جب تو اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے اور تجھ میں فعل و ارادات کے بغیر اور کچھ بھی باقی نہ رہے تو تیری طرف کائنات کی تخلیق اور خرق عادات کے امور نسبت کئے جائیں گے یعنی تجھ جہاں میں متصرف گردانا جائے گا خوارق عادات اور کرامات کے سلسلہ میں پس ظاہری طور پر وہ فعل اور تصرف تجھ سے صادر ہوگا مگر باطن اور نفس الامر میں وہ پروردگار کا فعل ہوگا کیوں کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق اور تکریم کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہوتا جو اس کے قصد و اختیار سے صادر ہو جیسا کہ اس کے دوسرے اختیاری افعال ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ خرق عادات اور تصرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔“ (ترجمہ فتوح الغیب ص ۷۷ مقالہ نمبر ۶)

لا ثانی صاحب کے مدد و مولانا احمد رضا صاحب فرماتے ہیں:

”عرض: کسی کی کرامت کسی بھی ہوتی ہے؟؟ ارشاد: کرامت سب کی وہی ہوتی ہے اور وہ جو کسب سے حاصل ہو بھان مٹی کا تماشا ہے لوگوں کو دھوکہ دینا ہے۔“ (بلفظ ملفوظات حصہ چہارم ص ۱۳)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیٹا دیا فریق مخالف کی ایک دلیل کہ بی بی مریم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام

نے بیٹا دیا (ان کا مطلب یہ ہے کہ دینا اللہ ہی ہے مگر وسیلہ کسی نہ کسی کو بناتا ہے)  
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ قِيْلَ لَكَ غُلَامًا زَيْجًا

الخ مریم ۱۹ بارہ ۱۶

(ترجمہ: بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا)  
لائانیوں کا کہنا ہے کہ کیوں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے نبی بی مریم کو  
بیٹا دیا تو یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے فرشتوں کو اور اللہ کے نیک بندوں کو  
لوگوں کی مدد پر مقرر کر دیا ہے۔

اس پر صاحب مزید عقلی دلائل یہ پیش کرے ہیں کہ دنیا میں تو یہ دیکھا گیا ہے کہ یہاں کے  
بادشاہ ہر کام خود نہیں کرتے بلکہ سلطنت کے کاموں کے لئے محکمہ بنادیتے ہیں پھر ہر محکمے میں  
مختلف حیثیت کے لوگ رکھتے ہیں کوئی افسر کوئی ماتحت، پھر ہر کام بادشاہ کی مرضی سے ہوتا  
ہے لیکن براہ راست بادشاہ کے ہاتھ سے کوئی کام نہیں ہوتا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ بادشاہ  
مجبوری سے اپنا عملہ رکھتا ہے کیوں کہ بادشاہ ہر کام خود کر سکتا ہے جیسے پانی پینا اور اکثر  
ضروریات زندگی کے کام بھی خود سرانجام دے سکتا ہے مگر رعب کا تقاضا ہے کہ ہر کام اپنے  
نوکروں سے لیا جائے اور رعایا کو ہدایت ہوتی ہے کہ اپنی ضروریات کے وقت ان مقررہ  
حکام سے رجوع کیا جائے، اور پھر اگر رعایا اپنی ضروریات پر ان حکام سے رجوع کرے تو  
یہ بغاوت نہیں بلکہ بغاوت تو یہ ہے کہ رعایا دوسرے کو بادشاہ مان کر اس سے مدد کی طالب ہو  
تو پھر وہ باغی کہلائے گا کیوں کہ اس نے بادشاہ کے مقررہ کردہ لوگوں کو چھوڑ کر غیر کو اپنا حاکم  
سمجھا۔ مزید لکھتے ہیں کہ جب یہ بات سمجھ آگئی تو سمجھو کہ یہی طریقہ سلطنت الہی ہے کہ وہ  
قادر ہے کہ دنیا کا بڑا چھوٹا ہر کام اپنی قدرت سے خود ہی پورا فرما دے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ  
انتظام عالم کے لئے ملائکہ کو مقرر فرمایا ان کے علیحدہ علیحدہ محکمے کر دیئے، جان نکالنے والوں  
کا ایک محکمہ جس کے افسر اعلیٰ حضرت عزرائیل علیہ السلام، اسی طرح انسان کی حفاظت،  
رزق پہنچانا، بارش برسانا، ماؤں کے پیٹ میں بچے بنانا، ان کی تقدیر لکھنا، مدفون متیوں کے  
سوالات کرنا، صورت پھونک کر مردوں کو زندہ کرنا، اور قیامت قائم کرنا غرض دنیا اور آخرت  
کے سارے کام ملائکہ میں تقسیم فرما دیئے۔ اسی طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا  
انتظام کیا اور ان کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے، کتب تصوف دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ

اولیاء اللہ کے کتنے طبقے ہیں اور کس کے ذمہ کون سے کام لگائے ہیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ  
اللہ تعالیٰ ان کا محتاج ہے بلکہ آئین سلطنت کا یہ ہی تقاضا ہے۔

جواب:

جیسا کہ لائانیوں نے فرمایا کہ ”بادشاہ اپنے کام خود کر سکتے ہیں لیکن رعب کے تقاضے کہ وجہ  
سے عملہ رکھتے ہیں؟؟ تو عرض یہ ہے کہ بے شک بادشاہ اپنے سارے کام خود کر سکتے  
ہیں لیکن اصل سوال تو یہ ہے کہ کیا بادشاہ اکیلے ساری سلطنت کا سارا انتظام بھی خود سنبھال  
سکتا ہے؟ جیسے ملک کے اندرونی معاملات، بیرونی معاملات، دفاع کے معاملات، رعایا کی  
ضروریات وغیرہ وغیرہ کیا ایک انسان میں اتنی استطاعت ہو سکتی ہے کہ وہ اکیلے سارے  
معاملات سنبھال سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پہلے تو یہ ثابت ہوا کہ دنیا کا بادشاہ مجبوری میں عملہ رکھتا  
ہے رعب کے تقاضے کی وجہ سے نہیں۔ دوسری بات کہ رعب کے تقاضے سے بادشاہ خود پانی  
نہیں پیتا اور اپنے سارے کام خود نہیں کرتا بلکہ اپنے نوکروں سے کرواتا ہے۔

یہ بھی فریق مخالف نے درست فرمایا لیکن سوال تو یہ ہے کہ کون سے بادشاہ ایسی زندگی  
گزارتے ہیں جو اپنے کام خود کرنے کے بجائے نوکروں سے کروانا پسند کرتے ہیں؟؟

وہ بادشاہ جو نیا دی عیش و آرام کے عادی ہوں وہ بادشاہ ایسی زندگی پسند کرتے ہیں کہ اپنے  
کام خود کرنے کے بجائے سارے کام اپنے نوکروں سے لیتے ہیں۔ مگر کم از کم اللہ کے  
فرما پر دارحاکم ایسی زندگی ہرگز نہیں گزارتے تاریخ میں مثالیں بھری پڑی ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
کے فرما پر دار امراء اور خلفاء کی حیات مبارکہ کیسی گذرتی تھی؟ اپنے کام نوکروں سے کروانے  
کے بجائے اپنی رعایا کے کام بھی اپنی رسا ط کے مطابق از خود کرنے کی کوشش کرتے تھے  
جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مسلم امراء اور خلفاء کو بھی حکمرانی  
کے طور پر پتہ سیکھائے کہ جتنی استطاعت ہو اس کے مطابق وہ بذات خود اپنی رعایا کی  
خدمت کریں اور جو استطاعت سے باہر ہو پھر محکمے بنا کر ایماندار لوگوں کو فائز کریں تاکہ وہ  
بھی اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق لوگوں کی خدمت کریں نہ کہ خدمت کروائیں؟

تو اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ وہ بادشاہوں کا بادشاہ خود کیسا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ جس کی  
استطاعت کی کوئی حد نہیں، جس کی کرسی زمین اور آسمان تک پھیلی ہوئی ہے جو اس کو تحکاتی



نہیں۔ اور کائنات کے نظام میں جن امور پر فرشتے مقرر ہیں اُس سے ہمارا واسطہ ہی نہیں جیسے ہمیں رزق چاہیے ہوتا ہے تو اللہ سے دعا کرتے ہیں (فرشتوں سے نہیں) ہمیں بارش کی ضرورت ہوتی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں (اللہ کے فرشتوں سے نہیں)

یہ اللہ کا کائنات کا نظام ہے جو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کی جان کب نکالنی ہے؟ کس کو رزق دینا ہے؟ کس طرح دینا ہے؟ کس کو بیٹا دینا ہے؟ کس کی مدد کیسے کرنی ہے؟ قیامت کب قائم کرنی ہے؟ ان امور سے ہمارا تعلق ہی نہیں ہے۔ اس مثال سے ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بھی ایسا ہی محکموں والا نظام قائم فرمایا ہوا ہے؟؟ اللہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بی بی مریم کے پاس بیٹا دینے بھیجا تو کیا اس سے مراد یہ لی جائے گی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس بیٹے دینے کا محکمہ ہے؟؟؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَذِكْرُنَا إِفْنَادِي رَبِّهِ رَبِّ لَا تَذَرُنِي قُرْذَا وَآلَتِ خَيْرُ الْوَرِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ النِّع

الانبیاء ۹۰، ۸۹ پارہ ۱۷

(ترجمہ: اور ذکر کیا کہ جب پکارا اُس نے اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا، اور تو ہے سب سے بہتر وارث، پھر سن لی ہم نے اُس کی دعا اور بخشا اُس کو بچہ اور اچھا کر دیا اُس کی عورت کو)

اگر واقعی اللہ تعالیٰ کا اولاد دینے کا محکمہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سپرد ہوتا تو کیا حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی بیٹا دینے نہیں آتے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں کہ جسے چاہے جیسے چاہے عطا فرمادے۔ نجران کے عیسائیوں کا وفد حضور ﷺ سے مناظرہ کرنے آیا تھا اور ان عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انوکھی پیدائش کا سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا۔

إِنْ مَثَلٌ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ط خَلَقْنَاهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ

فَيَكُونُ النِّع ال عمران ۵۹ پارہ ۳

(بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم کی بنایا اُس کو مٹی سے پھر کہا اُس کو ہو جاوہ ہو گیا)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرما رہا ہے کہ حضرت

عیسیٰ (علیہ السلام) کے تو باپ نہ تھے اور میں نے انہیں پیدا فرمایا کہ تو کون سی حیرانی کی بات ہے؟ میں نے تو حضرت آدم (علیہ السلام) کو تو ان سے پہلے پیدا کیا۔ ان کا بھی باپ نہ تھا بلکہ ماں بھی نہ تھی۔ مٹی کا پتلا بنایا اور کہہ دیا آدم ہو جا اسی وقت ہو گیا۔ پھر میرے لئے صرف ماں سے پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟

جب فرشتوں نے بی بی مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی تو بی بی مریم نے بھی تعجب فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمَسِّنِي بَشَرٌ ط قَالَ تَحَلَّىٰكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ط إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

النحل عمران ۴۶ پارہ ۲

(بولی اے رب کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگایا کسی نے آدمی نے فرمایا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے)

میرے بھائیو، دوستو اور بزرگو!

اللہ رب العزت دینے میں کسی چیز کا محتاج نہیں وہ تو بس فرما دیتا ہے ہو جاوہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بی بی مریم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے بیٹا دیا تو کیا ہم حقیقی دینے والے کو چھوڑ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو مدد کے لئے پکاریں؟ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وسیلہ بنے؟ پھر ٹھیک ہے تو فریق مخالف جواب دیں کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو ٹھنڈا کر کے مدد فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۲) اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی چھری کو کند کر کے مدد فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی کوئیں میں حفاظت فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی ۱۸ سال کی شدید بیماری کے بعد اللہ

تعالیٰ نے ایک چشمہ کے پانی سے شفاء فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی ۱۶ سال مچھلی کے پیٹ میں حفاظت فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۶) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی فرعون کی لشکر سے نجات ایک دریا میں راستہ دے کر بھیجی مدد فرمائی تو ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۷) اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں حضرت یحییٰ کو عطا فرمایا تو ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۸) اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں فرشتوں کی فوج بھیج کر حضور ﷺ اور مسلمانوں کی مدد فرمائی تو کیا ہم اللہ کے فرشتوں سے مدد طلب کریں؟ کہ فرشتوں کی فوج وسیلہ بنی؟

بات صرف اور صرف اتنی سی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام قدرت ہے کہ کس کی کہاں اور کیسے مدد فرماتا ہے؟

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَخَفٰی بِاللّٰهِ وَحِیْلَۃُ الْخِیْمَۃِ النساء ۱۳۲ پارہ ۵

(ترجمہ: اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور اللہ کافی کارساز ہے) بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس زمین اور آسمان کی تمام چیزیں اختیار ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اللہ تعالیٰ کس کی اور کیسے مدد فرمائے۔ لیکن اس بھی مدد کے وسیلہ سے اس بات کا کیا تعلق ہے کہ ہم اس بھی مدد کے ذریعے کوئی سب کچھ سمجھ لیں یا سے ہی مانگنا شروع کر دیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام، صالح مومنین اور ملائکہ مددگار ہیں

اسی طرح فریق مخالف کو قرآن پاک میں جس مقام پر بھی ”غیر اللہ سے مدد“ پر آیت مبارکہ نظر آتی ہے وہ اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِنْ تَطَهَّرْتَ عَلَيْهِ لَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ مُوَلِّیْهِ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ج وَ الْمَلٰٓئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظٰهَرُوْا الْخِیْمَۃِ الْحَرَامِ ۲۸ پارہ ۲۸

(ترجمہ: اور اگر ایک کر لیا تم نے نبی کے معاملے میں تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور جبرائیل اور صالح اہل ایمان اور ملائکہ اس کے بعد اس کے مددگار ہیں)

اس آیت مبارکہ سے بھی فریق مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ اگر اس آیت مبارکہ غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد مانگنا ثابت ہوتا ہے تو یہاں صالح مومنین کے ساتھ ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ملائکہ کو بھی مددگار فرمایا گیا ہے لیکن فریق مخالف نہ تو حضرت

جبرائیل علیہ السلام سے مافوق الاسباب مدد مانگنے کے لئے پکارنے کا قائل ہے اور نہ ہی ملائکہ سے مافوق الاسباب مدد مانگنے کا قائل ہے بلکہ وہ تو صالح مومنین سے مافوق الاسباب مدد مانگنے کا قائل ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس مقام پر صالح مومنین، حضرت جبرائیل

علیہ السلام اور ملائکہ کو مددگار فرمایا گیا ہے۔ نہ کہ ان سے مدد مانگنے کا فرمان ہے؟ یعنی مددگار ہونا اور بات ہے، مدد مانگنا اور بات ہے۔

اس بات کو آسانی سے سمجھنے کے لئے یہ سمجھیں:

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاَسْتَجَابَ لَکُمْ اِنِّیْ مُعِدُّکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْسِلِیْنَ ۵ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَیْنُۢ بِہٖ قُلُوْبُکُمْ ج وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْخِ الْاِنْفَال ۹۔ ۱۰ پارہ ۹

(ترجمہ: جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو اس نے تمہاری فریاد میں لی (اور فرمایا) بے شک میں مدد دوں گا تمہیں ایک ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے لگاتار آتے جائیں گے۔ اور نہیں بتائی یہ بات اللہ نے مگر اس لئے کہ خوشخبری ہو (تمہارے لئے) اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور تمہیں (آتی) ہے کوئی مدد مگر اللہ کی طرف سے)

یہ واقعہ غزوہ بدر کا ہے جہاں ایک ہزار فرشتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مددگار بنے لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ”استغاثہ“ کس سے کیا؟ فریاد کس سے کی؟

فریق مخالف کے نزدیک فرشتے مومنین کے مددگار ہیں اور اگر مددگار ہونا مدد مانگنے کی دلیل ہے تو کیا مومنین نے فرشتوں سے استغاثہ کیا؟ فریاد کی؟

نہیں بلکہ اس آیت مبارکہ میں واضح ہے کہ ”اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ“ یعنی اپنے رب سے فریاد کی اور آیت مبارکہ کے آخر میں فرمان ہوا ”وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ“ یعنی اور نہیں (آتی) ہے کوئی مدد مگر اللہ کی طرف سے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے مددگار کوئی بھی بن جائے یا مدد کا وسیلہ کچھ بھی بن جائے لیکن فریاد اور



مدد کی طلب صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کی جاتی ہے اور اسی چیز کی وضاحت ہم پچھلی سطور میں بھی کر چکے ہیں کہ یہ اللہ رب العزت کی حکمتیں ہیں کہ وہ کس کی اور کیسے مدد فرماتا ہے لیکن ہم پکارتے اور فریاد صرف اور صرف اللہ رب العزت سے کرتے ہیں کیوں کہ مدد صرف اور صرف اللہ رب العزت کی طرف سے ہے لہذا ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا مددگار ہونا اور کسی کو مدد کے لئے پکارنا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں جن کو فریق مخالف نے ایک ہی چیز سمجھ لیا ہے اور جو فریق مخالف کی بہت سی غلط فہمیوں کی بنیاد بھی ہے۔

### حاصل کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ماتحت الاسباب مدد اور مافوق الاسباب مدد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مافوق الاسباب (غیبی) مدد کا ہر ایک انسان محتاج ہے، ہر انسان کی ضرورت ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت، امیر ہو غریب، بادشاہ ہو یا فقیر، آقا ہو یا غلام، اچھا ہو یا برا، چھوٹا ہو یا بڑا، مشرک، کافر ہو یا مسلمان اور مسلمانوں میں عابد ہو یا گنہگار، ہر ایک انسان اس غیبی مدد کا محتاج ہے، کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کو غیبی مدد کی ضرورت نہیں پڑتی۔

اسی طرح ہر شخص یہ تسلیم کرے گا کہ جیسے ماتحت الاسباب مدد مانگنے یا مدد کرنے کے احکامات ساری دنیا کے لئے ایک ہی ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے غیبی مدد مانگنے کے جو بھی احکامات ہوں گے وہ بھی تمام دنیا کے انسانوں کے لئے ایک ہی ہوں گے۔ ایسا تو ممکن نہیں کہ غیبی مدد مانگنے کے احکامات پاکستان اور انڈیا کے لوگوں کے لئے الگ ہوں؟ اور افریقہ، امریکہ، یورپ، انٹارکٹیکا اور باقی دنیا کے انسانوں کے لئے الگ ہوں؟ یا چند خاص خاص لوگوں کے لئے "مافوق الاسباب" مدد مانگنے کے لئے الگ احکامات ہوں گے اور باقی لوگوں کے لئے الگ؟ تو جب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ساری دنیا کے لئے اللہ کے احکامات ایک ہی ہیں۔ تو ماتحت الاسباب مدد اور مافوق الاسباب (غیبی) مدد کا ایک زمین اور آسمان کا فرق یہ ہوا کہ ماتحت الاسباب مدد کرنے والا ایک وقت میں ایک انسان زیادہ سے زیادہ دو تین انسانوں کی ہی مدد کر سکتا ہے۔

جبکہ غیبی مدد کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک جتنے بھی انسان ہیں، اگر اندازے کے لئے اربوں انسان ہوں اور چاہے کوئی زمین کے تہہ خانے میں پکار

رہا ہو یا سمندروں کی انتہائی گہرائیوں میں یا مہینوں کی مسافت کے بیچ سمندر کے سینے پر یا اندھیرے غار میں یا کسی جنگل بیابان میں پکارے غیبی مدد کرنے والا سب کے سب کی ایک ساتھ پکار سن لے۔

ماتحت الاسباب مدد اور مافوق الاسباب (غیبی) مدد میں ایک زمین اور آسمان کا فرق یہ ہے کہ ماتحت الاسباب مدد مانگنے والا یا مدد کرنے والا اپنی بساط کے مطابق ہی مدد کر سکتا ہے اور وہ بھی بے اختیار یعنی اگر مدد کر سکا تو ٹھیک نہیں تو کوئی گارنٹی نہیں۔ جبکہ غیبی مدد کرنے والے کا زمین اور آسمان سب چیزوں پر سو فیصد پورا پورا اختیار ہونا چاہیے تاکہ اگر کوئی بندہ مصیبت کے وقت غیبی مدد کے لئے پکارے تو وہ غیبی مدد کرنے والا سمندروں کو حکم دے تو سمندر کشتی کو نہ ڈبوئیں آگ کو حکم دے تو آگ نہ جلائے چھری کو حکم دے تو چھری کند ہو جائے پھجلی کو حکم دے تو پھجلی کا پیٹ حفاظت کا گھر بن جائے دریا کو حکم دے تو ایک طرف فرما بر داروں کے لئے راستہ بنادے اور دوسری طرف وہ ہی دریا نافرمانوں کو غرق کر دے۔ کون ہے ایسا۔۔۔ مکمل سننے والا۔۔۔ مکمل دیکھنے والا۔۔۔ مکمل اختیار والا؟؟؟

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ج وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝) ق ۱۶ پارہ ۲۶

(ترجمہ: اور البتہ ہم نے بنایا انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو باتیں آتی رہتی ہیں اُس کی جی میں، اور ہم اُس کے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ (شرگ) سے زیادہ)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْغَبِيرُ ۝)

الانعام ۱۰۳ پارہ ۷

(ترجمہ: اسے نگاہیں نہیں پاسکتیں اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے، وہ تو بہت ہی باریں میں اور بڑا ہی واقف ہے)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝)

القصص ۷۰، ۶۹ پارہ ۲۰

(ترجمہ: ان کے سینے میں جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، تیرا رب سب کچھ جانتا ہے)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَمَا يَغْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ) بونس ۶۱ پارہ ۱۱  
(ترجمہ: تیرے رب سے ذرے برابر کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی، نہ زمین میں نہ آسمان میں)  
حدیث پاک میں ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندوں! اگر تمہارے اول و آخر انسان جن سب مل کر بہترین تقویٰ والے دل کے شخص بن جائیں تو اس وجہ سے میرے ملک و ممالک میں نہ بڑھ جائے گا، اور اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جنات بدترین دل کے بن جائیں تو اس وجہ سے میرے ملک میں سے ایک ذرہ سا بھی نہ گھٹے گا۔ اے میرے بندوں! اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان جن سب ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں، اور میں ہر ایک کو سوال پر کر دوں تو بھی میرے پاس کے خزانوں میں اتنی ہی کمی آئے گی جتنی کہی سمندر میں موٹی ڈالنے سے ہو۔“

(مسلم شریف، باب: تحریم الغلیم ح: ۲۵۷۶)

غیبی مدد کرنے والا ایسا ہی ہونا چاہیے کہ ایک ہی وقت میں سارے دنیا کے انسانوں کے شہرے و دیہاتوں سے بھی قریب ہو ذرے برابر کی کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہ ہو اور سارے انسانوں کے دلوں کے بھید کی بھی خبر رکھے ہر چیز پر مکمل اختیار ہو اور اس کے خزانے ایسے ہوں کہ وہ سب کو عطا فرمائے پھر بھی اس کے خزانے میں اتنی کمی نہ آئے جتنی سوئی کے سمندر میں ڈالنے سے ہو۔ ایسا اللہ رب العزت کے ہوا کون ہو سکتا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کے سوا ایسا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں صفات میں بالکل اکیل و واحد ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ)

ال عمران ۵ پارہ ۳

(ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ پر زمین اور آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں)

میرا سو بنابر عرب کے وسیع و عریض ریگستانوں میں یا افریقہ کے انتہائی گھنے جنگلات میں یا انڈیا کے انتہائی برفانی علاقے میں یا اتنی بڑی زمین کے کسی جگہ پر سے ایک معمولی

ریت کے ذرے کی بھی خبر رکھتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں کی بلند یوں سے لے کر زمین کی آخری تہوں میں بھی اپنی باریک سے باریک مخلوق کی بھی خبر رکھتا ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُ لَكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ط إِنَّ اللَّهَ ط لَمَعَ اللَّهُ ط قَلِيلًا مَا تَذْكُرُونَ ۝)

النمل ۶۲ پارہ ۲۰

(ترجمہ: بھلا کون پہنچتا ہے بے کس (بے بس) کی پکار (فریاد) کو جب اُس کو پکارتا ہے اور دور کر دیتا ہے سختی، اور بناتا ہے تمہیں زمین کا خلیفہ؟ کیا کوئی (اور) معبود ہے اللہ کے ساتھ (شریک ان کاموں میں)؟ تم لوگ کم ہی سوچتے سمجھتے ہو)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کس چیز کی طرف ہمیں بلارہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی طرف جو اکیلا ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں، جو اس وقت تیرے کام آتا ہے کہ جب تو کسی بھنور میں پھنسا ہوا ہو، وہ ہی ہے کہ جب تو جنگلوں میں راہ بھول کر اسے پکارے تو وہ تیری راہنمائی کر دے، تیرا کوئی کھو گیا ہو اور تو اس سے التجا کرے تو وہ اسے تجھ کو ملا دے، قحط سالی ہو گئی تو اس سے دعائیں کرے تو وہ موسلا دھارینہ برسا دے۔

مسند احمد (۵-۶۷) (۲۳۸-۳۴)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (أَمَّنْ يُهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيْحَ بُشْرًا ط إِنَّ اللَّهَ ط لَمَعَ اللَّهُ ط قَلِيلًا مَا تَذْكُرُونَ ۝)

النمل ۶۳ پارہ ۲۰

(ترجمہ: بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو اندھیروں میں جنگل کے اور دریا کے، اور کون بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دے کر آگے آگے اپنی رحمت کے؟ کیا کوئی (اور) معبود ہے؟ ساتھ اللہ کے (شریک ان کاموں میں)؟ بہت بلند ہے اللہ اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں)

اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ جو میلیں پھیلے دور سمندروں کے بیچ میں اگر کسی طوفان میں گھس جائے اور دور دور تک کوئی ظاہری اسباب نہ ہوں یا کسی انتہائی خطرناک گھنے جنگل میں کوئی راستہ بھول جائے یا کسی خطرناک درندے کا آنا سامنا ہو جائے یا آج کل کے دور



کے لحاظ سے کسی سناں جگہ کوئی ڈاکو گن تان لے اور آپ کو مارنے پر تل جائے انتہائی بے بسی کے عالم میں کوئی مدد کرنے والا نظر نہ آئے کسی اندھیرے غار میں پھنس جائیں، کوئی دشمن آپ کو کسی ایسے چیز میں بند کر دے جہاں سانس لینے کی جگہ بھی نہ ہو اور آپ کے انتہائی بے بسی کے عالم میں کون ہے جو آپ کی فریاد سن سکتا ہے؟ کون ہے جو آپ کی مدد کو پہنچ سکتا ہے؟

یقیناً میرا انتہائی پیارا رب۔۔۔ اپنے بندوں سے ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا رب۔۔۔ ہر انسان کی شبہ رگ سے زیادہ قریب رب۔۔۔ زمین کی تہوں تک دیکھنے والا رب۔۔۔ آسمانوں کی اکیلے بادشاہت والا رب۔۔۔ کروڑوں نہیں اربوں لوگوں کی ایک وقت میں ایک سیکنڈ میں سننے والا رب۔۔۔ صرف اور صرف اکیلا۔۔۔ جس پر انتہائی مصیبت میں کافروں کو بھی بھروسہ۔۔۔ مشرکین کو بھی بھروسہ۔۔۔ اور وہ رب کائنات۔۔۔ رب ذو الجلال واکرام۔۔۔ قربان جائیں اس کی محبت پر۔۔۔ قربان جائیں اس کے سننے پر۔۔۔ قربان جائیں اس کے دیکھنے پر۔۔۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے دشمنوں کو۔۔۔ اپنے سب سے پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی بھی سزا ہے۔۔۔ اور جب اُن پر بھی کوئی مصیبت لوٹ پڑے۔۔۔ اور وہ خلوص سے اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو میرا مہربان رب انہیں بھی بچاتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (قُلْ مَنْ يُنَجِّيْكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ نَدْعُوهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً جَ لَيْنَ أَنْجَلْنَا مِنْ هَلِیْهِ لَتَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِیْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّیْكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ مُشْكُرُونَ ۝)

الانعام ۶۳، ۶۴ پارہ ۷

(ترجمہ: تو کہہ کون تم کو بچالاتا ہے جنگل کے اندھیروں سے اور دریا کے اندھیروں سے اس وقت میں کہ پکارتے ہو تم اس کو گڑبڑا کر اور چپکے سے کہ اگر ہم کو بچالوے اس بلا سے تو البتہ ہم ضرور احسان مانیں گے تو کہہ دے اللہ تم کو بچاتا ہے اس سے اور ہر سختی سے پھر بھی تم شرک کرتے ہو)

انتہائی مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد پر کافروں اور مشرکین کو بھی بھروسہ ہو جاتا ہے کہ کوئی نہیں اللہ کے سوا بچانے والا۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ

الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝) فاطر ۱۵ پارہ ۲۲

(ترجمہ: اے لوگو! تم محتاج اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے غنی سب تعریفوں والا)

ہر انسان محتاج ہے اللہ تعالیٰ کا۔۔۔ چاہے وہ اللہ کا نافرمان ہو یا اللہ کے فرما پر دار ہو۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَذَا النُّونِ إِذْ ذُهِبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ

عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ

الظَّالِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ لَا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكُمْ نُنَجِّي

الْمُؤْمِنِينَ ۝) الانبیاء ۸۷، ۸۸، ۸۹ پارہ ۱۷

(ترجمہ: اور (یاد کرو قصہ) مچھلی والے کا جب چلے گئے تھے وہ ناراض ہو کر اور انہیں خیال ہوا

تھا کہ نہ گرفت کریں گے ہم اس پر، پھر پکارا اُن اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوائے

تیرے تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے، پھر سن لی ہم نے اُس کی فریاد اور بچا دیا اُس

کو اس گھٹنے سے، اور یونہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو) (حضرت یونس علیہ السلام)

تو جب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر کوئی اللہ رب العزت کا محتاج ہے چاہے

فرما پر دار ہو یا نافرمان ہو اور جب یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیبی مدد مانگنے کے

احکامات پوری دنیا کے انسانوں کے لئے ایک ہی ہیں اور پوری دنیا کے اربوں انسان میں

سے کسی نہ کسی کو۔۔۔ کہیں نہ کہیں۔۔۔ کسی نہ کسی سیکنڈ میں۔۔۔ صرف ایک کو نہیں۔۔۔

بلکہ ایک ہی وقت میں ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو ایک ساتھ بھی غیبی مدد کی ضرورت بھی

پڑ سکتی ہے۔ تو جو بھی اللہ کے سوا کسی اور کو غیبی مددگار سمجھتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ

کے سوا کسی دوسرے کو ایسا دیکھنے والا۔۔۔ ایسا سننے والا۔۔۔ اور زمین اور آسمانوں پر مکمل

اختیار والا سمجھتا ہے؟

اور اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی۔۔۔ نہ ایسا دیکھنے والا سمجھتے ہیں۔۔۔ نہ ایسا سننے والا

سمجھتے ہیں۔۔۔ اور نہ ہی ایسا زمین اور آسمان کی تمام چیزوں پر مکمل اختیار رکھنے والا سمجھتے

ہیں۔۔۔ تو پھر ہم سب کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہم سب کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا

کوئی بھی مددگار ہو ہی نہیں سکتا۔

کیوں کہ آپ صرف اپنی ذات کو ان بھرے پرے شہروں میں، ان بھرے پرے دیہاتوں میں رکھ کر سوچتے ہیں اسی لئے بات نہیں سمجھ میں آتی مگر جب آپ پوری کائنات کے انسانوں کے اپنے سامنے رکھ کر سوچیں گے تو پھر بات سمجھ آئے گی۔ آپ کو کبھی سمندروں کے بیچ میں بھی غیبی مدد کی ضرورت پڑ سکتی ہے یا کبھی افریقہ کے انتہائی گھنے جنگلات میں کبھی انٹارکٹیکا کے انتہائی برفانی علاقوں میں یا کبھی عرب کے وسیع و عریض ریگستانوں میں غیبی مدد کی ضرورت پڑ سکتی ہے یا اگر آپ کو ایسی جگہوں پر جانے کا موقع نہ بھی ملے۔ مگر یہ تو سوچیں کہ ایسی جگہوں پر اللہ کے کسی نہ کسی فرما بردار یا نافرمان بندوں کو تو غیبی مدد کی ضرورت پڑتی ہوگی؟ تو کون سے جو ایسی جگہوں پر بندوں کی پکار کو سن سکے؟ کون ہے جو سمندروں کو۔۔۔ درندوں کو ٹھم دے سکے کہ میرے بندوں کو نقصان نہ پہنچانا؟؟؟ کس کا اختیار ہے تمام چیزوں پر؟؟؟ یقیناً جب ایسے موقعوں پر کافروں اور مشرکین کا اقرار ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں تو مسلمان کیسے اس بات سے انکار کر سکتے ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ط قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ط قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَنْ يَّبْدِئُ مَلَكُوتَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ط قُلْ فَلَنِيَ تَسْحَرُونَ ۝)

المؤمنون ۸۹، ۸۸ پارہ نمبر ۱۸

(ترجمہ: ان سے پوچھو کس کی ہے زمین اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو؟ تو وہ ضرور کہیں گے) (سب کچھ) اللہ (کا ہے)، تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں؟ ان سے پوچھو کون ہے مالک ساقوں آسمان کا اور مالک اُس بڑے تخت کا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ، کہو پھر تم کیوں نہیں ڈرتے، ان سے پوچھو کون ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہے اقتدار ہر چیز کا اور وہ بجا لیتا ہے اور اُس سے کوئی نہیں بچا سکتا، بتاؤ اگر تم جانتے ہو تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ، تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو پڑتا ہے)

پھر "استعانت بغیر اللہ" کے قائلین کو کون سی بات انھیں میں ڈالتی ہے؟ ہر بات کا اقرار ہے

کہ اللہ ہی کے پاس سارے زمین اور آسمان کے اختیارات ہیں ساری زمین اور آسمان کا مالک اللہ ہے۔ ہر ذرے ذرے کی خبر رکھتا ہے۔ سب کی شبہ رگ سے بھی قریب ہے۔ سب کو دیکھتا ہے۔ سب کی سنتا ہے۔ سب کو عطا بھی فرماتا ہے۔ چاہے مشرک ہوں یا کافر یا مسلمان۔ اور مسلمانوں میں گنہگار ہوں یا عبادت گزار۔ سب کو عطا فرماتا ہے۔ پھر کیوں ان حضرات کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور مددگار کی ضرورت ہے؟

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ ج وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرُوحِ طَيْبَةٍ وَفَرَحُوا بِهَا جَاءَتْهَا ريحٌ عاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۖ لَا دَعْوَا لِلّٰهِ مُخْلِصِينَ لَهُ الَّذِينَ ج لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَنْجَيْنَاهُمْ إِذَا هُمْ يَنْفُتُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنَّمَا بِغِيكُم مَّا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ لَا مَتَاعَ الْخَيْرِ ط الدُّنْيَا ز لَمْ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝) سورہ یونس ۲۲ پارہ ۱۱

(ترجمہ: وہ ہی تو ہے جو چلاتا ہے تم کو خشکی میں اور سمندر میں، یہاں تک کہ تم بیٹھے کشتیوں میں اور وہ لے کر اور لے کر چلے وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے اور خوش ہوئے اس سے آئی کشتیوں پر ہوا تند اور آئی موج ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں نے کہ وہ گھر گئے پکارنے لگے اللہ کو خالص ہو کر اس کی بندگی میں اگر تو نے بچا لیا ہم کو اس سے تو بے شک ہم رہیں گے شکر گزار پھر جب وہ نجات دیتا ہے انہیں تو فوراً وہ (پھر) بغاوت کرنے لگتے ہیں زمین میں حق سے منحرف ہو کر، اے انسانو! حقیقت یہ ہے کہ تمہاری بغاوت اپنے ہی خلاف ہے (لوٹ لو) مزے دنیاوی زندگی کے پھر ہماری طرف تم کو لوٹ کر آتا ہے پھر ہم بتائیں گے تمہیں کہ تم کیا کرتے رہے ہو؟)

کبھی آپ نے سوچا کہ "استعانت بغیر اللہ" کے قائل مدعو کے لئے جو "یا رسول اللہ مدد" اور "یا غوث پاک مدد" اور "یا علی مدد" یا "لا اِلهَ اِلاَّ اَنْتَا سرکار مدد" پکارتے ہیں، اپنی ایمانداری سے اپنے ضمیر کو گواہ بنا کر جواب دیجیے کہ فرض کر لیں کہ ان میں سے کسی پر اچانک کوئی مصیبت لوٹ پڑے یا کشتی میں سفر کرتے ہوئے اچانک کشتی ڈوبنے لگے یا کوئی فرد اسپتال میں



زندگی موت کی کشمکش میں ہو کیا ایسے کسی موقع پر بھی آپ نے کبھی یہ پکارتے سنا ہے کہ اے اللہ کے رسول ہمارا بیٹا، بھائی، باپ یا ماں کا حادثہ ہو گیا ہے اور وہ زندگی موت کی کشمکش میں ہے ہماری مدد کیجئے؟

اے غوث پاک ہم مر رہے ہیں ہمیں بچائیں؟ اے علی ہماری کشتی طوفان میں بھنس گئی ہے ہماری مدد کریں؟ یقیناً آپ نے زندگی میں کبھی ایسے الفاظ نہیں سنی ہوں گے ہر شخص انتہائی مصیبت میں صرف اور صرف خالص اللہ کو پکارتا ہے اور منتیں کرتا ہے کہ اے اللہ ہم سے اگر کوئی گناہ ہو گیا ہے ہمیں معاف فرما اب ہم تیرے فرما بردار بن جائیں گے بس ایک دفعہ ہمیں اس مصیبت سے چھٹکارا دلا اور جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو مصیبت سے نکال لاتا ہے پھر حالات معمول پر آ جاتے ہیں تو پھر یہ ہی استعانت بغیر اللہ۔۔۔ یا رسول اللہ مدد۔۔۔ یا غوث پاک مدد۔۔۔ یا علی مدد کہتے گلتے ہیں؟ یہ لوگ کیوں انتہائی بے بسی میں یا موت کو سامنے دیکھتے ہوئے اللہ کے نیک بندوں کو فیسی مدد کے لئے پکارتا بھول جاتے ہیں؟ جبکہ ان کے مطابق اللہ کے نیک بندے اللہ کی عطا سے مدد کر سکتے ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَهُا ۚ فَلَمَّا نَجَّكُمُ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ط وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۝۵)

بنی اسرائیل ۶۷ بارہ ۱۵

(ترجمہ: اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں بھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوائے پھر جب بچا لیا تم کو دشمنی میں پھر جاتے اور بے انسان بڑا ناشکرا)

ہماری گزارش ہے کہ یہاں یہ بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے گا کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ قرآن پاک میں کافروں اور مشرکین کے متعلق بتایا جا رہا ہے کہ انتہائی سخت مصیبت میں مشرکین اور کافر بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکار کر ثابت کر دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی فیسی مدد پر قادر نہیں اور جبکہ مسلمانوں کے لئے مددگار اللہ کے مقرب بندے ہیں؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کافروں کی مذمت میں نازل ہوئی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنا اور جب کوئی قرآن پاک سے فریق مخالف کے باطل عقائد کی نشاد ہی کرتا ہے تو فریق

مخالف یہ روایت پیش کر دیتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”خارجی اتنے گمراہ لوگ ہیں کہ جو آیتیں کافروں کی مذمت میں نازل ہوئیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔“

(صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۰۲۲)

اور جب کوئی فریق مخالف کے باطل عقیدے کے شرک ہونے کی نشاد ہی کرتا ہے تو یہ حدیث پاک پیش فرماتے ہیں:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”اللہ کی قسم میں تمہارے بارے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے لئے حرص کرنے لگو گے“ (صحیح بخاری)

یعنی فریق مخالف کا اس حدیث پاک سے سمجھنا یہ ہے کہ ”یہ امت شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتی“۔۔۔ یعنی اب جو چاہے کرتے پھر؟؟ معزز قارئین کرام!

ہم کوشش کریں گے کہ فریق مخالف کی دونوں باتوں کا جواب مختصراً پیش کر دیں۔

اس حدیث پاک میں دنیوی معاملات میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی وعید بیان کی گئی ہے، اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ”مجھے اپنے بعد تمہارے شرک میں مبتلا ہونے کا اتنا خوف نہیں جتنا اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں سرگرم ہو جاؤ گے۔ اس حدیث پاک کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ امت کے شرک میں مبتلا نہ ہونے کا بتایا گیا ہے بلکہ کسی اندیشے کو اجاگر کرنے کا منوثر اسلوب ہے یہ انداز بیان ایک اور حدیث پاک میں یوں ملتا ہے:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلق فقر کا خوف نہیں مگر ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے جس طرح تم سے پہلے والوں پر کی تھی، پھر تم اس کی تک و دو میں لگ جاؤ جس طرح وہ لگ گئے تھے، اور یہ تمہیں برباد کر دے جیسے اس نے انہیں برباد کیا“ (صحیح بخاری)

کیا اس حدیث پاک میں ”فقر کا خوف نہیں“ کا مفہوم یہ لیا جائے گا کہ پوری امت میں کوئی بھی فقر میں مبتلا نہیں ہوگا؟

امید ہے کہ آپ کو اس مختصری تشریح سے اس حدیث پاک کا مفہوم سمجھ آ گیا ہوگا۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس حدیث پاک کے مخاطب طویل القدر صحابہؓ کی جماعت ہے جو شرک سے پاک تھے۔ جہاں تک اس امت کی بات ہے تو اس امت میں مجموعی طور پر شرک واقع نہیں ہوگا جیسے پچھلی امتوں میں واقع ہوا تھا۔ لیکن اس حدیث پاک سے اس امت کا بالکل شرک نہیں کرنے کی دلیل لینا غلط فہمی ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے بعض قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے یہاں تک کہ میری امت کے بعض قبیلے بتوں کی پوجا کریں گے اور میری امت میں تیس کذابین رونما ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ جبکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میری امت کا ایک گروہ حق پر جم کر رہے گا جو بھی ان کی مخالفت کرے گا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے گا۔“

(ابو داؤد، کتاب الفتن: ح: ۴۲۵۲) (ابن ماجہ: ۲۰۲، ۱۳۰۴، ۳۹۵۲) (مسند

احمد: ۵-۲۷۸، ۲۸۴) (مسند طباطبائی: ۹۹۱-۱۳۳) (ترمذی)

اس حدیث پاک سے ایک تو یہ غلط فہمی دور ہوئی کہ یہ امت شرک نہیں کر سکتی دوسری یہ غلط فہمی بھی دور ہوگئی کہ امت کے شرک میں جتنا ہونے سے مراد انفرادی طور پر شرک میں مبتلا ہونا بھی نہیں بلکہ ”بعض قبیلے بتوں کی پوجا کریں گے“ سے مراد فرقتے یا قوم بھی ہو سکتے ہیں۔ امید ہے ہمارے مسلمان بھائیوں کی یہ غلط فہمی بھی دور ہوگئی ہوگی۔

اور خارجیوں کی گمراہی تو ہم اوپر واضح کر چکے ہیں یہاں ”کافروں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنے والی بات آسانی کے لئے یوں سمجھ لیں کہ بات صرف اتنی ہے کہ خارجیوں نے اپنی جہالت کے سبب واقعتاً کافروں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات مومنین (حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہم) پر چسپاں کیں۔

لیکن جیسا کہ اوپر بیان کی گئی مسند احمد و ابوداؤد وغیرہ) حدیث پاک کے مطابق (قیامت سے قبل اس امت کے بعض قبیلے مشرک میں مبتلا ہوں گے) اگر کوئی شخص کوئی قبیلہ یا کوئی قوم واقعتاً ایسے اعمال میں مبتلا ہو جائے جو شرک ہوں۔۔۔ تو کیا ایسے لوگوں کو بھی قرآن پاک سے ان کے باطل عقائد کی نشاندہی نہیں کی جائے گی؟؟ یا فریق مخالف ایسے موقع پر

ان کے اعتراض ”تم کافروں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کر رہے ہو“ کا جو جواب دینا پسند فرمائے گا وہی ہماری طرف سے جواب سمجھ لے۔

### حکومتیں لاثانی سرکار کے زیر تصرف

”دوستو! جناب صدیقی لاثانی سرکار صاحب 1987ء میں سرحد غوثیت

پر فائز تھے۔ اس کے بعد دنیا میں ہونے والے براہم معاملہ آپ کے

حضور پیش ہوتا اور اگر آپ چاہتے تو تصرف فرماتے مگر ممالک کی حکومتیں

تبدیل ہوئیں اور ابھی نہایت کم بڑے بڑے واقعات میں تصرف فرمایا۔“

(میرے مرشد۔ ص: ۴۶)

جب حکومتیں لاثانی سرکار کے زیر تصرف ہیں تو لاثانی انہی حکومتوں کے خلاف احتجاج کیوں کرتا ہے چنانچہ لاثانی نے اپنی زیر قیادت تنظیم مشائخ کے زیر اہتمام کرپشن مکاؤ ملک بچاؤ ملک گیر تحریک کالا ہور سے آغاز کیا۔

(بحوالہ ماہنامہ لاثانی انقلاب۔ جولائی ۲۰۱۲ء۔ ص: ۱۷)

اگر حکومتیں صوفی لاثانی کے زیر تصرف ہیں تو اس کا مطلب ہوا کہ کفر کی حکومتیں جہاں کافر حکمران کفر کے احکام نافذ کرتے ہیں یہ سب لاثانی کی مرضی سے ہو رہا ہے نہ کہ کفر پر رضا بھی کفر ہے۔ اس وقت کافرا و صلیبی حکمران مسلمان اپنی جو ظلم و جارحیت ہیں وہ سب لاثانی سرکار کے حکم سے ہو رہا ہے ان سب میں لاثانی کی مرضی شامل ہے جہاں جہاں سرکاری سرپرستی میں زنا کے اڈے جوئے کے اڈے شراب کے کارخانے چل رہے ہیں سب کو اجازت کا پرست صوفی صاحب نے دیا اس اعتبار سے تو صوفی صاحب کے خلاف نہ صرف جنگی جرائم کا مقدمہ عالمی عدالت میں چلنا چاہئے بلکہ دیگر سنگین جرائم کی سرپرستی کرنے کا مقدمہ بھی صوفی صاحب کے خلاف چلنا چاہئے۔ اگر حکومتیں واقعی صوفی صاحب کے زیر تصرف میں ہیں تو ہم صوفی صاحب جو چاہتے ہیں کہ وہ اپنا تصرف استعمال کر کے کشمیر کو آزاد کر کے دکھادیں۔

بخشش کے سرٹیفکیٹ لاثانی کے پاس

صوفی صاحب اپنے ایک مرید کو ”الو“ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ:



”اگر تم سچے دل سے توبہ کرتے ہو تو یہ فقیر ابھی تمہاری بخشش کروادے گا اور اگر تمہاری بخشش کروا کر جنت لیکر دی تو کہنا کہ مرشد ہی نہیں۔“

(مخزن کمالات۔ ص: ۵۰)

جنت و دوزخ صرف اللہ کے دست قدرت میں ہے جب بندہ گئی توبہ تو اسے کسی سے بخشش کروانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ:

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ  
فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ ذُنُوبًا  
غُلِيَ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ. أُولَئِكَ جِزَاءُ تَتَابَعَتْهُمْ  
مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّتْ تَجَرَّى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا  
وَبِعَمَلِهِمْ يَنْعَمُونَ (آل عمران۔ ۱۳۵-۱۳۶)

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر کبھی کوئی بے حیائی کا کام کر بھی بیٹھے ہیں یا اپنی جان پر ظلم کر گزرتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا بے گنی کون جو گناہوں کی معافی دے؟ اور یہ اپنے گناہ پر جانے بوجھے اصرار نہیں کرتے یہ ہیں وہ لوگ جن کا صلہ ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے اور وہ باغات ہیں جن کے نیچے دریا بہتے ہوئے جن میں انہیں دائمی زندگی حاصل ہوگی کتنا بہترین بدلہ ہے جو کام کرنے والوں کو ملتا ہے۔

اسی طرح اللہ فرماتا ہے کہ:

فَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ۔ (سورہ نور۔ ۳۱)

”اس کے علاوہ قرآن و حدیث کا تمام ذخیرہ اٹھا کر دیکھ لیں توبہ کی نسبت ہر جگہ اللہ پاک ہی کی طرف کی گئی ہے کہ وہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور وہی گناہ معاف کرنے والا ہے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی کے گناہ معاف کرے۔ خود اللہ والے آخرت کے خوف سے ہر وقت لرزہ بندام رہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ غفرلہ رحمۃ اللہ علیہ جب بیمار ہوئے تو رونے لگے، لوگوں نے پوچھا اے ابوعمران (ان کی کنیت تھی) آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا میں کیوں نہ روں جبکہ اپنے رب کے نمائندے کا منتظر ہوں کہ وہ مجھے اس (جنت) کی خبر سناتا ہے یا اس

(چشم) کی۔ (حلیۃ الاولیاء: ج: ۲: ص: ۵۲۵)

اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”هل تدرون ما في هذه الليلة يعني ليلة النصف من شعبان  
قالت ما فيها يا رسول الله (قال) فيها ان يكتب كل مولود  
بنى ادم في هذه السنة و فيها ان يكتب كل هالك من بنى  
ادم في هذه السنة و فيها ترفع اعمالهم و فيها تنزل ارزاقهم  
فقالت يا رسول الله ما من احد يدخل الجنة الا برحمة الله  
تعالى فقال ما من احد يدخل الجنة الا برحمة الله تعالى ثلثا  
فقالت ولانت يا رسول الله فوضع يده على هامته فقال ولا  
انا الا ان يتغمدني الله منه برحمته يقولها ثلث مرات۔“

(مشکوٰۃ: ج: ۱: ص: ۱۱۷-۱۱۸)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ

”قال رسول الله ﷺ لن ينجي احدا منكم عملة قالوا ولا  
انت يا رسول الله قال ولا انا الا ان يتغمدني الله برحمته۔“

(مشکوٰۃ: ج: ۱: ص: ۲۱۰)

لا ثانی سرکار کنی جگہوں پر موجود ہوتے ہیں

”میرے آقا چونکہ مرشد اکمل ہیں اس لئے شکوں کو تبدیل کر کے مریدین کی دھیمری فرماتا اور بیک وقت کئی جگہوں پر موجود ہوتا آپ کیلئے کوئی مشکل بات نہیں۔“ (مخزن کمالات۔ ص: ۵۷)

لا ثانی سرکار کن فیکون کے مختار

”میرے نزدیک فقیر وہ نہیں جس کے پاس کوئی چیز نہیں بلکہ میرے نزدیک فقیر وہ ہے جس کا حکم ہر شے پر چلتا ہے وہ جس چیز کیلئے کن کہہ دے وہ چیز ہو جائے۔“ (مخزن کمالات۔ ص: ۵۸)

جبکہ یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے کہ اِذَا ارَادَا شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ  
زمانے کی باگ دوڑ لاثانی کے ہاتھ میں

”ہمارے محبوب لاثانی سرکار صاحب سے یہ مسئلہ بیان کرو اس وقت  
زمانے کی باگ دوڑ ان کے ہاتھ میں ہے۔“  
(مخزن کمالات۔ ص ۶۰)

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:  
”زمانے کا خالق اسے پھیرنے والا اس میں تصرف کرنے والا اللہ ہی ہے  
اور زمانہ اللہ کے حکم کا تابع ہے۔“  
(مرقاۃ المفاتیح۔ ج ۹ ص ۲۱۹۔ کتاب الادب)

زندگی بڑھانا گھٹانا لاثانی کے ہاتھ میں ہے

”میں نے جبر و مرشد سے روحانی طور پر عرض کیا: سرکار آپ کو اللہ تعالیٰ  
نے صاحب اختیار بنایا ہے میرے چچا کی زندگی بڑھا دیجئے۔ جب میں  
اپنے گھر میں بیٹھی یہ دعا مانگ رہی تھی مین اسی وقت ہماری ایک بیروہ کو  
مراقبہ میں مشاہدہ ہوا کہ ایک تالاب ہے اس کے ایک کنارے پر حضرت  
لاثنانی سرکار صاحب اور دوسرے پر میرے چچا کھڑے ہیں سرکار جی نے  
میرے چچا کو فرمایا تمہارے گھر میں تمہاری بیٹی کی نسبت ہم سے ہے اس  
نسبت کی وجہ سے ہم نے تمہیں ہی زندگی لیکر دی۔“

(مخزن کمالات۔ ص ۶۹)

جبکہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”هو الحي والمحيى هو المعطى والمانع هو والمذل  
والمعز هو الممرض والمعافى هو المشيع والجوع هو  
المكفى هو المعري هو المحسن والموحش۔“

(غوث یزدانی ترجمہ الفتح الربانی ص ۲۰۶۔ مجلس ۳۵۔ قریہ یک سنال ۱۴۰۰)

ترجمہ: وہی اللہ زندہ کرنے والا ہے اور مارنے والا ہے وہی دینے والا اور نہ

دینے والا ہے وہی عزت و ذلت دینے والا ہے وہی بیمار بنانے والا ہے اور  
عافیت دینے والا ہے وہی پیٹ بھرنے والا اور بھوکا رکھنے والا ہے اور وہی کپڑا  
پہنانے والا اور لنگا پھیرانے والا ہے اور وہی دشت میں ڈالنے والا ہے۔

لاثنانی سرکار بمقابلہ جبرائیل علیہ السلام

”رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جبر و مرشد لاثانی سرکار اس  
بچے کے گھر کے دروازے میں داخل ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام  
اس کی روح قبض کر کے دروازے سے واپس جا رہے تھے آپ سرکار کو  
دیکھا تو رک گئے آپ سرکار نے فرمایا ”بچہ کی روح واپس کر دیجائے“  
انہوں نے آپ کے فرمان کے مطابق اسی وقت بچے کی روح واپس  
کر دی۔“ (مخزن کمالات۔ ص ۷۵)

یہ جھوٹا خواب بیان کرنے والے جاہل کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ روح حضرت جبرائیل علیہ  
السلام نہیں بلکہ حضرت عذرائیل علیہ السلام قبض کرتے ہیں۔ پھر ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر  
بقول تمہارے حضرت جبرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے آئے تھے تو اللہ ہی کے حکم سے  
آئے تھے جب لاثانی کے حکم پر جبرائیل علیہ السلام نے روح واپس کر دی تو معاذ اللہ خدا کا  
روح قبض کرنے والا حکم تو باطل ہوا۔ لاثانی خدا کے حکم پر غالب آگیا اور مغلوب خدا نہیں  
ہوتا گویا لاثانی اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ العیاذ باللہ۔

دور و نزدیک سے دہنگیری

”دور ہو یا نزدیک جب بھی کوئی حضرت لاثانی سرکار کا واسطہ دے کر ان  
سے کوئی عرض کرتا ہے تو وہ فوراً ہی اس کی دہنگیری فرماتے ہیں۔“

(مخزن کمالات۔ ص ۸۳)

لاثنانی سرکار کو معراج

”آپ کا وہ شاہانہ انداز آج بھی میری نگاہوں کے سامنے ہے آپ نے  
مجھے ساتھ لیا اور لمحہ میں آسمان کی طرف پرواز فرماتے ہوئے ایک جگہ ٹھہر  
گئے اور فرمایا



بابو جی یہ پہلا آسمان ہے

پھر ارشاد فرمایا ”آوجی“ پھر اس سے اوپر تشریف لے گئے۔ پلک جھپکتے

ہی میں ایک مقام پر ٹھہرے اور فرمایا!

بابو جی! یہ دوسرا آسمان ہے

پھر فرمایا

اوپر آوجی پھر اسی طرح فرماتے رہے اور اوپر لے جاتے رہے دوسرے

کے بعد تیسرا، چوتھا، پانچواں، اور پھر چھٹا آسمان آگیا۔ یہاں پہنچ کر آپ

نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ میں نے پاؤں تک ایک

چپ نمالہاس پہنا ہوا ہے۔ میرا وہ لباس جو میں نے حقیقت میں پہنا ہوا تھا

میرے جسم پر نہیں تھا۔ میرے عرض کرنے پر فرمایا۔ وہ دنیاوی اور ظاہری

لباس تھا اور یہ باطنی اور روحانی لباس ہے۔ پھر حکم ہوا

”اپنے دامن کو پھیلاؤ“

میں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے دامن کو پھیلا دیا تو آسمان سے ستارے

میری جھولی میں آگئے میں نے اٹھا کر انہیں اپنے سینے سے لگا لیا تو فرمایا

”یہ چھٹے آسمان کے اولیاء ہم نے تمہاری جھولی میں ڈال دیئے“

اس کے بعد عرض کی کہ اس سے اوپر؟ تو میرے قبلہ نے فرمایا اس سے اوپر

یہ فقیر بھی جاسکتا ہے اور روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں ہے جسے ساتویں

آسمان پر جانے کی اجازت ہو۔ (مرشد اکمل۔ ص: ۱۱۵)

آج تک اہل اسلام یہی سمجھتے رہے کہ معراج حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کا معجزہ آپ ﷺ کی

خصوصیت ہے مگر آج معلوم ہوا کہ صوفی صاحب بھی صاحب معراج ہیں۔ معاذ اللہ۔

لاٹانی کا ہر عمل حضور ﷺ سے مشابہ

”ان کا ہر عمل آنحضور ﷺ سے مشابہ محسوس ہوتا تھا۔“ (میرے مرشد۔ ص: ۳۰)

اس وقت بندہ صوفی صاحب کے تمام اعمال کی بات نہیں کرتا ان کے مریدین سے

صرف اتنی گزارش ہے کہ صوفی صاحب ”سالانہ محفل“ جو زرق برق لباس اور رنگ برنگی

چیزی پہن کر آتے ہیں اور اس محفل میں عورتوں مردوں کا مخلوط تاج کٹا ہوتا ہے صرف اسی عمل کا ثبوت آنحضور ﷺ سے فراہم کر دیں۔

لاٹانی کے بدن سے خوشبو

”کچھ دوستوں کو شائد یہ بات عجیب لگے کہ آپ کی خوشبو سے وہ جگہ

پچانی جاتی ہے جس جگہ آپ کچھ دیر قبل تشریف فرماتے ہیں۔“

(میرے مرشد۔ ص: ۳۲)

حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مدارج النبوۃ“ (ج: ۱ ص: ۳۶-۳۷)

پورے دو صفحات اس پر لکھے ہیں کہ یہ حضور ﷺ پاکیزہ صفتوں میں سے ایک صفت تھی کہ

آپ ﷺ کے بدن سے خوشبو آتی جس گلی سے گزرتے صحابہ خوشبو سے پہچان لیتے کہ یہاں

سرکارِ دو عالم ﷺ کا گزر رہا ہے۔

لاٹانی سرکارِ مشکل کشا

گفتار میں کردار میں کوئی نہیں ٹھیرا

مشکل کشا حاجت روا گنج پال لاٹانی پیا

(ماہنامہ لاٹانی انقلاب انٹرنیشنل: فروری ۲۰۱۱ ص: ۳۳)

الفاروق کا لقب

”حضور سیدنا عمر فاروقؓ نے خصوصی نظر کرم فرمائی اور الفاروق کے لقب سے نوازا۔“

(میرے مرشد۔ ص: ۵۶)

جس کا مولا علیؓ اس کا مولیٰ لاٹانی

”حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی جانب سے خاص کرم فرمایا گیا، باطنی

خلافت عطا فرمائی گئی اور آپ کے آستانہ کو اپنا آستانہ فرمایا نیز آپ کو

الذوالقادر کے تصرفات عطا فرمائے گئے نیز ارشاد فرمایا کہ جس کا یہ

(صدیقی لاٹانی سرکار) مولا اس کا علی مولا۔“

(میرے مرشد۔ ص: ۵۶)

جبکہ نبی کریم ﷺ نے یہ شان حضرت علیؓ کی فرمائی کہ

من کنت مولاه فعلی مولاه (منکوة - مسند احمد - ج ۳: ص ۳۶۸)

لا ثانی سرکار کا خطاب حضور ﷺ نے دیا

”مریدین و عقیدت مند حضرات صرف محبت و عقیدت کی بناء پر میرے پیرو مشد کو لا ثانی سرکار نہیں کہتے بلکہ خود تاجدار انبیاء حضور نبی کریم ﷺ نے میرے پیرو مشد قبلہ صوفی مسعود احمد صاحب کو یہ لقب عطا فرمایا۔“  
(نوری کریم - ص: ۱۷۹)

ایک جگہ خود صوفی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”حضور ﷺ نے اس فقیر کو کئی مرتبہ ”لا ثانی سرکار“ کے لقب سے نوازا اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی ”صدیقی“ لکھنے کا حکم فرمایا۔“

(ربنمائے اولیاء مع روحانی نکات - ص: ۱۲۰)

لا ثانی کی جوتوں کی توہیں کرنے والے کو زبان کا کینسر

”شہادہ میں جب ایک شخص نے سرکار کے جوتوں مبارک کے متعلق گستاخی کی زبان کا کینسر ہو گیا۔“ یہاں تک کہ آپ کے جوتے مبارک چاٹے تو تھباتی۔“ (میرے مرشد - ص: ۲۰۰)

اگر ایسی بات ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس ناماق کی جوتیاں بھی اسی کی طرح نالائق ہیں۔ انشاء اللہ ہمیں کچھ نہیں سوگا۔ جب جوتوں کی توجہ کرنے والا کہ یہ حال ہے تو معاذ اللہ ہمیں تو اب تک پورے بدن کا کینسر ہو جانا چاہئے تھا مگر الحمد للہ ہم پہلے سے زیادہ خوش و خرم اور صحت مند زندگی گزار رہے ہیں۔ شوکت خانم ہسپتال والوں کو بھی صوفی صاحب کے اس جوتوں والے نسخے کا تجربہ ضروری رہا چاہئے دیکھتے ہیں کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

لا ثانی کی جوتیاں پہننے پر پتھر ہوئی

لا ثانی کا ایک مرید کہتا ہے کہ:

”آپ سے دعا سلام کے بعد محفل کے انتظامات کیلئے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکل کر سوچنے لگا پہلے جوتیاں پہن لوں اور وہاں (کمرے کے باہر) موجود بہت سی جوتیاں میں سے ایک سادہ سی ہوائی چپل کا انتخاب کر کے

پاٹ کی طرف آگیا۔ پہلے دل میں خیال آیا کہ کہیں یہ سرکار جی کی جوتی مبارک نہ ہو۔ پھر فوراً ہی خیال جھٹک دیا اور کہا کہ کیسے ہو سکتا ہے بہت سی عام سی ہوائی چپل تھی۔ پھر دوران صفائی بھی نہ جانے کیوں دو تین بار یہی خیال آیا اور ہر بار میں نے اسے اپنا دم سمجھ کر جھٹک دیا لیکن ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اچانک میرے پیٹ میں ہلکا ہلکا درد ہونا شروع ہو گیا۔ تھوڑی سی دیر میں وہ درد شدت اختیار کر گیا تکلیف سے کرا بنے لگا۔ ہاتھ روم میں گیا تو دیکھا کہ میرے پیشاب میں خون آ رہا ہے۔ میں بہت پریشان ہوا پھر بھائیوں نے میری تکلیف دیکھی تو وہ بھی پریشان ہو گئے اور چاکر سرکار صاحب سے معاملہ عرض کیا۔ آپ ہم غلاموں پر نہایت شفقت فرماتے ہیں۔ میری تکلیف کا سنا تو فوراً ہی تشریف لائے اور مجھے دم کیا لیکن میری تکلیف میں کوئی کمی نہ ہوئی اور درد بڑھتا ہی چلا گیا۔ حضرت لا ثانی سرکار صاحب کچھ پریشان ہوئے اور مراقبہ کر کے باطنی طور پر معاملہ دیکھا تو رب تعالیٰ سے القا ہوا (دہ بتائی گئی)

”اس نے تمہاری جوتیاں پہنیں اس کا یہ عمل بے ادبی کے ذمہ میں آیا اور اس کی پکڑ ہو گئی ہر چند کہ اعلیٰ کی بناء پر ایسا ہوا اور یہ ایک غیر ارادی فعل تھا لیکن ہم نے اس کے دل میں کئی مرتبہ یہ بات القاء کی تاکہ یہ جوتا اتار دے لیکن اس نے اسے اپنا دم سمجھا۔“

آپ سرکار نے کرم فرمایا اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی: ”یا رب العزت یہ تیرے ”فقیر“ کے آستانہ کا خادم ہے اس پر نظر کرم ہوا اور اب اس کا کیا علاج ہے؟“ تو فرمان ہوا!

”اسے چاہئے کہ یہی جوتیاں اپنے پورے جسم پر پھیرے اور معافی مانگے۔“ (مخزن کلمات - ص: ۱۲۰-۱۲۱)

غور فرمائیں کس قدر آمرانہ ذہن ہے کہ صرف جوتیاں غلطی سے پہنے پر اپنے مریدوں کو یہ سزا کیا یہ وہی ویرانہ اور کیمن والا گھر نہیں؟ جس کو ختم کرنے کیلئے آج آئے دن میڈیا پر کوئی نہ کوئی کمپین چل رہی ہوتی ہے۔ پھر صوفی صاحب کے آستانے کا ماحول ملاحظہ



فرمائیں کہ وہاں حقوق العباد کا کس قدر خیال رکھا جاتا ہے یعنی کمرے کے باہر جوتیاں پڑی ہوئی تھیں اور چاچا کی ملکیت سمجھ کر اٹھا کر لے گئے حالانکہ یہ ایذا مسلم ہے اور کسی سے پوچھے بغیر اس کی کوئی شے استعمال کرنا جائز ہی نہیں۔ پھر ایک طرف تو ماقبل میں یہ حوالے گزرے کہ صوفی صاحب کے مرید جہاں ہوتے ہیں صوفی وہاں ہوتے ہیں ان کی ہر مشکل کا صوفی کو علم ہوتا ہے مگر یہاں صوفی صاحب کا حال یہ ہے کہ انہیں کوئی خبر ہی نہیں انہیں باقاعدہ پیغام دے کر بلا گیا ماجرانا یا گیا دم کیا پھر بھی معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ بقول ان کے القاء ہوا تو پتہ چلا کہ مسئلہ کیا ہے۔ اسے کہتے ہیں

دروغ گورا حافظ نہ باشد

پھر صوفی صاحب نے دم کیا کوئی اثر نہ ہوا معلوم ہوا کہ صوفی صاحب کی چپل ان سے بھی زیادہ ”مختار کل“ ہے اسی لئے تو صوفی صاحب کا دم اس پر بھی اثر نہیں کر رہا۔

لاٹانی کی محفل میں حضور ﷺ خود تشریف لاتے ہیں

”میرے پیر و مرشد لاٹانی سرکار کی اجازت سے ہونے والی محافل ذکر میں آقائے نامہ در حضور صلوٰۃ والسلام بذات خود تشریف لاتے ہیں۔“

(مخزن کمالات۔ ص: ۳۰)

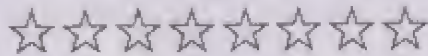
صرف لاٹانی کی محبت ہی بخشش کیلئے کافی ہے

”جس سے لاٹانی سرکار کی زیارت نہیں کی صرف سن کر ہی عقیدت محبت

کرتے ہیں۔ ان کی بخشش کیلئے یہی کافی ہے۔“

(نوری کرمیں۔ ص: ۲۰۹)

حضرت ابوطالب نے حضور ﷺ کی مدح میں قصیدے پڑھیں ان کی حفاظت اور محبت میں ہر مشکل کو خندہ پیشانی سے قبول کر لیں مگر ان کی پھر بھی نجات نہ ہو اور یہاں اس کی محض عقیدت سے نجات ہو جائے۔ یہ بالکل ”مرجہ“ والا عقیدہ ہے کہ نجات کیلئے محض ایمان کافی ہے اب آدمی شراب پئے جو کھیلے بس ایمان لے آیا بہت ہے۔ یہی عقیدہ ان غالیوں کا ہے کہ خواہ ہندو ہو یہودی ہو عیسائی ہو شرابی ہو چور ہوڈاکو ہو زانی ہو مگر لاٹانی کا عقیدت مند ہو تو بس نجات کیلئے کافی ہے۔



لاٹانی سرکار جنت کی سند دیتے ہیں

صوفی صاحب کا ایک غالی مرید ان کی مدح سرائی یوں کرتا ہے

مریدوں کو پچاتے ہی نہیں فقط فکر قیامت سے

جنت کی سند دے کر تسلی بھی کراتے ہیں

(لاٹانی کرمیں۔ ص: ۱۰۲)

صوفی صاحب شہنشاہ اعظم

شہنشاہ اعظم مخی سلطان لاٹانی سرکار محبوب خدا ہیں اور محبوب مصطفیٰ ﷺ بھی ہیں۔“

(نوری کرمیں۔ ص: ۳۰۶)

قارئین کرام! ہم نے آپ کے سامنے ماقبل میں اس شخص کا اصلی چہرہ اور کردار خود اس فرستے اور خود صوفی صاحب کی تعنیفات کی روشنی میں رکھ دیا اس سب کے بعد اب بھی صوفی صاحب کے اس دیو مالائی کردار کو بھی دیکھیں جو اس نے محض اپنی جھوٹی صوفیت کی دھاک بٹھانے کیلئے جھوٹی کہانیوں، خوابوں، کشف و کرامات کے سہارے ترتیب دی۔ ہم نے صوفی صاحب کا اصل کردار اور ان کے مریدوں کی طرف سے جھوٹی کرامتوں کا احوال آپ کے سامنے رکھ دیا۔ اب مرضی آپ کی ہے آپ بھی ان جھوٹی کہانیوں کی بھول بھلیوں میں کھو کر اپنی آخرت برباد کرتے ہیں یا غیر جانبدار ہو کر صوفی صاحب کے اصل کردار کا جائزہ لیتے ہیں۔

# باب چہارم

فرقہ لاثانیہ مسعودیہ کے گمراہ کن عقائد

**قارئین کرام** ! اس باب میں ہم آپ کے سامنے ”لاثانی فتنے“ کے چند گستاخانہ و شرکیہ عقائد پیش کریں گے۔

صوفی مسعود کا دیدار خدا کا دیدار ہے (معاذ اللہ)

اس فرقے کے نزدیک صوفی مسعود ”خدا“ ہے اس لئے اس کا دیدار کرنا گویا خدا کا دیدار کرنا ہے۔ معاذ اللہ ملاحظہ ہو یہ عقیدہ:

کرن زیارت پیر اپنے دی آگئے نے دیوانے

کر دے نے دیدار خدا آج سارے ایس بہانے

(لاثانی کریم: ص ۱۷)

ایک اور جگہ ایک غالی مرید لکھتا ہے کہ:

کیوں فتووں سے گھبراتا ہے کیوں جھکنے سے شرماتا ہے

ہے مرشد مظہر ذات خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

(لاثانی کریم: ص ۳۹)

ایک اور شعر ملاحظہ ہو:

تیری شان نزلی اے تیرا تہ عالی ہے

دیدار خدا دیدار تیرا ہے لاثانی

(لاثانی کریم: ص ۶۵)

یہ شعر بھی پڑھیں:

دید تیری ہے قسم خداوی، خالق دلویدار

(لاثانی کریم: ص ۸۲)

صوفی مسعود کی صورت رب کی صورت ہے معاذ اللہ

یہ فرقہ شبہ فرقے کی طرح اللہ کے لئے چہرہ ہاتھ وغیرہ بھی مانتا ہے چنانچہ اس فرقے کا ایک غالی اپنے پیر کے متعلق لکھتا ہے کہ:

صورت تیری صورت رب دی۔ (لاثانی کریم: ص ۵۱) کتنا شرکیہ عقیدہ ہے۔

بندہ خدا کا عین بن جاتا ہے



”عبدالکریم جبلی اپنی تصنیف انسان کامل میں لکھتے ہیں۔ اور اس تجلی سے خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے اسما و کلام کرتا ہے پھر وہ بندہ بغیر جہت کے کلام کو مشنا حکمت کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ کان سے پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تو میرا حبیب ہے، تو میرا محبوب ہے، تو میری مراد ہے، تو میرا نور ہے، تو میرا عین ہے، تو میری زینت ہے، تو میرا کمال ہے، تو میری ذات، تو میری صفات، میں تیرا اسم، میں تیری رسم، میں تیری علامت، میں تیری نشانی ہوں۔“ (میری مرشد: ص: ۴۸)

### صوفی مسعود لاثانیوں کا قبلہ ہے

اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ سوائے پیر کا نام لینے کے انہیں کسی وظیفے کی ضرورت نہیں نہ اللہ کے ذکر کرنے کی نہ درود و شریف کی۔ ان کا سب سے افضل ذکر صوفی مسعود کا نام لینا ہے اور یہی صوفی مسعود ان کا قبلہ بھی ہے اس لئے وہ اسی صوفی کی طرف رخ کر کے اپنا سر جھکاتے ہیں معاذ اللہ ملاحظہ ہو:

چھوڑ دے سارے درود وظیفے بس پیر کا نام پکالے  
پیر دے دروہوں جان کے قبلہ اپنا پس جھکالے  
سب عملاں دی جان سمجھ کے ایسا کوٹھل کمالے  
جے رب نوں ہے راضی کرنا اپنا پیر منالے  
(لاثنی کرئیں: ص: ۲۰)

صوفی کا مرید کہا ہے کہ سارے وظیفے ذکر و اذکار چھوڑ دو جبکہ رب کا قرآن کہتا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (احزاب: ۴۱)

پھر آپ جتنے بھی مشائخ گزرے ہیں ان کے معمولات دیکھ لیں سب نے اللہ کے ذکر و درود شریف کی تلقین کی مگر لاثانی فقہ کا یہ نرا طریقہ تصوف ہے کہ سارے درود وظیفے چھوڑ کر صرف لاثانی کا نام پکارو سچ کہا کہ بد اعمالیاں آدمی سے خیر پر عمل کی قوت سلب کر لیتی ہے۔ یہ لاثانی فرقے کی بد بختی ہے کہ ان کی زبان پر ہر اللہ وقت اور اس کے رسول ﷺ کا نام قرآن کی تلاوت کی جگہ پیر صاحب کا نام رہتا ہے۔

پیر لاثانی کا نام ”اسم اعظم“

اسم اعظم سمجھ کے میں یارو  
پیر و مرشد کا نام لیتا ہوں  
(لاثنی کرئیں: ص: ۲۷)

جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ لا الہ الا هو الحق القیوم اسم اعظم ہے (تفسیر ابن کثیر ج: ۱ ص: ۲۵۵) ان بد بختوں پر خدا کی کوئی ایسی پونک رہے کہ جب تک قرآن و حدیث کے مخالف کوئی بات نہ کر دیں ان کا کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا

صوفی مسعود لاثانی کے آستانے کی زیارت کرنے والا  
حج اکبر کرنے والا ہے (معاذ اللہ)

ماضی میں آپ نے مرزا بشیر الدین قادیانی کے یہ الفاظ سنے ہو گئے کہ مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے اس لئے حج کرنے کے لئے اب قادیان تشریف لایا کریں قادیانوں نے قادیان کی زیارت کو قطعی حج کہا تھا مگر یہ بد بخت اپنی گمراہی میں ان سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے اور صوفی کے گمراہی کے اڈے یعنی آستانے کی زیارت کرنے والے کو حج اکبر کرنے والا کہا گیا معاذ اللہ:

تیرا ذکر عبادت ہے تیری یاد بندگی ہے  
میرا تو حج اکبر تیرے در کی حاضری ہے  
(لاثنی کرئیں: ص: ۴۴)

### ہزار حج کا ثواب

اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ صوفی مسعود کا دیدار کرنے سے ایک ہزار حج کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے:

اب جو گئے بیڑے پار مرشد آگئے نے  
ساڑے ہو گئے حج ہزار مرشد آگئے نے  
(لاثنی کرئیں: ص: ۵۱)

لاثنی کی گلی کا ایک پھیرا سو (۱۰۰) حج کے برابر

ابھی آپ نے پڑھا کہ صوفی مسعود کے آستانے کی زیارت کا ثواب ایک ہزار حج کے برابر

ہے اب یہ بھی پڑھ لیں کہ جس جگہ میں یہ آستانہ ہے ان حضرات کے نزدیک اس آستانے کا صرف ایک بار پھیرا کرنے سے سوچ کے برابر ثواب ملتا ہے معاذ اللہ:  
مرشد کی گلی کا اک پھیرا سوچ کے برابر ہوتا ہے  
(لاٹانی کریم: ص ۱۳۱)

### صوفی مسعود کا آستانہ خانہ کعبہ

آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا کہ ان کے نزدیک صوفی صاحب اور ان کے آستانے کا دیدار حج کے برابر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ غالی فرقہ صوفی مسعود کے آستانے کو اپنا خانہ کعبہ کہتی ہے ملاحظہ ہوا ان کا گستاخانہ عقیدہ:

میںوں در حیران خانہ کعبہ گداز نشیندی رنگ و ج آقا رنگ دا

(لاٹانی کریم: ص ۷۲)

### لاٹانی فرقے کا روحانی حج

قارئین کرام! حج اور عمرہ اسلام کے شعائر میں سے ہے حج ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مِنْ اسْتَطَاعَ الْاِلٰه مَبِيْلًا (آل عمران: ۹۷)

اور اللہ کیلئے لوگوں کے ذمہ ہے اپنے گھر کا حج کرنا جسے طاقت ہو اس گھر تک راہ طے کر کے جانے کی۔

اسلام میں حج اور عمرہ ایک مخصوص عبادت ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مستند کتاب میں ہے کہ:

”انه عبادة عن الاعمال المخصوصه من الطواف والوقوف

في وقته محرم ما بنى الحج سابقا“۔

(فتاویٰ عالمگیری: ج ۱- ص: ۲۸۰)

حج نام ہے افعال مخصوصہ کا یعنی طواف اور وقوف اپنے وقت میں احرام کی حالت میں پہلے سے حج کی نیت کرتے ہوئے۔

جس طرح نماز روزہ ایک مخصوص عبادت ہے اور اپنے مخصوص طریقے پر مخصوص اوقات میں ہی ادا ہوتی ہے اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے آج روحانی طور پر روزہ رکھ لیا یا نماز

پڑھ لی اسی طرح حج اور عمرہ بھی ایک مخصوص عبادت ہے نہ کہ کوئی روحانی کھیل تماشا مگر لاٹانیوں نے اپنے مذہب کے ماننے والوں کیلئے ایک عجیب حج و عمرہ نکالا ہوا ہے جسے وہ روحانی حج کہتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو بس صوفی صاحب سے عقیدت ہونی چاہیے اور پابندی سے صوفی صاحب کے آستانے کے چکر لگاتے رہے ہیں ایک نہ ایک دن یہ روحانی حج صوفی صاحب اور دیگر اولیاء اللہ کی سربراہی میں ہوتی جائے گا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

”مسعود آباد فیصل آباد والی ایک پیر بہمن بیان کرتی ہیں کہ دوران ذکر مجھ پر غنودگی طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور محفل میں رونق افروز ہو گئے اس کے بعد کثیر تعداد میں اولیاء کرام جن میں سے مجھے صرف سرکار حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ العلاء والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ میر سے داد پیر و مرشد قبلہ حضور ولی محمد شاہ صاحب المعروف چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ قبلہ لاٹانی سرکار کے نام مبارک یاد رہے محفل میں تشریف فرما ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے بہت کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا محفل میں جو لوگ آئے ہیں ان سب کا حج قبول ہے اور کہہ دو کہ یہاں آکر نمازیں پڑھا کریں تاویہ واستقرار کیا کریں آپ کے اس فرمان مبارک سے نبی کریم ﷺ کی نظر میں ان محافل ذکر کی محبوبیت و مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اس محفل میں آنے والوں کو حج کا ثواب عطا کیا۔“

(نوری کریم: ص ۵۹)

صوفی صاحب کی ایک مریدی نے اپنے خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:

”پھر اس کے بعد ایک مرتبہ روحانی طور پر میں عرض کرتی ہوں کہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں حج و عمرہ کرنے جاؤں تو اسی رات قبلہ لاٹانی سرکار صاحب خواب میں تشریف لائے اور مجھے روحانی طور پر حج اور عمرہ کروایا۔“ (فیوض و برکات: ص ۱۰۷)

ایک اور مریدی نے صلیبہ فرماتی ہیں کہ:



”صائمہ اقبال۔ حضرت چادر والی سرکار صاحب کے ہمراہ لاٹانی سرکار صاحب کی زیارت ہوئی پھر حضرت لاٹانی سرکار صاحب نے روحانی طور پر ہی خانہ کعبہ کا حج کروایا۔ (فیوض و برکات، ص: ۱۲۷)  
ایک مرید صاحب فرماتے ہیں کہ:

”زائد اقبال۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ، حضرت سیدنا عثمان غنیؓ، حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت سیدنا چادر والی سرکارؒ اور لاٹانی سرکارؒ کی ایک ساتھ زیارت ہوئی پھر مرشد لاٹانی سرکار نے حج کروایا۔“  
(فیوض و برکات، ص: ۱۲۷)

شاید اسی خود ساختہ روحانی حج کی وجہ سے صوفی صاحب کے فرقے کے لوگ حقیقی حج کرنے کو ضروری نہیں سمجھتے چنانچہ اس فرقہ کے بانی صوفی لاٹانی سرکار ایک مالدار آدمی ہونے کے باوجود ہماری معلومات کے مطابق اب تک حج کی سعادت سے محروم ہیں۔

لاٹانیوں کی تہماز

اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ صوفی مسعود کو یاد کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے اس لئے الگ سے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں:

ہے یاد تیری نماز میری، میرا تو قبلہ ہے ہر خانہ  
(لاٹانی کریم، ص: ۸۳)

تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ قیامت کہ روز تمام انبیاء علیہم السلام پر اللہ کے جلال کی وجہ سے ایک خوف طاری ہوگا ساری مخلوق حساب کتاب شروع کرنے کیلئے انبیاء سے درخواست کرے گی مگر وہ انکار کر دیں گے آخر میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آیا جائے گا اور میرے پیارے آقا ایسے کلمات اللہ کی مدح و ثناء میں بیان فرمائیں گے کہ جس پر اللہ ان کو سوال کرنے کا کہیں گے۔ مگر اس غالی فرقے کا عقیدہ ہے کہ نہیں ایسے موقع پر جب ساری کائنات بشمول انبیاء کرام پر لرزہ طاری ہوگا تو ایک صوفی مسعود ہوگا جس نے اپنا دربار لگایا ہوگا معاذ اللہ فرمائیں:

حشر توں سب خلقت نے پار و رب دے کولوں ڈرتا ہے  
پیر میرے نے ہوتا اتھے دربار لاٹانی بچا ہے  
(لاٹانی کریم، ص: ۷۳)

صوفی مسعود جنت کا ٹھیکیدار ہے

اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ جنت صوفی صاحب کے ہاتھ میں ہے اور یہ اپنے مریدوں کو جنت کے سرٹھیکٹ دیتے ہیں:

مریدوں کو بچاتے ہی نہیں فقط فکر قیامت سے  
جنت کی سند دے کر قتل بھی کراتے ہیں  
(لاٹانی کریم، ص: ۱۰۲)

پیر قبر میں دھنگیری کرتا ہے

اس فرقے کا عقیدہ کہ مرید خواہ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو پیر قبر میں آکر اس کی دھنگیری کرتا ہے صوفی صاحب لکھتا ہے کہ:

”کچھ لوگ تو بیعت کر کے یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے شیخ پر بہت بڑا احسان کیا ہے حالانکہ احسان تو ہر صورت میں شیخ کا ہی ہوتا ہے۔ جو مرید کے گناہوں کی معافی کراتا ہے اور وقت نزع، قبر اور حشر میں بھی اس کی دھنگیری کا ذمہ اپنے سر لے لیتا ہے۔“

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص: ۳۹)

پیر کا کام مرید کو ہر حال میں جنتی بنانا

”پیر کا پہلا فرض ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مریدین کے ہر قسم کے گناہ معاف کر دے کہ جنتی بنادے خواہ وہ (مرید) لوح محفوظ پر دو زخمی ہی کیوں نہ ہو۔“

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص: ۶۸)

حالانکہ یہ محض صوفی صاحب کی گمراہانہ سوچ ہے اور مریدین کو اعمال سے بے نیاز کرنے کی گمراہانہ منصوبہ بندی ہے۔

حضرت مطرفؒ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ کا کوئی قاصد میرے پاس آئے اور مجھے دخول

جنت یا دخول جہنم یا دوبارہ مٹی ہو جانے کا اختیار دے تو میں دوبارہ مٹی ہو جانے کو اختیار کروں گا۔ (حلیۃ الاولیاء: ص ۱: ۵۰۶)

حضرت مالک بن دینار ایک بار اللہ کے حضور کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ اے اللہ! جب تو اولین و آخرین کو جمع کرے تو یوں دیکھو کہ مالک بن دینار پر آگ حرام کر دینا۔ یہی کہتے کہتے صبح ہو گئی۔ (حلیۃ الاولیاء: ص ۱: ۶۶۶)

ہم نے یہاں صرف دو عبارتیں پیش کیں حلیۃ الاولیاء کتاب بزرگان دین کے اس قسم کے اقوال سے بھری پڑی ہے غور فرمائیں کہ وقت کے یہ بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ کے سامنے تو اس طرح لرزہ اندام ہو خوف خدا اور خشیت الہی سے ان پر لرزہ طاری ہو مگر صوفی لاٹانی صاحب کا مذہب و شرب ہی نرالا ہے اور محفوظ پر لکھے ہوئے دوزخی کو بھی جنتی بنا دیتا ہے اور یہ نہیں کہ اس بیچارے کے توبہ تاب کرنا کونیک اعمال کروا کر اس کی یہ تقدیر بدلے بلکہ کہہ رہا ہے کہ پھر کہتے ہی اسی کو جو دوزخی کو جنتی بنا دے۔

قارئین کرام! آپ خود سوچیں کہ جب مریدوں کو اس طرح سوچ دی جائے تو کیا ان سے نیک اعمال کی توقع عبت نہیں؟ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ صوفی صاحب کوئی صوفی ہیں یا عیسائیوں کے پادری جو چند لگوں کے عوض ہتھمہ دے کر اپنے ماننے والوں کو جنت کے سرٹیکٹ تقسیم کر رہے ہیں۔ جب انسان اپنے بارے میں قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ آخرت میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا تو کسی دوسرے کے متعلق یہ دعویٰ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

فقراء اللہ کے نور سے پیدا ہوتے ہیں

صوفی صاحب کہتے ہیں کہ:

”فقراء چونکہ اللہ ہی کے نور سے پیدا ہوتے ہیں۔“

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۶۰)

فقیر قادر ہوتا ہے

فقیر ”قادر“ (قدرت رکھنے والا، اختیار دہی) ہوتا ہے۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۶۰)

قرآن تورب کی شان بتلاتا ہے کہ ان السلا علی کل شیء قدیر یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے مگر صوفی صاحب کا مذہب یہ اختیار فقیر کو دے رہا ہے۔

پکڑے ہوئے مردوں کی بخشش

”جہاں لاکھوں لوگوں کا (مردوں کے ایصالِ ثواب کی غرض سے) پڑھا ہوا

کلمہ دُر (کلام الہی) منظور ہو جائے وہاں فقیر صرف اپنی ایک توجہ سے

اس کو منظور و مقبول کروا دیتا ہے یہی نہیں بلکہ فقیر تو بغیر کچھ پڑھے بھی صرف

اپنی ایک نظر (توجہ) سے سے ہی پکڑ میں آئے ہوئے (مردوں) کی بخشش

بھی کروا سکتا ہے۔“

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۶۹)

حالانکہ حضرت حذیفہؓ کو جب دفن کیا گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کے ساتھ مل کر دیر تک اللہ کی تسبیح و تکبیر بیان کی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ نے کیوں تکبیر و تسبیح بیان کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ کے اس بندے پر قبر تھوڑی تنگ ہو گئی تھی تو میں اللہ کی بڑائی بیان کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر آسانی فرمادی۔“

(مشکوٰۃ: ص ۲۷)

تمام فقر آء کے سردار کا عمل تو یہ ہے کہ ایک نظر سے نہیں بلکہ دیر تک صحابی کی بخشش کیلئے خدا کے حضور دست بدست کھڑے اس کی پاکی اور بڑائی بیان کر رہے ہیں مگر صوفی کہتا ہے کہ میں ایک نظر میں معاف کروا سکتا ہوں۔ پھر اولیاء اللہ کے سردار امتیوں کے گناہ معاف کروانے کیلئے تو اپنے رب کے حضور دست بدعا ہے مگر صوفی کے دعوے ہیں کہ یہ سب اس کے اپنے ہاتھ ہاتھ کا کھیل ہے۔

عام آدمی کا قبر میں حال خراب

صوفی صاحب کہتے ہیں کہ:

”عام آدمی کا قبر میں جاتے ہی حال خراب ہو جاتا ہے لیکن جس کی نسبت

کسی فقیر سے ہو جائے اس کا بیڑہ پار ہے۔“

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۷۰)



غور فرمائیں کہ اگر عام آدمی کی نسبت حضور سے ہے قرآن سے ہے حدیث سے ہے مگر صوفی صاحب جیسے شخصوں سے نہیں اس کی حالت تو معاذ اللہ قبر میں جاتے ہی خراب مگر فقیر سے صرف نسبت ہو جائے پھر چاہے شراب پئے جو کھیلے اس کا بیڑہ پار اس کا اور کیا مطلب لیا جائے کہ اب نہ قرآن پر ایمان ضروری نہ حضور ﷺ پر نہ اللہ کے دین پر بس کسی فقیر سے نسبت کر لو پھر ساری زندگی عیاشی کر دو کوئی تم سے پوچھنے والا نہیں۔

اجر و ثواب فقیر کے ہاتھ میں

”اس کا اجر و ثواب مخصوص نہیں فقیر اپنے اختیار (تصرفات) کی بدولت جتنا چاہے فیض عطا کر سکتا ہے۔“

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۷۲)

مگر رب کا قرآن تو کہتا ہے

وَاللّٰهُ يُضِعُّ لِمَنْ يُشَاءُ (بقرہ ۲۶۱)

اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے

اِنَّ لِلّٰهِ لَا يُظْلَمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكْ حَسَنَةً يُّضَعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا (النساء: ۴۰)

اور اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوئی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَعِفْهُ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (بقرہ ۲۴۵)

ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کیلئے بہت گنا بڑھا دے۔

ان تمام آیات میں واضح کر دیا گیا ہے کہ نیک اعمال پر جتنا چاہے اجر بڑھا کر دے یہ خدا ہی کا مقام ہے جب اعمال خیر خدا کیلئے تو اجر بھی خدا ہی دے گا۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لاٹانی فرقے کے لوگ اپنا کوئی عقیدہ اپنانے سے پہلے قرآن پڑھتے ہیں اور پھر جو عقیدہ قرآن میں دیا گیا ہو اس کے متضاد عقیدے کو اپنانا اپنا جزا ایمان سمجھتے ہیں۔

ایمان کی کوئی ضرورت نہیں

”جس کے دل میں فقیر کی محبت ہے خواہ اس کی زیارت بھی نہ کی ہو (کسی

مجبوری کی وجہ سے نہ مل سکا ہو) اس کی بھی بخشش ہو جائیگی۔“

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۷۲)

ابو طالب کے دل میں حضور ﷺ کی محبت تھی مگر اس کے باوجود اس کی بخشش نہ ہو سکی۔

جب تک آستانہ لاٹانی کے لشکر میں نہ ڈالو گے تقدیر نہ بدلے گی

”فیصل آباد کا ایک پیر بھائی جو کہ نہ صرف یہ کہ محافل میں حاضری دیتا ہے

بلکہ محافل کے انتظامات بھی کر داتا تھا لیکن اس کے حالات خراب تھے

اس نے کئی دفعہ دعا کے لئے کہا لیکن حالات بہتر نہ ہوئے تو میں نے

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی ایک رات میرے آقا حضور نبی

کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”یہ محفلوں میں حاضری دیتا ہے ہم نے

اسے جنت عطا کر دی، تم سے عقیدت رکھتا ہے اس وجہ سے اسے مقام

دلائے بھی عطا کر دیں کیا اس نے کوئی مالی خدمت بھی کی؟ کیا کبھی

آستانے کے لشکر میں حصہ ڈالا؟ اگر نہیں تو پھر اس کی تقدیر کس طرح

بدلے گی اور مال میں اضافہ کیونکر ممکن ہے؟“

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۹۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو ساری زندگی حضور ﷺ کی محفلوں میں بیٹھے رہے مگر

پھر بھی آخر وقت تک آخرت کا ڈر لگا رہا مگر یہاں صوفی صاحب کی محفلوں میں بیٹھنے والوں کو

جنت کی بشارتیں مل رہی ہیں اور عوام سے چندہ بنورنے کی کاروباری سوچ تو دیکھیں کہ کس

طرح اسے روحانیت کا غلاف چڑھایا جا رہا ہے کہ جنت بھی مل گئی ولی بھی ہو گیا مگر چونکہ اس

کی جیب سے لاٹانی صاحب کے اکاؤنٹ میں کوئی مال نہیں آتا اس لئے اس کی تقدیر کیسے

بدلے۔ حیرت ہے ایک طرف تو صوفی صاحب کا فرقہ کہتا ہے کہ ولی کو ہر سیاہ سفید کا اختیار

ہے دوسری طرف یہاں خود اقرار کیا جا رہا ہے کہ ولی تو اپنی حالت بدلنے پر بھی قادر نہیں۔

روحانی اسمبلیاں اور سپریم کورٹ

”جس طرح اس (ظاہری) دنیا میں عدالتیں ہوتی ہیں۔ اس طرح باطنی و

روحانی دنیا میں بھی عدالتیں ہوتی ہیں اور جس طرح ملک کی اسمبلی ہوتی

ہے اور کسی بڑے اور اہم فیصلے کے لئے ارکان اسمبلی سے اظہار رائے کیلئے ووٹ لئے جاتے ہیں اور جس فیصلے کے حق میں ووٹ زیادہ ہوں وہی فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کرام اور فقراء کو بھی اپنی اپنی عدالتوں میں اظہار رائے کا پورا پورا حق ہوتا ہے اور جس فیصلہ کے حق میں اولیاء کرام یا فقراء کی اکثریت متفق ہو جائے وہی فیصلہ منظور ہو جاتا ہے۔ یہ عدالتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔

۱..... مقامی عدالت ۲..... ہائی کورٹ ۳..... سپریم کورٹ

(راہمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص)

جبکہ اللہ تو فرماتا ہے کہ:

لله غيب السموت والارض واليه يرجع الامر كله (حدود آیت ۱۲۳)  
اس آیت کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی فرماتے ہیں کہ:

”اور (بندوں) کے تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے آپ ﷺ کے امور کا بھی اور ان کے امور کا بھی وہی آپ کا ان سے انتقام لے گا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسی اس کی مرضی ہوتی ہے حکم دیتا ہے۔“  
(تفسیر مظہری۔ ج ۲: ص ۷۳)

جب آپ ﷺ کے جملہ امور کا رجوع بھی اللہ کی طرف ہے اور اللہ ہی آپ ﷺ کا کارساز ہے تو کسی اور کو یہ حق کس نے دیا کہ خدائی عدالت اور حاکمیت کے سامنے اپنی بوس پریم کورٹس بناتا پھرے کیا یہ State with in State کی باغیانہ سوچ نہیں جب ساری دنیا کے فیصلے تم لوگوں ہی نے کرنے ہیں تو پھر کیا خدا رب ذوالجلال کو معاذ اللہ تم معاذ اللہ تم نے معطل سمجھا ہوا ہے؟

دنیا کے بادشاہ کون تبدیل کرتا ہے

”اگر کبھی ظاہری دنیا کے بڑے فیصلے مثلاً کسی ملک کی حکومت (بادشاہ یا وزیر اعظم وغیرہ) کو تبدیل کرنا مقصود ہو تو پھر ایسے معاملات کا فیصلہ میرے آقا حضور ﷺ فقراء کی موجودگی میں فرماتے ہیں۔“

(راہمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۹۶)

اس کا مطلب ہے کہ دنیا میں جتنے فاسق فاجر ظالم گمراہ حکمران ہیں جنہوں نے اپنی بد اعمالیوں سے اس جنت کدو کو جہنم بنا دیا ان سب کے ذمہ دار حضور ﷺ ہیں معاذ اللہ کہ انہی کے حکم سے تو یہ حکمران تبدیل ہوتے ہیں۔ غور فرمائیں کتنی بڑی گستاخی کی جا رہی ہے۔

قبر میں کوئی پوچھنے والا نہیں

”سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چادر یہ کے سابقہ شجرہ شریف کے آخر میں اشعار میں لکھا تھا

قبر میں مجھ پر ہوں سوال آسان ولی محمد شاہ امام اصفیاء کے واسطے میرے دل کو یہ بات کچھ اچھی نہ لگی کیونکہ اس قدر مشاہدات کے بعد مجھے تو پختہ یقین ہو گیا تھا کہ جو میرے آقا کا معتقد ہو گیا منکر نکیر نے اسے پوچھنا ہی نہیں اور جب منکر نکیر نے حساب لینا ہی نہیں تو مشکل اور آسان کا سوالات کا ذکر کیسا؟“۔ (مرشد اکمل: ص ۷۰)

ایک جگہ صوفی مسعود احمد صاحب کا مرید لکھتا ہے کہ:

”محمد احسان صاحب (مرگودھا) عالم رویا میں دیکھا کہ میں مرچکا ہوں قبر کے اندر جب جاتا ہوں منکر نکیر سوال کرتے من ربک، من دیک، من رسولک میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے علم نہیں میں تو قبلہ لاٹانی سرکار کا مرید ہوں۔“ (نوری کریم: ص ۴۰۲)

قارئین کرام! ان جعلی بیرونی فقیروں نے عجیب رسوائی کا طوق گلے میں پہن رکھا ہے کہ جب بھی کوئی بات کریں گے تو لازماً پہلے قرآن و حدیث کو دیکھیں گے اس کے بعد قرآن و حدیث میں جو بات آئی ہے اس کے خلاف بات کریں گے انہیں ہر حال میں یہ ثابت کرنا ہے کہ بیرونی فقیروں کا حکم خدا پر چلتا ہے حتیٰ کہ قبر میں بھی اگر دیکھیری کرتے ہیں۔ صوفی صاحب کی جماعت اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ قبر میں سوال و جواب کرنے والے منکر نکیر ہوتے ہیں جس کا معنی خوفناک شکل والے وہ کسی خانقاہ کے مجاور اور کسی چندو مانے کے چری نہیں جو کسی بیرونی فقیر سے ڈر کر بھاگ جائیں۔ آپ یہ بات اچھی طرح ذہن



نہیں کر لیں کہ قبر میں ہر ایک سے سوال و جواب ہوگا (سوائے انبیاء علیہم السلام کے) جس نے درست جواب دیا تو اس کیلئے جنت اور جس نے غلط جواب دیا تو اس کیلئے جہنم کے ہتھوڑے چنانچہ خود حبیب پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”عن البراء بن عازب عن رسول الله ﷺ قال يأتيه ملكان فيجلسان فيقولان له من ربك فيقول ربى الله فيقولان له ما دينك فيقول ديني الاسلام فيقول ما هذا الرجل الذي بعث فيكم فيقول هو رسول الله فيقولان له وما يدريك فيقول قرأت كتب الله فأتيت به فصدقت فذلك قوله يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت الآية قال فينادى منادى من السماء ان صدق عبدى فافرشوه من الجنة فيفتح قال فيأتيه من روحها وطيبها ويفسح له فيها مد بصره واما الكافر فذكر موته قال ويعاد روحه في جسده وياتيه ملكان فيجلسانه فيقولان من ربك فيقول هاهاه لا ادرى فيقولان له ما دينك فيقول هاهاه لا ادرى فيقولان ما هذا الرجل الذي بعث فيكم فيقول هاهاه لا ادرى فينادى منادى من السماء ان كذب فافرشوه من النار والبسوه من النار وافتحو له بابا الى النار قال فيأتيه من حرها وسمومها قال و يقيض عليه قبره حتى تختلف فيه اضلاعه ثم يقيض له اعمى اصم معه مزرية من حديد لو ضرب بها جبل لصار ثرابا فيضربه بها ضربة يسميها ما بين المشرق والمغرب الا الثقلين فيصبر ثرابا ثم يعاد فيه الروح“ (رواه احمد و ابو داود)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اسے اٹھا کر اٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین

کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے پھر وہ پوچھتے ہیں کہ جو شخص (خدا کی طرف سے) تمہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے وہ خدا کا رسول ﷺ ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ تجھے یہ باتیں کہاں سے معلوم ہوئیں؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے خدا کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی معنی ہے خدا کے اس قول کے یثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت الآية رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر ایک شخص آسمان سے پکارے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا پس اس کیلئے جنت کا فرش بچھا دو اور اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جنت کی طرف کا دروازہ کھول دیا جائے گا جس سے ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی اور حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی۔ اب رہا کافر تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی موت کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد کہا کہ پھر کافر کی روح اس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہا ہا میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ ہا ہا میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ وہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ ہا ہا میں نہیں جانتا۔ پھر ایک پیکارنے والا آسمان سے پکار کر کہے گا یہ جھوٹا ہے اس کیلئے آگ کا فرش بچھا دو اسے آگ کا لباس پہنا دو اور اس کے واسطے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ آپ نے فرمایا کہ دوزخ کی طرف سے اس کے پاس گرم ہوائیں اور ٹوئیں آتی ہیں۔ اور اس کی قبر اس کیلئے تنگ کی جاتی ہے یہاں تک کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی پسلیاں ادھر نکل آتی ہیں۔ پھر اس پر ایک اندھا بہر افروشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے (ایسا گرز) اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے وہ اسے اس گرز سے مارتا ہے جس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام ملکات نفلی ہیں مگر انسان اور جن نہیں سنتے اور اس ضرب سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے

اس کے بعد پھر اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جو کوئی قانون الہی کے مطابق جواب دینا نجات اسی کی ہوگی لاثانیوں کی طرف سے اس قسم کے واقعات بیان کرنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ جاہل عوام خدا کو بے بس سمجھ کر ان بیروں فقیروں کے آستانوں پر جمع ہو جائیں تاکہ ان بیروں کا کام دھندلیوں ہی چنار ہے۔

## اللہ والوں کے اختیارات

”اللہ والوں کے اختیارات پر بات کرتے ہوئے ایک مرتبہ حضرت لاثانی سرکار نے فرمایا ”اگر دنیا والوں کو فقراء کے اختیارات کا علم ہو جائے تو ڈر ہے کہ وہ مشرک نہ ہو جائیں۔ پھر فرمایا ”یہی بات میرے قبلہ حضرت چادر والی سرکار نے بھی فرمائی اور جب آپ نے ایک درویش کو مردے زندہ کرنے کا اختیار عطا فرمایا (حضور ﷺ کے عطا کردہ خزانوں میں کچھ حصہ دیا) تو فرمایا ”دیکھنا جی! شریعت محمدی ﷺ کا خیال رکھنا“ پھر فرمایا ”بابو جی! اگر ہم ذرا سا بھی کھل جائیں تو دنیا مشرک ہو جائے۔“

(محزون کمالات: ص ۱۳)

اس عبارت کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہے کہ بقول لاثانی سرکار کے فقراء کو خدائی اختیارات حاصل ہوتے ہیں جس کو چاہیں زندگی دیں جس کو چاہیں مار دیں جس کو چاہیں اولاد دیں جس کو چاہیں عزت دیں اگر یہ لوگ اپنے اختیارات ظاہر کر دیں تو دنیا والے خدا کو چھوڑ کر معاذ اللہ ان کو خدا مان لیں اور یوں لوگ مشرک ہو جائیں۔ حالانکہ اگر اللہ چاہے اور صرف ان اللہ والوں کا بول و براز بند کر دے تو یہ اپنا بول و براز کھولنے پر قادر نہیں پھر یہ کہنا بھی کس قدر شرکیہ عقیدہ ہے کہ ایک درویش کو مردے زندہ کرنے کا اختیار دے دیا حالانکہ قرآن تو کہتا ہے کہ:

”اذ قال ابراهيم ربی الذی یحیی و یمیت“۔ (البقرہ: آیت ۲۵۹)

اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے

واللہ یحیی و یمیت“۔ (آل عمران: آیت ۱۵۶)

اور اللہ ہی حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے

ان اللہ له ملک السموات والارض یحیی و یمیت۔ (التوبہ: آیت ۱۱۶)

بے شک اللہ ہی کے لئے بادشاہی ہے آسمان وزمین کی اور وہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے۔ ہم صوفی صاحب کے مریدین سے انتہائی ادب کے ساتھ درخواست کرینگے کہ قرآن کی کوئی ایک آیت، نبی کریم ﷺ کی کوئی ایک حدیث پیش کر دیں جس میں ہو کہ اولیاء اللہ کو اتنے اختیارات ہیں کی اگر ظاہر کر دیں تو دنیا مشرک ہو جائے اور زندگی موت ان کے ہاتھ میں ہے۔

پیر کو سجدہ کرنا جائز

کیوں فتوے سے گھبراتا ہے

ہر مرشد مظہر ذات خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

(میرے مرشد: ص ۱۰۷)

حالانکہ شریعت محمدیہ میں سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ صوفی صاحب کے مددگار مولانا احمد رضا خان بریلوی نے سجدہ تعظیمی کی حرمت پر ایک پورا رسالہ ”الزبدۃ الزکیہ“ لکھا ہوا ہے۔

لا ثانی مذہب میں پیر کا کیا فرض ہے؟

”حضرت چادر والی سرکار کا فرمان ہے کہ ”پیر کا فرض ہے کہ وہ اپنے

مرید کے پاس ہر وقت نزع و قبر میں منکر نگیر کے سوالات کے وقت تاکہ

اسے گھبراہٹ نہ ہو اور پھر حشر میں ساتھ ہو“۔ (نوری کریم: ص ۲۲۱)

لوح محفوظ پر اولیاء اللہ کی نظر

”لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے جسے دیکھ کر وہ لوگوں کی

تقدیریں جانتے ہیں اور فقراء کیلئے تقدیریں بدل دیتا، زندگی بڑھا دیتا،

کوئی مشکل کام نہیں“۔ (محزون کمالات: ص ۷۶)

یہ نظریہ بھی سراسر غلط ہے کہ اولیاء اللہ کی نگاہیں ہر وقت لوح محفوظ پر لگی رہتی ہیں چنانچہ جب

فلاسفہ نے انبیاء علیہم السلام کیلئے یہی عقیدہ پیش کیا کہ انہیں غیب کا علم ہے کہ ان کی نگاہ لوح

محفوظ پر لگی رہتی ہیں تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:



وزعموا ان النبی ایضا مطلع علی الغیب بهذا الطريق (ای  
لاتصاله باللوح المحفوظ و مطالعته) الی ان قال والجواب  
ان نقول بما تسکرون علی من یقول النبی يعرف الغیب  
لتعریف الله عز وجل علی سبیل الابتداء و کذا من یری فی  
المنام فمنما يعرفه بتعریف الله او تعریف ملک من الملائکة  
فلا احتیاج الی شیء مما ذکرتموه فلا دلیل فی هذا .

(ترجمت الفلاسفہ: ص ۶۱)

ترجمہ: فلاسفہ کا یہ گمان ہے کہ نبی غیب پر اس طریقے سے بھی مطالعہ ہوتا ہے یعنی چونکہ لوح  
محفوظ کے ساتھ انکا تعلق ہوتا ہے اور وہ ان کے مطالع میں رہتا ہے (لہذا ان کو غیب معلوم  
ہوتا ہے) اس کے جواب میں ہم یوں کہتے ہیں کہ تم کس دلیل سے اس شخص کی بات کا انکار  
کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ نبی کو اللہ ابتداء غیب پر مطلع کرتا ہے اور اسی طرح نیند کی حالت  
میں خواب دیکھنے والے کو اللہ تعالیٰ خود حقیقت حال پر مطلع کر دیتا ہے (نہ یہ کہ لوح محفوظ  
سے خود اخذ کرتا ہے) یا کوئی فرشتہ اس کو القاء کر دیتا ہے تمہارے مذکورہ طریقے (لوح محفوظ  
کے مطالعہ) کی مطلقاً نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ احتیاج اور نہ اس پر کوئی دلیل موجود ہے۔

آدمی مرد کامل کب بنتا ہے؟

”امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے سید علی خواص سے یہ فرماتے  
ہوئے سنا کہ ”ہمارے نزدیک اس وقت تک کوئی مرد کامل نہیں ہوتا جب  
تک کہ اپنے مرید کی حرکات نسبی کو جان نہ لے، یوم یثاق سے لیکر اس  
کے جنت یاد دوزخ میں داخل ہونے تک کو جان نہ لے۔“

(نوری کریمیں۔ ص: ۲۵۶)

جسے چاہے ولی بنادے جسے چاہے ولایت سے معزول کر دے  
صوفی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”فقیر جسے چاہے ایک نظر سے ولی بنادے (خواہ وہ دوزخی ہو) اور جسے  
چاہے ولایت سے معزول کر دے اور جس کا چاہے مقام ولایت بھی سلب

کر سکتا ہے۔“ (راہمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۶۲)

ولی تقدیر مبرم کو بھی بدل سکتا ہے

”ولی تو صرف تقدیر مطلق کو بدل سکتا ہے جب کہ فقیر اللہ کے عطا کردہ  
اختیارات سے تقدیر مبرم کو بھی بدل سکتا ہے۔“

(راہمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۶۲)

باطنی نظام میں رد و بدل

”فقیر کو روحانی دنیا (باطنی نظام) کے قوانین میں رد و بدل کرنے کا اختیار

بھی ہوتا ہے۔“ (راہمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۶۲)

جانور کو بھی جنت میں داخل کر دے

”فقیر اگر کسی جانور پر بھی نظر فرما دے تو اسے بھی جنت میں داخل کر سکتا  
ہے (اصحاب کہف کے کتے کی مثال سامنے ہے)۔“

(راہمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۶۲)

جب فقیر کی اپنی مرضی ہوتی ہے تب مرتا ہے

”جب فقیر کی اپنی مرضی اور ارادہ ہوتا ہے تب وہ انتقال کرتا ہے۔“

(راہمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۶۲)

حالانکہ موت زندگی دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے کوئی امتی نہ تو اپنی مرضی سے جیتا ہے نہ مرتا  
ہے۔ یہ صرف نبی ﷺ کی خصوصیت ہے کہ جب حضرت عذرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے تو  
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ ملک الموت ہے اور آپ سے اجازت مانگتے ہیں  
آپ سے پہلے انہوں نے کبھی کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے  
اجازت مانگیں گے کیا آپ ان کو اجازت دیتے ہیں آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی۔

(سیرت حلبیہ۔ ج: ۲۔ ص: ۵۰۹)

فقیر کا قدر

”فقیر جب قیام کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے تو سدرۃ المنتہی تک اس کا قدر

پہنچتا ہے جس مقام پر فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں، وہاں سے فقیر کی پرواز کی ابتداء ہوتی ہے۔ (نوری کریمیں۔ ص: ۴۴۷)

فرشتوں کا اعلان (کتاب میں یہی عنوان ہے)

”دنیا والو! اس لو جس کسی نے بھی حضور میاں صاحب سے محبت کی اس کا نہ قبر میں کوئی حساب کتاب ہے اور نہ ہی حشر میں کوئی حساب کتاب ہوگا۔“ (مرشد اکمل۔ ص: ۱۰۵)

دنیا کا نظام لاثانی کے پیر کے ہاتھ میں

”ملائک میں چادر والی سرکار ہیں اس وقت تمام نظام ان کے ہاتھ میں ہے۔“ (مرشد اکمل۔ ص: ۱۱۷)

کئی موتیں

”ایک درویش تھے، ان کا انتقال ہو گیا تھا جی، پردہ فرمانے کے بعد جب وہ جسم سمیت دنیا میں آئے تو ان کے ایک جانے والے نے انہیں پہچان لیا اور حیران ہو کر عرض کرنے لگا۔ حضور آپ یہاں کیسے؟ آپ تو پردہ فرما چکے تھے اور میں نے تو خود آپ کے جنازہ میں شرکت بھی کی تھی۔ تو انہوں فرمایا!

”چھوڑو جی اس بات کو ایسی موتیں تو ہمیں کئی بار آ چکی ہیں۔“ (مرشد اکمل۔ ص: ۱۴۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## باب پنجم

لاثنانی فرقے کے گستاخانہ و غیر شرعی عقائد و عبارات



## گستاخانہ عبارات

### حضرت نوح علیہ السلام کی توہین

صوفی صاحب ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کو دورانِ تعلیم فرمایا اے ابوذر! جس طرح تم زمین پر اکیلے چلتے ہو، فردہوتے ہو، اسی طرح ذاتِ باری تعالیٰ بھی اپنی ذات میں فردہ ہے اور صاف ستھری اشیاء کو پسند کرتا ہے۔ اے تو میرے غم و فکر سے واقف ہے کہ میں کس چیز کا مشتاق ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے بارگاہِ نبویؐ میں ﷺ میں عرض کی حضور ﷺ آپ ہی فرمادیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ”آہ آہ“ میں اپنے رفقاء کی ملاقات کا بہت مشتاق ہوں۔ جو میرے بعد ہو گئے اور جن کی شانِ مشائخ انبیاء کی ہوگی اور وہ اللہ کے نزدیک شہداء کا مرتبہ پائیں گے یہ لوگ اپنے ماورِ پدر اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دور بھاگیں گے اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ قائم کر لیں گے یہ لوگ اپنے مال و متاع سے لاپرواہ ہوں گے اور اسے بھی چھوڑ دینگے اور اپنے سرکش نفوس کو عاجزی سے بدل دینگے پہلے وہ مجذوب ہو گئے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے پر ہو گئے اور ان کا طعام اللہ کا ذکر ہوگا اور ان کا کام اللہ تعالیٰ خود ہی کرتا جائیگا جب کوئی ان میں سے مرض میں مبتلا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا تیار ہونا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہوگا۔ اے ابوذرؓ اگر تم چاہتے ہو تو اور بیان کروں؟۔ انہوں نے بارگاہِ نبویؐ میں عرض کی کیوں نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ”ان میں سے ایک کی موت اللہ کے نزدیک ایسی ہوگی جس طرح آسمان والوں میں سے کوئی مر گیا ہو“۔ پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم چاہتے ہو تو اور بیان کروں انہوں نے بارگاہِ نبویؐ میں عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ اور بیان فرمائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے کپڑوں کی جوں مارے گا

تو اللہ کے نزدیک وہ ایسا ہوگا گویا اس نے سترج اور عرے کئے اور ان کیلئے ایسا ثواب ہوگا کہ انہوں نے گویا چالیس غلام آزاد کئے اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسحاقؑ کی نسل سے ہیں اور ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہو۔ پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم کہو تو اور بیان کروں۔ انہوں نے بارگاہِ نبویؐ میں عرض کی ہاں یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے جب کوئی ابنِ محبت ذکر کریگا اور سانس لے گا تو ہر سانس کے بدلہ میں ان کے کھاتہ میں ہزار ہزار درجات لکھے جائیں گے پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو اور بیان کروں تو انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی ان میں سے جہل نبات کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے گا تو اسے حضرت نوحؑ کی ہزار سال کی زندگی کا ثواب عطا ہوگا پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو اور زیادہ بیان کروں؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں سے کوئی ایک شیعہ کرے گا تو وہ بروزِ حشر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بہتر ہوگا کہ اس کے بدلہ میں اس کے ہمراہ دنیا کے پہاڑ سونے اور چاندی بن کر پھرا کرینگے پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو اور زیادہ بیان کروں تو انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی ان میں سے ایک دوسرے پر نظر ڈالے گا گویا اس نے اللہ کو دیکھا اور جو انہیں خوش کرے گا گویا اس نے اپنے رب کو خوش کیا اور جو انہیں کھانا کھلائے گا گویا اس نے اپنے رب کو کھانا کھلایا پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو اور زیادہ بیان کروں تو انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا جو گناہگار اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے ہوں گے جب ان کے پاس بیٹھ کر انھیں گے تو وہ بھی اپنے گناہوں سے پاک ہو جائیں گے۔“

(رہمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۳۳-۱۳۵)

میرے مرشد: ص: ۱۶۳-۱۶۵، نوری کریں: ۱۱۸-۱۱۹

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث نہیں بلکہ صوفی صاحب کی پیٹ کی پیداوار ہے نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا صوفی صاحب اور اس کی جماعت میں اگر ہمت ہے تو اس حدیث کو صحیح ثابت کرو اور منہ مانگا انعام وصول کریں۔ جب حدیث جھوٹی ہو تو اس میں بیان کردہ فقیروں کے فضائل بھی جھوٹے ہیں۔ پھر یہ حدیث جھوٹ ہونے کے ساتھ ساتھ کئی گستاخیوں پر مشتمل ہے مثلاً اس میں فقراء کی شان کو انبیاء کی شان کے مثل بتایا گیا ہے حالانکہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امتی انبیاء کی شان تو کیا صحابہ کے گھوڑوں کے سموں سے نکلنے والی دھول کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد اس میں حضرت نوحؑ کی بھی شدید توہین کی گئی ہے کہ جبل نبات کے پاس نماز پڑھنے والے کو حضرت نوحؑ کی ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے حالانکہ میرے پیارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ:

"لا تنسوا اصحابی لئن احدکم انفق مثل احد ذهباً ما بلغ

مدا احدہم ولا نصیفہ" (مسلم جلد ۲: ص: ۳۱۰)

میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو ان کے ایک سیر جو کوئیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشر عشر کو۔ پھر یہاں تک گستاخی کی گئی کہ فقراء کے دیکھنے والوں کو خدا کو دیکھنے کے برابر کر دیا گویا فقراء کو خدا بنادیا گیا معاذ اللہ۔

حضور ﷺ کا علم دوسرے انبیاء کے واسطے سے تھا

"کائنات کی تخلیق میں سب سے پہلا علم، علم لدنی ہے جو کہ دراصل روحانی علم ہی ہے۔ یہ وہی علم ہے جس کا فرشتوں کو علم نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی روح کو ہی اس سے نوازا دیا تھا۔ یہ علم انبیاء کرام کے ذریعہ کائنات میں وجہ تخلیق کائنات، آقا کل، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچا۔" (مخزن کمالات۔ ص: ۸)

اللہ انسان میں سما جاتا ہے

"یہ حقیقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حدیث قدسی کے عین مطابق اپنے بندے کی آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں اور زبان میں سما جاتا ہے۔"

(مخزن کمالات۔ ص: ۱۶)

معاذ اللہ یہ رب کریم کی شدید گستاخی ہے کہ وہ کسی انسان کے ہاتھ پاؤں میں سما جائے۔ اللہ کی ذات جسم اور کسی مقام میں سامنے سے پاک ہے۔

قرآن پاک کی توہین

"تمہارا درخ میرا قرآن خوبہ چادر والے"۔ مرشد اکمل: ص: ۸

حضرت عزرائیل علیہ السلام کی توہین

صوفی صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"رات کا ایک بجاتا ہم اپنے بستر پر لیٹ گئے خوف سے جہاں نہ بجائیں تقریباً دس منٹ بعد میرے دائیں طرف ایک نورانی جسم نمودار ہوا میں نے اس نورانی وجود کو سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عزرائیلؑ ہیں۔ آپ شکل انسانی میں تھے اور جسم مکمل سفید نور تھا میں تو ایک دم گھبرا گیا کہ ابھی موت آئی۔ انہوں نے میرے دل کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانا شروع کیا ابھی ہاتھ میرے دل کی طرف بڑھا ہی تھا کہ میرے آقا شہنشاہ اعظم چادر والی سرکار پرواز کرتے ہوئے تشریف لائے اور میرے پاس پہنچ گئے سرکار کو دیکھ کر حضرت عزرائیلؑ السلام نے اپنا ہاتھ واپس کیا اور میرے آقا کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے آپ نے انہیں فرمایا

جانے تمہیں ہم نے اسے اللہ سے مزید زندگی لے کر دی ہے حضرت عزرائیلؑ نے کہا۔ جی جی پھر سرکار نے مجھے سرزنش کرتے ہوئے فرمایا بابو جی جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ فکر نہ کرو تو آپ کا دل قرار کیوں نہ پکڑا۔ میرے دل میں بھی فرشتے کو دیکھ کر خیال آ گیا تھا کہ بس اب وقت



قسم ہو چکا ہے لیکن اگلے ہی لمحے اپنے آقا کا فرمان یاد آ گیا کہ آپ نے یہ بھی تو تسلی فرمائی تھی کہ اگر میری روح قبض بھی ہو گئی تو آپ کی نظر کرم سے دوبارہ واپس ہو جائیگی۔ پھر آپ حضرت عزرائیلؑ سے مخاطب ہوئے

”دیکھو جی اب جب بھی اللہ کا حکم ہو (یعنی میری موت کا وقت آئے) تو سیدھے ہی اس کے پاس نہ چلے آنا مجھ سے پوچھ کر ادھر کا رخ کرنا“  
حضرت عزرائیلؑ نے فرمایا: ”جی بالکل جی بالکل“ پھر سرکار نے فرمایا: ”اب جاؤ جی آپ کا یہاں کیا کام ہے۔“

(مرشد اکمل: ص ۸۵-۸۶)

قارئین کرام! اس واقعہ کو بار بار پڑھیں اللہ کی کس قدر توفیق پر مشتمل ہے کہ اللہ رب العزت حضرت عزرائیلؑ علیہ السلام کو ایک انسان کی روح قبض کرنے کے لئے بھیجتے ہیں تو فوراً ان صاحب کے پیر صاحب آ جاتے ہیں اور اللہ کے حکم کو کالعدم قرار دے دیتے ہیں، پیر صاحب کہتے ہیں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اس کی زندگی بڑھادی تو حضرت عزرائیلؑ فوراً اس طرح جی جی کرنے لگ جاتے ہیں جیسے ایک سرکاری ملازم اپنے افسر کے سامنے، جب معلوم تھا کہ زندگی بڑھادی تو روح قبض کرنے آئے ہی کیوں تھے؟ گویا اللہ کا حکم تھا کہ قبض کرو مگر پیر صاحب کا حکم تھا کہ قبض نہ کرو، اللہ کا حکم مالو تو بھی خیر نہیں، پیر صاحب کا حکم نہ مالو تو بھی خیر نہیں، اب پیراے عزرائیلؑ اللہ کا حکم پا کر روح کھینچنے آتے ہیں تو رینگے ہاتھوں پکڑے جاتے ہیں اور جی جی شروع کر دیتے ہیں غور فرمائیں آخر یہ بد بخت کیا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ پھر بد بختی کی انتہا دیکھو کہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ اب کی بار جب اللہ حکم دیں تو یوں ہی نہ چلے آنا بلکہ پہلے میرے پاس آنا، مجھ سے اجازت لینا معاذ اللہ۔ گویا اللہ اب اتنا مجبور و لاچار ہو چکا ہے کہ اپنے فیصلے نافذ کرنے کے لئے لاٹانی صاحب کے پیر کا محتاج ہو گیا ہے، خدا تو حکم دے کہ روح قبض کر لو اور لاٹانی کا پیر بولے کہ پیر گز نہیں معاذ اللہ۔ خدا کون ہوتا ہے یہ حکم دینے والا، پہلے میرے پاس آنا اگر میری اجازت ہو تو پھر روح قبض کرنا استغفر اللہ۔

آخر میں ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ اس عبارت سے کم از کم اتنا تو ثابت ہوا

کہ صوفی صاحب کے پاس نہ تو موت و حیات کا اختیار ہے نہ ہی علم غیب رکھتے ہیں ورنہ فرشتے کے آنے پر اتنا ڈھکھڑاتے اور نہ ہی اپنے پیر صاحب کی تسلی کو بھولتے۔

پھر صوفی صاحب نے اپنے پیر کو ”شہنشاہ اعظم“ کہا حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

اختری الاسماء یوم القیامة عند اللہ وجل یکنی ملک الاملاک

فتح ترین ناموں میں سے قیامت کے دن اس شخص کا نام ہوگا جسے شہنشاہ کہا جائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایسا نام رکھنے والے پر سب سے زیادہ غضب ہوگا اس لئے کہ لا ملک الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔ (مشکوٰۃ: ج ۲، ص ۳۲۱)

**نبی کریم ﷺ گالی دیتے ہیں۔ معاذ اللہ**

”میرے آقا حضور ﷺ پر داز کرتے ہوئے تشریف لائے آپ نے

اسے زوردار تحفہ مارا اور جلال میں فرمایا

کہتے اتو جانتا نہیں کہ کس کو تنگ کر رہا ہے، یہ ہمارا بیٹا ہے تو ہمارے بیٹے کو

تنگ کر رہا ہے۔“ (مرشد اکمل: ص ۱۵۲)

میرے دوستو! اس گستاخی کو ملاحظہ کریں وہ ذات جس کے بارے میں رب فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، وہ ذات جو اپنے امتیوں کو یہ حکم دے کہ کسی مسلمان کو گالی دینا فاسق ہے، بارے جس ذات کے بارے میں اماں عائشہؓ فرماتیں کہ حضور ﷺ نہ تو فحش گوئی کرنے والے تھے نہ لعنت کرنے والے تھے، جس ذات نے ساری زندگی اسے کسی بڑے سے بڑے دشمن کو کوئی گالی نہ دی اس ذات کی طرف گالی کی نسبت کرنا کس قدر گھلی ہوئی توہین ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”اگر کسی کو گالی دینے میں کوئی بھلائی اور مہارت ہوتی تو ابو جہل اور ابو

لہب کو گالی دینا جو نصوص قرآنی کے مطابق ملعون و مطرود آدمی ہیں اس

است کا وظیفہ ہوتا اور اس کے ضمن میں بہت سی نیکیاں حاصل ہوتیں۔ گالی

دینے میں کوئی بھلائی ہے کہ جو کہ بے حیائی اور برائی کو شامل نہیں۔“

(ملتب ۲۲۔ دفتر سوم)

## حضور ﷺ روضہ منورہ کو چھوڑ کر فیصل آباد آرام فرمانے

آتے ہیں

”محمد حسین نقشبندی صاحب (نور پور، فیصل آباد) آستانہ عالیہ پر حضور

ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ کی زیارت ہوئی اور فرمایا ”ہم اکثر اس جگہ

آتے اور آرام فرماتے ہیں۔“ (فیوض و برکات: ص ۱۳۳)

قارئین کرام! نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے بارے میں خود آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

ما بین بیتی و مبوی روضة من ریاض الجنة (مشکوۃ: ج ۱: ص ۲۵۲)

جب حضور ﷺ کی قبر مبارک کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے تو نبی ﷺ کو کیا ضرورت آن پڑی کہ جنت کو چھوڑ کر فیصل آباد کی بدبودار گلیوں میں لاٹانی کے آستانے پر آتے ہیں وہ بھی آرام کرنے، گویا معاذ اللہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں، جو مدینے میں ہے و بے آرام ہیں یا وہاں انہیں کوئی آرام کرنے نہیں دیتا تو اکثر لاٹانی کے آستانے پر تشریف لاتے ہیں۔

لاٹانی کا پیر پیچھے سے بھی دیکھتا ہے۔

لاٹانی اپنے پیر کے متعلق کہتا ہے کہ:

”میرے آقا پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح آپ آگے موجود

اشیا اور لوگوں کو دیکھتے ہیں۔“ (مرشد اکمل: ص ۱۶۶)

حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ میرے پیارے آقا ﷺ کا معجزہ ہے کہ وہ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جس طرح اپنے آگے دیکھتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توہین

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

”قیامت کے روز ہم ہر گروہ کو اس کے امام کی طرف سے بلائیں گے۔“ (نبی اسرائیل: ۷۷)

ایک مرتبہ عالم رویا میں ایک مجلس پاک دیکھی جس میں عام لوگوں کے علاوہ اہل سلسلہ علماء

کرام اور اولیاء بھی تشریف فرما ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور قبلہ لاٹانی سرکار بھی محفل پاک میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے لاٹانی سرکار کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے تمام اہل سلسلہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”تمہارے امام یہ لاٹانی سرکار ہیں۔“

(نوری کریم: ص ۲۰۲)

گویا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت منسوخ ہے اور بقول لاٹانیوں کہ قرآن کی اس آیت کی رو سے قیامت کے روز لاٹانی سرکار کی امامت میں لوگوں کو اٹھایا جائیگا۔ معاذ اللہ۔

نبی ﷺ سے پہلے لاٹانی کی قدم بوسی کرو

”ذوالفقار صاحب (فیصل آباد) بیان کرتے ہیں آستانہ عالیہ پر محفل

پاک ہو رہی تھی اسی دوران میں نے دیکھا کہ یہ محفل یہاں نہیں بلکہ

روضہ رسول ﷺ پر ہو رہی ہے اور ہم سب بھی وہاں محفل میں موجود ہیں

میں نے دیکھا کہ محفل میں حضور نبی کریم ﷺ، حضرت قبلہ دلی محمد شاہ

صاحب المعروف

چادر والی سرکار اور قبلہ لاٹانی سرکار بھی محفل میں تشریف فرما ہیں۔

میں نبی کریم ﷺ کی قدم بوسی کرنے لگا ہوں تو آپ ﷺ ہٹ جاتے ہیں

اور آپ نے ارشاد فرمایا پہلے اپنے آقا کے قدم چومو۔“

(نوری کریم: ص ۶۱)

گویا نبی کریم ﷺ پر لاٹانی کو ترجیح حاصل ہے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توہین

☆ ”فردوس صاحب نے دیکھا کہ آستانہ عالیہ پر ہونے والی

محفل حقیقت میں مدینہ منورہ میں ہو رہی ہے۔“

(فیوض و برکات: ص ۱۶۷)

☆ ”محمد ارشد صاحب (لاہور) نے محفل ذکر کو روحانی طور پر



مدینہ شریف میں دیکھا۔ (فیوض و برکات: ص ۱۲۸)

☆ "غلام عباس صاحب۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت غوث الاعظم سرکار، بابا نور شاہ دہلوی، اور حضرت داتا گیلانیؒ کی حضرت لاثانی سرکار کے ہمراہ زیارت ہوئی، محفل خانہ کعبہ میں نظر آئی۔"

(فیوض و برکات: ص ۱۳۰)

☆ "رفیع صاحب (فیصل آباد) دوران ذکر محفل کو خانہ کعبہ میں دیکھا اور دو و شریف پڑھتے وقت مشاہدہ کیا کہ محفل روضہ رسول ﷺ پر ہو رہی ہے اور سفید نور کی بارش ہو رہی ہے۔ (فیوض و برکات: ص ۱۳۲)

☆ "محمد یحییٰ صاحب دومرتبہ حضور ﷺ کی محفل میں زیارت ہوئی اور دیکھا کہ خانہ کعبہ میں محفل ہے۔" (فیوض و برکات: ص ۱۳۳)

پہلے تو محفل خانہ کعبہ میں ہو رہی تھی اب خود خانہ کعبہ محفل میں چلا آیا معاذ اللہ۔

درمہر شد اسماں پہچان لیا اس دروں کعبہ جان لیا  
جس درتے ساڈا حج ہووے اور کناس لاثانی اے

(نوری کریم: ص ۲۲)

قارئین کرام! وہ مقامات متبرکہ جو کہ وحی الہی اور نزول قرآن مجید اور فرقان حمید سے آباد رہے اور جن میں کہ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے آمد و رفت رکھی اور جن سے فرشتے اور ارواح طیبہ آسمان کو چڑھتے اور جن کے میدان رب جلیل کی تسبیح و تقدیس سے گونجتے ہیں اور جس سرزمین کی خاک پاک افضل الانبیاء، سید البشر، خیر البشر، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو مشتمل ہے اور جس مقام سے عالم میں دین الہی اور سنت نبوی پھیلی ہے اور جو آیات الہی اور عبادات کی درس گاہ بنی ہے اور فضائل و حسنات کے مشہد و براہین و معجزات کے مستقر اور مسلمانوں کے مناسک اور سید المرسلین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین ﷺ کی مسکن رہی ہے اور جس جگہ چشمہ نبوت جاری اور اس کا دریا موجزن ہوا ہے اور جہاں کہ رسالت نازل ہوئی اور جس سرزمین کی مٹی کو سیدنا نبی کریم ﷺ کے چھونے کا شرف حاصل ہوا ہے اس جگہ کیلئے یہی مناسب ہے کہ اس کے میدانوں کی تعظیم و توقیر کی جائے اور اس مقام مقدس کی ہوائیں سونگھی جائیں اور اس کے درود پور کو بوسہ دیا جائے مگر

افسوس کہ آج لاثانی فرشتے کے یہ لوگ مقدس مقامات کی قدر مسلمانوں کے دل سے مٹانے کیلئے درپردہ ان جھوٹے خوابوں کی بنیاد پر فیصل آباد میں صوفی مسعود کے آستانے اور اس میں ہونے والی محفل جس میں بے پردہ عورتوں کی بھرمار، ناچ گانے، بوالیاں ہوتی ہیں، گناہوں کی اس محفل کے بارے میں یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ یہ محفلیں گویا فیصل آباد میں نہیں بلکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہو رہی ہیں۔

جس مدینے کی مٹی کے بارے میں امام مالکؒ کا یہ فتویٰ ہے کہ جو کہے کہ مدینے کی مٹی کی کوئی وقعت نہیں اس کی گردن اڑا دو اور اس پر کوڑے برسا دو ارے جس مٹی میں انبیاء کے سردار مدفون ہیں یہ کہتا ہے کہ اس کی کوئی وقعت نہیں (الشفاء: ج ۲: ص ۳۶)

ہائے افسوس آج اس بابرکت شہر کی برکتوں کا نزول کہاں ثابت کیا جا رہا ہے۔ اگر مرزا قادیانی کا لاکر مرزا بشیر الدین یہ کہے کہ

"یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں حضرت مسیح۔۔۔ بھی فرماتے تھے

زمین قادیان اب محترم ہے  
ہجوم طاق سے ارض حرم ہے

(منصب خلافت: ص ۶۶: مطبوعہ الانجمن پریس قادیان)

تو سب کی آنکھیں نکل آئیں کہ ہائے گستاخی کر دی مگر یہاں صوفی صاحب کے خلاف کسی کی حرارت ایمانی جوش میں نہیں آتی، کسی کو لب کشائی کی جرات نہیں اس لئے کہ یہاں ڈر ہے کہ کہیں ہمارے خلاف لاثانی صاحب پر چہ نہ کشادے؟ کہیں لاثانی کے غنڈے ہمیں گولی کا نشانہ نہ بنادے؟ مگر اے باطل تو لاک ہمارے زبان کاٹ دے اس دل کو چھلنی بنادے مگر میں حق بیان کرنے سے باز نہیں رہوں گا

## داڑھی کی توہین

قارئین کرام! داڑھی نبی کریم ﷺ کی پیاری سنت ہے آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو مگر انہیں کتر واؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔ ایک مٹھی داڑھی رکھنے کو علماء نے واجب کہا ہے۔ دیگر سنتوں کی طرح اس سنت کی ادنیٰ تحقیر بھی نبی کریم ﷺ گستاخی شمار ہوگی۔ آئے ملاحظہ فرمائیں کہ لوگوں نے کس طرح اس پیاری سنت کی توہین کی ہے۔

”یہ جو تم نے اپنے چہروں پر ڈاڑھیاں لٹکائی ہوئی ہیں یہ ڈاڑھیاں نہیں  
جھاڑیاں ہیں جو دکھاوے کے لئے چہروں پر سجائی گئی ہیں۔“  
(مرشد اکمل، ص ۹۵)

داڑھی کو جھاڑیاں کہنا ڈاڑھی کی کس قدر توجہ اور اس سے بے زاری کا اظہار ہے اور لٹکاتا  
کتنا عامیانہ جملہ ہے۔

## لاٹانیوں کا عقیدہ داڑھی رکھنا سنت نہیں ہے

”مسلمان کو حضور ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا چاہئے لیکن ڈاڑھی ہی سب کچھ  
نہیں دین بہت وسیع ہے اگر ڈاڑھی ہی سب کچھ ہوتی تو علامہ اقبالؒ اور  
قائد اعظم ولی نہ ہوتے کہ اولیاء انہیں ولی کہتے ہیں۔ ڈاڑھی کی سنت کو  
پورا نہ کرنے والا ایک سنت کو پورا نہیں کر رہا لیکن ہم اسے تارک سنت نہیں  
کہہ سکتے کیونکہ تارک سنت وہ ہوتا ہے جو سنت کو نہ مانے اور اس سے انکار  
کرے یا گستاخی کرے۔“ (میرے مرشد، ص ۱۳۳)

ہم نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ داڑھی ہی سب کچھ ہی لیکن اسکا یہ مطلب کہاں کہ دین کی وسعت کا  
بہانہ بنا کر سنتوں پر عمل ہی ترک کر دو کل کو آپ کی طرح کوئی کہہ دے کہ نماز ہی سب کچھ  
نہیں دین بہت وسیع ہے تو خود اندازہ لگائیں اس دین کا حلیہ کس طرح بگڑ جائیگا، علامہ  
اقبالؒ اور قائد اعظم کا ادب اپنی جگہ لیکن کونسے ولیوں نے ان دو افراد کو اولیاء اللہ میں شمار کیا  
ہے؟ پھر جہالت کی انتہاء دیکھیں کہ داڑھی نہ رکھنے والا تارک سنت نہیں داڑھی کا انکار کرنے  
والا تارک سنت ہے حالانکہ اس جاہل کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ انکار کرنے والا منکر سنت ہے کم  
سے کم لغت میں انکار اور ترک کے معنی ہی دیکھ لیتے۔ ایم ٹی طاہر صاحب کی چونکہ خود داڑھی  
نہیں اور وہ تھری پیس سوٹ میں گھومتے ہیں اس لئے انہوں نے خود پر ولایت کا لیبل  
چسپاں کرنے کے لئے یہ خود ساختہ تاویلیں شروع کر دیں۔ انہی گمراہ کن تعلیمات کا نتیجہ  
ہے کہ آپ سالانہ مجلس ان لوگوں کی دیکھ لیں مشکل سے دس افراد بھی ایسے نہیں ملیں گے  
جن کے چہروں پر مکمل سنت کے مطابق داڑھی ہو۔

## امہات المؤمنین کی توبہیں

”اس مقام پر حضور ﷺ بطور مرشد طالب حق کی تربیت فرماتے ہیں اور  
اسے قبول فرما کر پرورش کے لئے امہات المؤمنینؓ میں سے کسی ایک  
کے سپرد فرما دیتے ہیں حضور ﷺ کی ازدواج مبارکہ کو ”امہات المؤمنین  
“ بھی اسی نسبت سے کہا جاتا ہے کہ عالم باطن میں بھی حضور ﷺ اس  
”معصوم نوری بچہ“ کو اپنی جانب سے ایک نام عطا فرماتے ہیں پھر وہ  
روحانی دنیا میں اپنے ”باطنی نام“ سے ہی پکارا جاتا ہے۔ طالب حق (کئی  
سال) حضور ﷺ اور امہات المؤمنینؓ کی صحبت میں پرورش پاتا رہتا ہے  
یہاں ہمہ وقت ان کی قربت اور حضوری میں رہنے کی وجہ سے پھر وہ  
”معصوم نوری بچہ“ ”نوری حضوری“ بن جاتا ہے اور اسے حضور ﷺ کی جو  
قربت اور محبت نصیب ہوتی ہے وہ کسی دوسرے ولی کو حاصل نہیں ہوتی  
یہی وجہ ہے کہ اس مقام کو ولایت کبریٰ کے اولیاء کرام بھی سمجھنے سے قاصر  
ہوتے ہیں حضور ﷺ اور امہات المؤمنینؓ کی گود (بارگاہ) میں پرورش  
پانے کی بدولت باطنی طور پر وہ اہل بیت میں شامل ہو چکا ہوتا ہے۔ اس  
لئے فقیر کو ”سید“ بھی کہا جاسکتا ہے۔

فقیر کی پرواز ابتداء عام طور پر چھٹے آسمان یا ساتویں آسمان سے شروع  
ہوتی ہے اور مرشد تربیت کے لئے ساتویں آسمان پر یا اس سے بھی اوپر  
موجود ہوتا ہے۔ جس مقام پر دیگر اولیاء کرام (قطب وغوث وغیرہ) کے  
مقام و مرتبہ کی انتہاء ہوتی ہے، وہاں سے فقیر کی پرواز شروع (ابتداء)  
ہوتی ہے پھر اس کو ترقی کر کے ساتویں آسمان پر لے جایا جاتا ہے۔“

(رہنمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص ۱۵۲)

قارئین کرام! یہ خوالہ کئی گستاخیوں پر مشتمل ہے اولاً وہ امہات المؤمنینؓ جو اپنی حیات میں کسی  
کے سامنے بے پردہ نہیں ہوئیں صحابہ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی مسئلہ پوچھنا ہوتا تو  
پردے کے پیچھے سے پوچھتے ان کے متعلق یہ گستاخی کی جا رہی ہے کہ ایک غیر مرد جسے لاٹانی



فقیر کہتا ہے انکی گود میں معاذ اللہ پرورش پاتا ہے کیا لاثانی صاحب مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی پیغم کی گود میں جا کر لیٹ جاؤں اور کہوں کہ میری پرورش کرو؟ پھر یہ عجیب ڈرامہ بنایا ہوا ہے کہ باطنی دنیا ظاہری دنیا حالانکہ یہ عقیدہ تو باطنی فرقہ کا ہے کہ قرآن کے ایک معنی تو ظاہری ہیں اور ایک معنی باطنی اور پھر اس باطنی معنی کی بنیاد پر دین کا حلیہ بگاڑنا شروع کر دیتے ہیں کام صوفی صاحب نے لگایا ہوا ہے امہات المؤمنین تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اس وجہ سے انہیں امہات المؤمنین کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے کہ:

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم وازواجه امہاتہم

(الاحزاب: ۶)

پھر انہیں صرف باطنی دنیا کی مائیں کہنا اور وہ بھی صرف فقراء کی کس قدر ان کی مادرانہ شفقت کو محدود کرنا ہے پھر یہ کہنا کہ فقراء یعنی مؤمنین کی مائیں۔ گویا صوفی صاحب کے نزدیک مؤمنین صرف فقراء ہوتے ہیں باقی سب کافر منافق ہیں؟ پھر اس ڈرامے کا سہارا لے کر کس طرح ایک دم سے صوفی صاحب "سید" کی مسند پر جا کر بیٹھ گئے کہ اس طرح اسے سید بھی کہا جاتا ہے بھائی یہ شریعت ہے یا اباجی کی حساب کتاب کی کاپی کہ جو چاہے کہتے پھرو نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جو اپنے ماں باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرے تو اس پر تمام جہاں والوں کی لعنت ہے۔ پھر حضور ﷺ کی تربیت تو زمین پر ہو اور زمین سے ساتویں آسمان کی طرف پرواز کریں مگر یہ صوفی کہتا ہے کہ فقیر کی پرواز کی تو ابتداء ہی ساتویں آسمان سے ہوتی ہے۔ اور اس کا مرشد ساتویں آسمان سے بھی اوپر ہوتا ہے بھائی کہاں ہوتا ہے کیا عرش پر؟ صاف صاف کیوں نہیں کہتے؟

صوفی مسعود احمد لاثانی سرکار حضرت امیر معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گستاخ

نام نہاد صوفی لاثانی نام مسعود احمد کی عظیم کے ترجمان رسالے "ماہنامہ لاثانی انقلاب" میں کا تب وحی صحابی رسول ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی بایں الفاظ کی جاتی ہے کہ:

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو اپنا جانشین نامزد کر کے

اسی اصول دین کی خلاف ورزی کی تھی"

(ماہنامہ لاثانی انقلاب انٹرنیشنل: دسمبر ۲۰۱۱ء ص ۸)

معاذ اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "اصول دین" کا مخالف کہنا کتنی بڑی جسارت ہے؟ صوفی صاحب خود تو دین کے تمام اصولوں پر کاربند اور اللہ کے نبی ﷺ کا صحابی اصول دین کا مخالف ہو؟

حضور ﷺ کا ظاہر خیالی پیالہ

ایم ای طاہر صاحب لکھتے ہیں کہ:

"لیکن آج ہم مسلمانوں نے آنحضور ﷺ کی سیرت اور آپ کے مزاج یعنی

کل کو چھوڑ کر بڑے پر توجہ مرکوز کر لی ہے۔ ہم نے دودھ (حضور کا کردار و

عمل) تو نظر انداز کر دیا البتہ خالی پیالے (وضع قطع) کی آرائش و

زیبا نیش پر توجہ مرکوز کر لی۔" (میرے مرشد: ص ۱۱۰)

العیاذ باللہ، استغفر اللہ حضور ﷺ کے ظاہر کو خیالی پیالہ کہنا بدترین شقاوت قلبی نہیں تو اور کیا ہے؟ حضور ﷺ کا ظاہر بھی حضور ﷺ کی سیرت ہی کا حصہ ہے مگر نہ معلوم انہیں حضور ﷺ کے ظاہر سے ایسی کیا دشمنی ہے؟

روضہ رسول ﷺ کی توہین

"نذر حسین (منصورہ آباد فیصل آباد) بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ

نے مرشد پاک کے صدقے بڑا کرم فرمایا مجھے آستانہ عالیہ کی عظمت دکھائی

گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قبلہ حضور لاثانی سرکار کے حجرہ مبارک

کے اوپر روضہ رسول بنا ہوا ہے۔ فرشتے سبز گنبد کو سجا رہے ہیں میں عرض کرتا

ہوں کہ یہ آپ کس کے لئے کر رہے ہیں ارشاد ہوا کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ

کی محفل آ رہی ہے اس لئے ہم یہ سجا رہے ہیں۔"

(نوری کریں: ص ۱۹۳)

کعبہ شریف کی توہین

"ایک رات قبلہ لاثانی سرکار خواب میں تشریف لائے اور آپ نے فرمایا

کہ کیا کعبہ اللہ میں بیعت ہوتا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ جی حضور اس گناہ گار کی یہی خواہش ہے۔ آپ نے فرمایا کعبہ کو یہاں نہ بلالیا جائے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کعبہ شریف حاضر ہے پھر میں نے بیعت اللہ میں آپ کے دست حق پر بیعت کی۔“  
(نوری کریم: ص: ۲۹۵)

### اللہ کے گھر میں ڈھول کی تھاپ

”رودینہ اشرف صلابہ (فیصل آباد) سالانہ محفل سلسلہ جشن ولادت لاثانی سرکار کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں کہ خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان جلوس جس کی قیادت پیر و مرشد قبلہ لاثانی سرکار فرما رہے ہیں اور ڈھول کی تھاپ پر ”اللہ ہو“ کا درد ہو رہا ہے۔ یہ جلوس چلتے چلتے خانہ کعبہ شریف پہنچ گیا اور ایک بہت بڑے اسٹیج پر قبلہ لاثانی سرکار جلوہ افروز ہوئے اور محفل پاک لاثانی کا آغاز ہوا ”سبحان اللہ“ جو محفل اللہ عزوجل کے گھر میں ہو رہی ہو اس کی فضیلت و اہمیت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔“  
(نوری کریم: ص: ۴۰۴)

### اولیاء اللہ کی توہین (انگریزی ولی)

”کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک دن میں خانیوال میں تھا۔ دو پہر کا وقت تھا آرام کی غرض سے چار پائی پر لیٹ گیا ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ میں نے دیکھا (اس وقت میری آنکھیں بند تھیں لیکن میں جاگ رہا تھا) ایک بزرگ فضا میں پرواز کرتے ہوئے وہاں سے جا رہے ہیں۔ مجھے القاء ہوا کہ یہ قبلہ چادر والی سرکار کے آستانہ عالیہ سے حاضری دے کر جا رہے ہیں۔ مجھے ان کی جانب کشش محسوس ہوئی۔ اور میں ان سے ملنے کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ ان سے مجھے دیکھ کر رک گئے اور میرے قریب آئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ کلین شیو تھے ان کا حلیہ بھی انگریزوں والا تھا۔ ایسا لگتا تھا وہ کسی مغربی ملک کے باشندے ہیں۔ انہوں نے آتے ہی

مجھے سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے پھر مجھے بتایا کہ میں چادر والی سرکار کے آستانہ عالیہ سے حاضری دے کر آ رہا ہوں۔ اسی وقت چادر والی سرکار کے آستانہ عالیہ کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا اور میں نے دیکھا کہ وہاں پیر و مرشد حضور چادر والی سرکار اور ان کے ہمراہ پیران پیر غوث الاعظم سرکار بھی تشریف فرما ہیں۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر اس انداز میں سر ہلایا جیسے آپ ان بزرگ کی بات کی تصدیق فرما رہے ہوں۔ (کہ انہوں نے سچ کہا ہے)

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ میں امریکہ جا رہا ہوں۔ اور صرف دو تین منٹوں ہی میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ ان کی بات سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی کہ جہاں جہاز بھی کئی گھنٹوں میں پہنچتا ہے وہاں میرے آقا کا منظور نظر بندہ منٹوں، سیکنڈوں میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا کہ آپ جسم سمیت پرواز کر کے لکھنؤ میں کہیں جاسکتے ہیں۔

انہوں نے جواب دیا مجھے حضرت چادر والی سرکار نے ہی مسلمان کر کے پھر بیعت کیا اور پھر میرے باطن کو دیکھتے ہوئے آپ نے اپنی نظر کرم سے مجھے یہ مقام عطا فرمایا۔ آپ سرکار نے مجھے یہ مقام خاص عطا کرنے کی وجہ بیان فرمائی اور فرمایا کہ ہم اس پورے علاقہ پر نظر ڈال کر کر دیکھا۔ (انتخاب کے لئے) لیکن تم ہمیں اس پورے علاقہ میں دوسروں کی نسبت زیادہ دردمند دل رکھنے والے (فرم دل) یعنی دوسروں کا دکھ درد اور پریشانیوں کو محسوس کر کے انہیں حل کرنے کی کوشش کرنے والے نظر آئے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہ تم رزق حرام نہیں کھاتے۔ اس لئے ہم نے تم پر یہ کرم کیا ہے۔

پھر وہ بزرگ مجھے کہنے لگے کہ مقام و مرتبہ تو آپ کا بلند ہے لیکن مجھے یہ طاقت پرواز اس لئے عطا کی گئی ہے کہ میری ذیوائی اس جسم کی ہے کہ مجھے کام کی وجہ سے بار بار آپ کے پاس آنا پڑتا ہے۔ ابھی جب میں یہاں



سے گز رہا تھا تو مجھے کشش ہوئی اور ایسا محسوس ہوا کہ یہاں کوئی کامل ہستی موجود ہے۔ تو میں آپ کو سلام کرنے کیلئے حاضر ہوا تھا۔

اس کے بعد وہ مجھے ظاہری طور پر امریکہ لے کر گئے اور ہم نے یہ فاصلہ محض چند سیکنڈوں میں طے کر لیا۔ میں وہاں کافی دیر موجود رہا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ وہاں کے ماحول میں انہی کی طرح رہن سہن اپنائے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ صاحبِ تصرف دلی تھے۔

(مرشد اکمل۔ ص: ۱۳۵-۱۳۶)

ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ:

”ایک مرتبہ آستانہ پر چند ایسے آدمی آئے جس کا حلیہ انگریزوں والا تھا۔ نیکر شٹ پہنے ہوئے ایسا لگتا تھا وہ کسی ملک کی سیاحت پر نکلے ہوئے ہیں۔ وہ پرواز کر کے آتے اور کسی کو آتے ہوئے دیکھائی نہ دیتے اور آستانہ عالیہ کے قریب چند قدم پر ظاہر ہو جاتے اور نہ ہی جاتے ہوئے کسی کو نظر آتے۔“ (مرشد اکمل۔ ص: ۱۵۷)

جبکہ لائانی سرکار کے ایک مرید لکھتے ہیں کہ:

طریقت و تصوف کی وضاحت کیلئے مرشد کریم جناب صدیقی لائانی سرکار صاحب کا ظاہر میں پیش آنے والا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں جو آپ سرکار نے خورشید باؤس لاہور میں ہونے والی ایک محفل میں اس طرح بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں (جناب صدیقی لائانی سرکار صاحب) خانوال میں تھا اور چار پائی پر لیٹا تھا کہ میں نے ایک بزرگ کو ہوا میں اڑتے دیکھا، مجھے ان کی جناب کشش کوئی اور محسوس ہوا کہ جیسے وہ حضور سیدنا چادر والی سرکار کے آستانہ عالیہ پر حاضری دے کر آ رہے ہیں اور انہیں بھی میری جناب کشش محسوس ہوئی اور وہ زمین پر اتر آئے۔ وہ بزرگ کلین شیو تھے اور کسی یورپی ملک سے تعلق رکھتے تھے، ہونی صد انگریزوں والا حلیہ تھا۔ انہوں نے زمین پر اترتے ہی مجھے سلام کیا دست بوسی کی اور فرمایا کہ میں چادر والی سرکار کے آستانہ سے حاضری دے کر آ رہا ہوں۔ میں (لائانی سرکار

صاحب) نے بالمشقی طور پر نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ اس وقت آستانہ عالیہ بلتان شریف پر حضور سیدنا چادر والی سرکار اپنے حجرے میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے ہمراہ حضور داتا صاحب اور غوث الاعظم سرکار بھی تشریف رکھتے ہیں جبکہ کوئی ملاقاتی یا خادم نہیں اور سیدنا چادر والی سرکار نے مجھے متوجہ پا کر تعذیب فرمائی کہ یہ درست کہہ رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو اتنا خاص مقام حاصل ہے کہ آپ لمحوں میں ظاہری پرواز کر کے کہیں بھی جاسکتے ہیں، اس کے باوجود آپ اتنی زیادہ عقیدت اور احترام سے میری دست بوسی کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے کہ حضور سیدنا چادر والی سرکار کے مزار مبارک پر حاضری دینے کے بعد مجھے خانوال کی جانب کشش محسوس ہوئی اور مجھے علم ہو گیا کہ اس وقت خانوال میں کوئی کامل و مکمل ہستی موجود ہیں، اسی لئے میں سلام عرض کرنے حاضر ہوا۔ آپ سرکار (حضور سیدنا صدیقی لائانی سرکار) کا مقام مجھے سے بہت زیادہ بلند ہے لیکن ظاہری پرواز کرنے کی طاقت مجھے اس لئے دی گئی کہ میری ڈیوٹی اس قسم کی ہے۔ میں (جناب صدیقی لائانی سرکار صاحب) نے پوچھا کہ اگرچہ آپ کلین شیو ہیں۔ حلیہ لباس، زبان اور چال و حال بھی انگریزوں والی ہے

لیکن اس کے باوجود آپ کو یہ ولایت کا اتنا بلند مقام کیسے عطا ہوا؟ انہوں نے فرمایا حضور سیدنا چادر والی سرکار کی نظر کرم سے مسلمان ہوا اور میرے باطن کو دیکھتے ہوئے مجھے یہ مقام عطا کیا گیا اور سیدنا چادر والی سرکار نے بعد ازاں فرمایا کہ تم پر یہ کرم اس لئے کیا گیا کہ تم مجھے اس پورے علاقہ میں سب سے بہتر محسوس ہوئے اور مزید ارشاد فرمایا کہ آپ درد مند دل رکھنے والے ہیں اور دوسروں کی مشکلات دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔۔۔ پھر وہ مجھے ظاہری طور پر امریکہ لے گئے یہ فاصلہ محض چند سیکنڈوں میں طے ہو گیا۔ ان کا حلیہ اور لباس انگریزوں والا تھا اور ایک ماڈرن شخص دکھائی دیتے تھے۔ میں (صدیقی لائانی سرکار صاحب) وہاں کافی دیر جسمانی طور پر موجود رہا اور میں نے دیکھا کہ وہ مکمل طور پر مغربی ماحول میں گھلے گئے

ہیں لوگ آتے ہیں اور اپنے اپنے انداز میں ان سے مسائل حل کراتے ہیں۔ کوئی خاتون اپنا کام ہو جانے کی غرض میں ڈالس کی دعوت دے دیتی ہے تو کوئی کھانے کی، ان کی محافل، گفتگو، انداز سب کچھ ہی ماڈرن اور انگریزوں والا ہی تھا لیکن اس سب کے باوجود وہ صاحب تعرف دلی تھے۔" (میرے مرشد۔ ص: ۱۴۱-۱۴۲)

یہ خود ساختہ واقعات اس بات کی دلیل ہے کہ صوفی مسعود احمد امریکہ اور انگریزوں کا ایجنٹ ہے۔ اور دین اسلام اور صوفیت کے نام پر ماڈرن اور میڈان امریکہ اسلام کا ورژن پاکستان میں پروموت کر رہا ہے۔ اس واقعات کا اس کے سوا کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ تم بٹش، ٹونی بلنیر، او باما، کوبرا بھلاست کو تمہیں کیا پتہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ صاحب تصرف دلی اللہ ہوں۔ معاذ اللہ۔ کلین شیوا اللہ کے رسول ﷺ کا باغی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا باغی بھی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ صوفی صاحب کے مدوح مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ:

"دائمی منڈانے اور کتر دانے والا فاسق ملعون ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔"

(احکام شریعت۔ ج ۲۔ ص: ۸۹۰ احیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

آپ کے مدوح تو کلین شیوا کو فاسق ملعون، بتا رہے ہیں آپ اسے ولی اللہ مان رہے ہیں، آپ کے مدوح اسے امام بنانے کو گناہ بتا رہے ہیں آپ نے ولی اللہ بنا دیا آپ کے مدوح فتویٰ دیتے ہیں کہ ایسے شخص کا شمار نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ ہوگا آپ نے ایسے لوگوں کو شمار صاحب تصرف اولیاء اللہ میں کر دیا

ابن چہ بواجمی است

پھر ایک طرف تو لائبنوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے چیر و مرشد لائبنی سرکار کو ساری دنیا کی خبر کھوتیں اس کی مرضی سے چلتی ہیں مگر دوسری طرف جب اس نے کہا کہ دو تین منٹ میں امریکہ پہنچ جاؤں گا تو صوفی صاحب کو حیرت ہوئی! اس کا مطلب ہے کہ صوفی صاحب کو اپنے سامنے موجود آدمی کا بھی پورا علم نہیں تو ساری دنیا کا علم خاک ہوگا؟

پھر صوفی صاحب کے جھوٹ کو دیکھیں پہلے کہتا ہے کہ دو تین منٹ میں امریکہ پہنچ جاتا ہے مگر لائبنی کو لیکر چند سیکنڈوں میں پہنچ جاتا ہے اسے کہتے ہیں دروغ گور حافظہ نہ باشد

پھر کہتے ہیں کہ دو ولی امریکا جا کر انگریزوں ہی کی طرح حلیہ میں ان کی طرح رہن سہن اپنائے ہوئے ہے یعنی جس طرح انگریز اپنی مشفقہ اور ماں بہن کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کر سکتے اس نام نہاد ولی کا بھی یہی حال تھا جس طرح شراب اور سور انگریز کے رہن سہن کا لازمی جز ہے ڈالس اور ٹائٹ کلیس وہاں کی ثقافت ہے ان تمام تر منکرات میں لائبنوں کا وہ ولی برابر کا شریک رہتا۔ خدا را اول پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کسی ولی کی اس سے زیادہ تو جہن ہو سکتی ہے؟ صوفی صاحب کچھ مولویوں کے ساتھ اپنی بحث کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"اللہ و رسول ﷺ کے فیض و کرم سے متعلق بہت سے سوالوں میں سے چند سوال یہ بھی تھے کہ بغیر دائمی والا ولی کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور اسے حضور نبی کریم ﷺ یا مشائخ کا ملین کی زیارت کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ ان کے خیال میں وہ تارک سنت تھا میں نے قرآن و احادیث اور اقوال مشائخ سے ثابت کیا اور انہیں مطمئن کر دیا۔"

(راہمائے اولیاء۔ ص: ۲۳۰)

صوفی صاحب ہمارا بھی آپ سے یہی سوال ہے کہ امید کرتے ہیں کہ آپ بھی ایف آئی آر کٹوانے، غنڈوں کے ذریعہ ہمیں دھمکیاں دینے کے بجائے قرآن و حدیث پیش کر کے ہمیں مطمئن کر دیں گے۔

جس کو وضوء نہ آتا ہو وہ ولی ہے

"قبلہ حضور جناب صدیقی لائبنی سرکار صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا چادر والی سرکار کے آستانہ عالیہ پر کئی مرتبہ انگریزوں کے حلیہ والے لوگ حاضری دیتے تھے جواز کرتے تھے اور آستانہ عالیہ کے قریب ہی ظاہر ہو جاتے تھے، اکثر اوقات خادمین ایسے لوگوں کو پہچان نہیں پاتے تھے مثلاً ایک مرتبہ اس طرح ہوا کہ چند اسی طرح کے اولیاء جب تشریف



لائے تو انہوں نے قبلہ چادر والی سرکار سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ چونکہ خادمین کو ان کے متعلق علم ہی نہ تھا وہ ٹوٹی پھوٹی اردو بول رہے تھے۔ اور محسوس ہوتا تھا جیسے کچھ سیاح چلتے پھرتے آگئے ہیں۔ خادمین ان سے کچھ سختی سے پیش آئے مثلاً جب وہ وضو کرنے لگے تو انہیں وضو کا صحیح مسنون طریقہ نہ آتا تھا۔ اس پر خادمین نے انہیں ذرا سختی سے درست طریقہ بتایا لیکن بعد ازاں جب سیدنا چادر والی سرکار ان کے ساتھ نہایت محبت کے ساتھ پیش آئے تو احساس ہوا کہ کہیں یہ صاحب ڈیوٹی درویش تو نہیں؟ اور پھر جب وہ جانے لگے تو خادمین نے ان کے متعلق عرض کی اور علم ہوا کہ واقعی وہ صاحب ڈیوٹی درویش ہیں۔ خادمین نے ان کے پیچھے جانا چاہا کہ ان کی صحیح انداز میں خدمت کی جائے اور گستاخی کی معافی مانگی جائے تو سرکار نے ارشاد فرمایا کہ ان کے پیچھے جانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ اڑ کر جا چکے ہیں۔ (میرے مرشد۔ ص: ۱۳۲-۱۳۳)

مجھے تو پکا یقین ہے کہ یہ انگریز جنہیں وضو کا طریقہ بھی نہیں آتا کسی خفیہ اجتماعی کے ایجنٹ تھے اور چادر والی سرکار کو گورے آقا کا کوئی پیغام دینے آئے تھے "صاحب ڈیوٹی درویش" کی اصطلاح کافی کچھ بتا رہی ہے۔

ولی بھنگڑے ڈالتے ہیں

اے جشن ولادت منادوں وا      اللہ نے حکم فرمایا اے  
جشن پاک تے دیکھو دیوانے نجد سے      ولایاں نے وی بھنگڑا پایا اے  
(لاٹانی کریں۔ ص: ۵۷)

لاٹانی کی طرف سے نبوت کا دعویٰ

"آپ ﷺ ان ہستی کی جانب سے اشارہ فرما کر کہتے ہیں کہ یہ میرے بیٹے ہیں یہ صدیقی لاٹانی سرکار (فیصل آباد) ہیں جس نے انکو (صدیقی لاٹانی سرکار صاحب) مانا اس نے مجھے مانا جس نے اس کے ساتھ محبت کی اس نے میرے (حضور ﷺ) سے محبت کی جس نے ان سے انکار کیا یا

حسد کیا درحقیقت اس نے میرا انکار کیا۔" (نوری کریں۔ ص: ۴۱۳)

قارئین کرام! کیا یہ وہی دعویٰ نہیں جو مرزا قادیانی کرتا تھا کہ میرے آنے سے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے کہ میں کوئی نیا نبی تو نہیں میں تو وہی ہستی ہوں جو آج سے ۴۰۰ سال پہلے عرب میں مبعوث ہوئے تھے آج یہی دعویٰ لاٹانی کیلئے کیا جا رہا ہے کہ لاٹانی سے انکار حضور ﷺ سے انکار ہے ان سے حسد حضور ﷺ سے حسد ہے ان سے محبت حضور ﷺ سے محبت ہے، کہیں لاٹانی محمد رسول اللہ کے دعوے کی طرف پیش قدمی تو نہیں کر رہے؟ پھر حضور ﷺ کا انکار کفر ہے گویا لاٹانیوں کے ہاں لاٹانی سرکار کا انکار کفر ہے، یعنی اب حضور ﷺ کی رسالت کے ساتھ ساتھ لاٹانی کی رسالت پر بھی ایمان لانا ہوگا ورنہ ایمان کا کوئی فائدہ نہیں، میں کہتا ہوں کہ کیا یہ لاٹانی کی محبت تو نہیں اس لئے کہ لاٹانی سے پہلے نجات کیلئے تم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ حضور ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا کافی تھا مگر اب لاٹانی پر ایمان لانا بھی ضروری ہوگا اب نجات صرف حضور ﷺ کی رسالت کے اقرار پر نہ ہوگی بلکہ لاٹانی کی رسالت و نبوت کا بھی اقرار کرنا ہوگا۔

لاٹانی کا ایک مرید لکھتا ہے کہ:

"اس بات کو خواہ آپ کوئی ہی رنگ دیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضور ﷺ کا شرح صدر چالیس سال کی عمر میں ہوا اور جناب لاٹانی سرکار صاحب کو بھی چالیس سال کی عمر میں دل کی تکلیف والا معاملہ پیش آیا۔" (میرے مرشد۔ ص: ۴۶)

سب لوگ جانتے ہیں کہ ۴۰ سال کی عمر میں نبی پاک ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تھا الفاظ کے ہیر پھیر کے باوجود ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت میں صوفی مسعود کو کس منصب پر بٹھایا جا رہا ہے۔

لاٹانی سرکار کی بیعت انبیاء علیہم السلام کی بیعت

"سرکار مدینہ ﷺ اور انبیاء کرام پر ہی موقوف نہیں، حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت، ازواج مطہرات، خلفائے راشدین اور بزرگان دین نے بھی حضرت لاٹانی سرکار کے آستانہ عالیہ کو اپنا آستانہ عالیہ اور آپ کی بیعت کو

در حقیقت اپنی بیعت فرمایا۔ (فیوض و برکات۔ ص: ۲۵)

لاٹانی کا چہرہ حضور ﷺ کا چہرہ

لاٹانی کی ایک مریدنی کہتی ہے:

”آج سے تقریباً بارہ سال پہلے کی بات ہے کہ مجھے آقائے نامدار حضور ﷺ کی زیارت پاک کا بہت شوق تھا، دل چاہتا تھا کہ زندگی میں ایک مرتبہ سہی حضور پر نور ﷺ اپنا ویدار کرادیں، بے شک میرے آقا قارب و بعید کی سننے والے ہیں۔ قربان جاؤں آپ کی شان کریمی پر ایک رات عالم رویا میں اپنا لورانی جلوہ دکھایا۔ آپ سرکار ﷺ مسکرا رہے تھے اور وہ مسکراہٹ اتنی دلشین تھی کہ میرے قلب و ذہن پر نقش ہو گئی۔ آپ نے فرمایا!

”ہم محمد ﷺ ہیں“

اس کے بعد آپ سرکار تو تشریف لے گئے، مگر میرے دل پر رخ و انصافی کے امت نعوش رہ گئے، آج بارہ سال گزرنے کے بعد بھی لگتا ہے، جیسے کل ہی کی بات ہے اب جب میں آستانہ عالیہ آئی اور آپ کی تصویر مبارک پر نظر پڑی تو بارہ سال پہلے کا خواب یاد آ گیا کیونکہ یہ تو وہی چہرہ ہے جس میں آپ ﷺ نے مجھے اپنا ویدار کروایا تھا۔“

(فیوض و برکات۔ ص: ۹۷)

قارئین کرام! آپ لاٹانی سرکار کی تصویر دیکھ لیں اس کے چہرے پر جو محبت چمک رہی ہے آقا ﷺ کے چہرہ مبارک کو لاٹانی کے چہرے کی طرح کہنا حضور ﷺ کی کھلی توہین ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین

”حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کی جانب سے خاص کرم فرمایا گیا، بالمشی خلافت عطا فرمائی گئی اور آپ کے آستانہ کو اپنا آستانہ فرمایا نیز آپ کو الذوالفقار کے تعارفات عطا فرمائے گئے، نیز ارشاد فرمایا کہ جس کا یہ (عبدیقی لاٹانی سرکار) مولا اس کا علی مولا۔“

(میرے مرشد۔ ص: ۵۶)

## باب ششم

لاٹانی فرقہ کی مروجہ بدعات



**قارئین کرام!** اللہ رب العزت کے نبی ﷺ نے شرک کے بعد جس چیز کی سب سے زیادہ مذمت وہ میری معلومات کے مطابق "بدعت" ہے۔ چنانچہ حضرت پیارے آقا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"قال قال رسول الله ﷺ المدينة حرام ما بين غير الي ثور لمن احدث فيها حدثا او اوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرف ولا عدل."

(مشکوٰۃ - ج ۱ ص ۲۳۸ - بخاری - ج ۲ ص ۱۰۸۳ - مسلم - ج ۱ ص ۱۳۳)

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ مقام غیر سے لیکر مقام ثور تک حرم ہے سو جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعت کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نہ تو اس کی فرضی عبادت قبول کی جائے گی نہ ہی نفعی۔

غور فرمائیں یہ سخت ترین الفاظ اور وعید کس کی زبان مبارک سے نکل رہے ہیں؟ جس کا لقب ہی رحمۃ للعالمین ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام."

(مشکوٰۃ - ج ۱ ص ۳۱)

جس شخص نے کسی بدعت کی تعظیم و توقیر کی تو اس نے اسلام کو گرانے پر اس کی مدد کی۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پاس ایک شخص کسی کا سلام لایا تو آپؓ نے فرمایا:

"بلغني انه قد احدث فان كان احدث فلا تقروه مني السلام."

(ترمذی - ج ۲ ص ۳۸۰ و دارمی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

مجھے سلام بھیجنے والے کی یہ شکایت پہنچی ہے کہ اس نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے اگر واقعی اس نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے تو میرا سلام اس کو نہ دینا۔

یہ بدعت ہی کی نحوست ہے کہ بدعتی اپنی بدعت کو انجام دینے کیلئے ہر قسم کی سختی مجاہدہ برداشت کرتا ہے مگر افسوس کہ وہ مجاہدہ و سختی و دشواریاں آخرت میں اس کیلئے وبال جان بن جاتی ہے وہی عبادات جسے یہ قرب کا ذریعہ سمجھتا رہا اس کیلئے عذاب کا باعث بن جائے گی اس سے زیادہ کیا رسوائی ہوگی کہ ایک غلام سارا دن جان جھوکو میں ڈال کر مالک کی رضا کی نیت کیلئے

کام کرتا رہا مگر رات مالک اسے ذلیل و رسوا کر کے اس کی محنت اسی کے منہ پر مار دے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے بدعتی کے عمل کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے جب تک کہ

وہ اپنی بدعت کو ترک نہ کر دے"۔ (ابن ماجہ - ص ۶)

حقیقت یہ ہے کہ بدعت سے دین کا اصل حلیہ اور نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔ اصل و نقل، حق و باطل کوئی تمیز باقی نہیں رہتی۔ دین کے مٹ جانے کے اصولی دو ہی طریقے ہیں:

(۱) کتمان حق

(۲) تلویس حق و باطل

اسی اختلاط اور تلویس کی وجہ سے دین الہی لوگوں کی خواہشات اور ابواء کا ایک کھلوتا بن جاتا ہے۔ جس کا دل چاہے اپنی مرضی سے کسی چیز کو دین بنا ڈالے جس چیز کو چاہے دین سے خارج کر دے۔ یاد رہے کہ کسی کام کو باعث اجر و ثواب اور موجب عذاب ہونے کا فیصلہ صرف باری تعالیٰ کا کام ہے اور اس کو لوگوں تک پہنچانا نبی اور رسول کا بیان ہے۔ لہذا اپنی طرف سے کسی چیز کو کار ثواب اور کسی چیز کو کار عتاب کہنے والا گویا اپنے لئے منصب الوہیت و رسالت تجویز کرتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"من ابتدع في الاسلام بدعة لم يزلها حسنة فقد زعم ان

محمداً ﷺ خاتم النبوة لان الله تعالى يقول اليوم

اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم

الاسلام ديناً فلا ينبغي يؤمّن ديناً فلا يهكون اليوم ديناً

(الاعتصام ج ۱ ص ۳۹ دار المعرفہ بیروت)

"جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور اسے حسنة سمجھا تو اس نے یہ گمان

کیا کہ نبی ﷺ نے رسالت میں خیانت کی (معاذ اللہ) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ

فرمایا ہے کہ اے محمد ﷺ! آج میں نے اپنے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ پس جو چیز اس دین نہ ہوگی تو وہ

چیز آج بھی دین نہیں ہو سکتی۔"

اللہ کے رسول ﷺ نے واضح طور پر فرمادیا کہ:

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى

محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها و کل بدعة ضلالة  
(مسلم۔ ج ۱ ص ۲۸۵۔ مشکوٰۃ۔ ج ۱ ص ۲۷)

اما بعد! بہترین بیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین نمونہ اور سیرت محمد ﷺ  
کی سیرت ہے اور وہ کام برے ہیں جو نئے نئے گھڑے جائیں اور ہر بدعت  
گمراہی ہے۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی ہدی اور سیرت کا بدعت سے تقابل کر کے یہ  
بات واضح کر دی کہ آپ ﷺ کی سیرت اور نمونہ کے خلاف جو کچھ ایجاد کیا جائے گا وہ سب  
بدعت ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بدعت مذمومہ وہ بدعت ہے جو قرآن و  
حدیث کے خلاف نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں ہو لہذا یہ کہنا کہ جہاز بھی تو حضور ﷺ کے  
زمانے میں نہیں تھے ریل بھی تو نہیں تھی پچھلے بھی تو نہیں تھے ان کو بھی بدعت و ناجائز کہو  
درست نہیں۔

ایک اور جگہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ:

من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد  
(بخاری۔ ج ۲ ص ۱۰۹۲، مسلم و مستدرج)

جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہماری طرف سے ثبوت موجود نہیں تو وہ کام مردود ہو جائے گا  
اس حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ دین کا وہ کام جس پر آپ ﷺ سے  
کوئی ثبوت نہ ہو جس پر آپ ﷺ کی طرف سے مہر نہ ہو وہ مردود ہے۔

بعض لوگوں کو جب بدعات سے منع کیا جاتا ہے تو فوراً جواب دیتے ہیں اچی اس میں برا کیا  
ہے دیکھو کتنے فائدہ ہیں اللہ کا ذکر لوگ کر رہے ہیں، مسلمان کھانا کھا لیتے ہیں محفل میں  
آکر، لوگوں کیلئے دعا ہو جاتی ہے اس میں برا کیا ہے اس میں یہ تو یہ یہ فائدہ ہے ہیں، لیکن اگر  
اس فائدہ کو استعمال کیا جائے تو شاید دنیا میں کوئی بھی چیز بری نہ ہو شراب اور جوئے جیسی فحش  
ترین، نجس اور حرام چیز کے متعلق بھی تو قرآن میں آیا ہے کہ

فيها اثم كبير و منافع للناس (پ ۲۔ رکوع ۲۷۔ بقرہ)

ان دونوں میں گناہ بڑا ہے اور لوگوں کیلئے ان میں کچھ منافع بھی ہیں  
ٹھیک ہے کہ کسی غلط چیز میں کوئی نفع بھی ہوگا مگر اس کے مقابلے میں اس کا نقصان بھی تو

دیکھا جائے۔ یہ قلیل نفع ہرگز اسے جواز کے درجے پر نہیں پہنچا سکتا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہم سمجھتے ہیں کہ ان باتوں کو بدعت  
پسند آج زر سے لکھ کر اپنے دل کی تضحیٰ پر محفوظ کر لیں وہ فرماتے ہیں کہ:

"اما بعد اوصیک بتقوی اللہ والاقتصاد فی امرہ و اتباع  
سنة نبیہ ﷺ و ترک ما احدث المحدثون بعد ما جرت بہ  
سنة و کفوا معنتہ فعلیک بلزوم السنة فانہا لک باذن  
اللہ عصمة ثم اعلم انه لم یبدع الناس بدعة الا قد مضی  
قبلہا ما هو دلیل علیہا او عبرة فیہا فان السنة انما سنہا من  
قد علم ما فی خلافہا من الخطا و الزلل و الحق و التعقیق  
فارض لنفسک ما رضی بہ القوم لانفسہم فانہم علی علم  
وقفوا ببصرنا لئلا کفوا و لہم علی کشف الامور کائنات القوی و  
بفضل ما کائنات لہ اولی فان کل الہدی ما انتم علیہ  
لقد سبقتموہم الیہ" (ابوداؤد۔ ج ۲ ص ۲۷۷)

اما بعد میں تجھے خدا تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کے حکم میں میاندردی اختیار  
کرنے اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے کی وصیت کرتا  
ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ اہل بدعت نے جو بدعتیں ایجاد کی ہیں ان  
کو ترک کرنا، جبکہ سنت اس سے قبل جاری ہے اور سنت کی موجودگی میں  
بدعت کی ایجاد کی کیا مصیبت ہے؟ سنت کو مضبوطی سے پکڑنا کیونکہ خدا  
تعالیٰ کے حکم سے سنت حفاظت کا ذریعہ ہے اور یہ جاننا لے کہ لوگوں نے  
جو بدعات ایجاد کی ہیں اس سے قبل ہی وہی چیز گزر چکی ہے جو اس پر دلیل  
ہو سکتی تھی یا اس میں عبرت ہو سکتی تھی کیونکہ سنت ان پاک ہستیوں کی  
طرف سے آئی جنہوں نے اس کے خلاف خطا، لغزش، حماقت اور تعق کو  
بغور دیکھ لیا تھا اور اس کو اختیار نہ کیا۔ تو بھی صرف اسی چیز پر راضی رہ جس  
پر تو مراضی ہو چکی ہے کیونکہ انہوں نے علم پر اطلاع پائی اور وہ دور رس نگاہ  
سے دیکھ کر بدعت سے اجتناب کیا اور بہت بدہ معاملات کی تہہ تک پہنچنے پر



قوی تر تھے اور جس حالت پر وہ تھے وہ افضل تر حالت تھی۔ سو اگر ہدایت وہ ہے جس پر تم گامزن ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ان سے فضیلت میں بڑھ گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کا ارشاد واضح ہے کہ سنت جناب نبی کریم ﷺ کا بتلایا ہوا اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا متعین کیا ہوا راستہ ہے۔ سنت کے خلاف جو بدعت تھی اس طریقہ پر بھی ان کی نگاہ اٹھی مگر انہوں نے ہرگز اس کو اختیار نہ کیا اور آج جو دلائل اہل بدعت پیش کرتے ہیں یہی دلائل اس وقت بھی موجود تھے مگر نہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ان دلائل سے بدعات کا جواز معلوم ہوا نہ انہیں ان بدعات میں کوئی آنکھ بھانے والی عبرت نظر آئی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ کل جن دلائل سے بدعات کا جواز نہ مل سکا آج ان سے بدعات کا جواز ثابت ہو رہا ہے؟ لہذا تم اپنے لئے اسی چیز کو پسند کرو جس کو وہ اپنے لئے پسند کر چکے ہیں۔ اگر آج کی یہ بدعات جائز اور باعث ثواب ہے تو اس کا مطلب یہی نکلے گا کہ ہم علم و تقویٰ، دیانت و امانت میں ان سے سبقت لے گئے۔ (العیاذ باللہ)

یہ کہنا کٹھیک ہے حضور ﷺ نے نہیں کیا لیکن اگر ہم کر لیں تو کیا حرج ہے؟ تو جواباً گزارش ہے کہ کسی فرد و بشر کو اپنی طرف سے عبادت کے کسی خاص طریقہ کو وضع کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جو شخص از خود عبادت کا طریقہ وضع کرتا ہے تو گویا وہ شارع بننا چاہتا ہے، حالانکہ شارع صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے، نیز اگر کیا حرج والی منطق کو تسلیم کر لیا جائے تو ہم کہیں گے کہ عید کی نماز کی اذان و تکبیر نہیں ہے، اگر عید کی نماز کیلئے اذان و تکبیر کہہ لی جائے تو کیا حرج ہے؟ اسی طرح نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے، چوتھی تکبیر سے پہلے دعا کا کوئی بھی قائل نہیں، اگر مانگ لی جائے تو کیا حرج ہے؟ چار رکعات والی نماز میں پہلے التحیات میں درود شریف نہیں پڑھاتا جاتا اگر کوئی پڑھ لے تو کیا حرج ہے؟ پس واضح ہو گیا کہ ”کیا حرج ہے“ کہہ کر بدعات کو دین میں داخل کرنا بالکل غلط ہے۔

یہاں ایک بات اور یاد رکھیں کہ جس طرح دین میں کوئی نئی چیز داخل کرنا بدعت ہے اسی طرح شریعت نے جس عبادت کو مطلق رکھا ہے انہیں چھید کر دینا، ان کی کیفیت بدل دینا یا اپنی طرف سے ان عبادات کیلئے کوئی خاص اوقات کو متعین کرنا بھی بدعت اور شریعت سازی کہلائے گی۔

علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”و منها التزام کیفیات والہیات المعینۃ کما الذکر بھینۃ الاجتماع علی صوت واحد (الی ان قال) و منها التزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لها ذالک التعیین فی الشریعۃ“

(الاعتصام۔ ج ۱ ص: ۲۸ دار الکتاب العربی بیروت)

اور انہی بدعات میں سے کیفیات مخصوصہ اور چہات معینہ کو التزام ہے جیسے کہ بیت اجتماع کے ساتھ ایک آواز پڑ کر کرنا (پھر آگے فرماتے ہیں کہ) اور انہی بدعات میں سے خاص اوقات کے اندر ایسی عبادات معینہ کا التزام کر لینا بھی ہے جن کیلئے شریعت نے وہ اوقات مقرر نہیں کئے۔

اس مسئلہ پر بیسیوں حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں لیکن چونکہ ہماری کتاب کا موضوع بدعت نہیں ہے اس لئے بقدر کفایت چند حوالے اور ضروری باتیں گوش گزار کر دیں۔ اس تمام تر تفصیل کو سامنے رکھ کر اب آئے کہ لاثانی سرکار اور اس کے مریدوں نے اپنے سلسلے میں دین کے نام پر کیسی کیسی بدعات کو رواج دیا ہے اور ظلم یہ کہ ان بدعات کیلئے سب سے بڑی دلیل وہی ”خوابوں کی دنیا“۔

**جشن ولادت لاثانی سرکار کی بدعت**

”آپ کی ولادت با سعادت ۱۹۶۰ء کے آخری مہینوں میں ہوئی لیکن آپ سرکار کے مریدین آپ کا جشن ولادت ماہ جولائی کی ۲ تاریخ کے بعد آنے والی پہلی جمعرات کو مناتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بذریعہ خواب ۱۹۹۱ء میں سرشد اکمل جناب صدیقی لاثانی سرکار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ لوگ ہر سال ساگرہ (برہنہ ڈے) مناتے ہیں تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے ہر سال جولائی کی پہلی جمعرات کو جشن ولادت کے نام سے سالانہ محفل ذکر و سنت کا انعقاد کرو“۔

(ماہنامہ لاثانی انقلاب انٹرنیشنل۔ ص: ۲۰۔ جولائی ۲۰۲۱)

صوفی صاحب کے ایک اور مرید لکھتے ہیں:

”ولی اللہ کا کوئی عمل بھی رضائے الہی کے بغیر نہیں آتا ۱۹۹۱ء میں میرے مرشد اکمل حضرت صدیقی لاٹانی سرکار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا لوگ ہر سال ساگرہ (برتھ ڈے) مناتے ہیں تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے ہر سال جولائی کی پہلی جمعرات کو جشن ولادت کے نام سے سالانہ محفل ذکر و نصرت کا انعقاد کرو۔ یہ جشن ولادت تمہاری پوری زندگی میں نہایت شان و شوکت اور باوقار انداز میں منایا جانا چاہئے اور تمہارے پردہ کر جانے کے بعد اسی محفل پاک کو عرس مبارک کا نام دیا جائے گا یعنی یہ آپ کا عرس مبارک ہوگا۔“ (نوری کریمیں۔ ص: ۱۶۹)

قارئین کرام! غور فرمائیں جس جشن کا حکم اللہ نے اپنے نبی کو نہیں دیا، کسی صحابی کو نہیں دیا، ۱۳ ویں صدی کے کسی ولی کو نہیں دیا یہ لاٹانی کہتا ہے کہ مجھے اس کا حکم ہوا ہے اور دلیل کیا ہے؟ وہی خوابوں کی بھول بھلیاں۔ صوفی صاحب نے اپنے ان خوابوں کی بنیاد پر دین اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ پھر اس بدعت کو جشن کہنا بھی عجیب مذاق ہے اس لئے کہ صوفی خود کہتا ہے کہ ولادت تو آخری مہینے میں ہوئی مگر اس کا جشن سال کے درمیان منایا جا رہا ہے کیا یہ کھلا جھوٹ اور تضاد نہیں؟ جب اللہ نے جشن کا حکم ہی دینا تھا تو اسی تاریخ کو دیتا جس دن صوفی پیدا ہوا۔ جب بدعت کی ابتداء ہی جھوٹ پر ہو تو انجام کیا ہوگا۔ پھر ان کی عقل پر ماتم کریں کہ برتھ ڈے کی مخالفت میں یہ جشن مناتے ہیں، بھائی اگر برتھ ڈے غیر شرعی تھا تو تمہیں یہ کس نے اجازت دی کہ ایک غیر شرعی کام کو ختم کرنے کیلئے خود ایک اور غیر شرعی کام کا ارتکاب شروع کر دو۔ کل کو لوگ شراب پیا کریں گے تو کیا معاذ اللہ صوفی کو یہ خواب آئے گا کہ لوگ شراب پیتے ہیں لہذا تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ کا نام و ذکر کر کے شراب پیو۔ صوفی صاحب اور اس کے تمام مریدین ہمیں جواب دیں آخر وہ کوئی دلیل ہے جس کی بنیاد پر برتھ ڈے منانا تو مگر اسی ہو اور صوفی صاحب کا برتھ ڈے منانا عین اسلام ہو؟

پھر اس نام نہاد صوفی برتھ ڈے میں خدا کے نام پر خدا کی کھلی نافرمانیاں ہوتی ہیں بے پردہ عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے۔ عورتیں اور مرد جماعتی طور پر ناپتے ہیں، دنیا کے سارے فساق و فجار جمع ہو کر ڈھول سارنگی کی تھاپ پر مست ہو جاتے ہیں۔ تو الی گانے

باجے کی محفل گرم ہوتی ہے نمازوں کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ چنانچہ صوفی صاحب کی ایک مریدی اس خرافاتی محفل کا حال یوں بیان کرتی ہے:

”روینہ اشرف صاحب (فیصل آباد) سالانہ محفل بسلسلہ جشن ولادت لاٹانی سرکار کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں کہ خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان جلوس جس کی قیادت پیر و مرشد قبلہ لاٹانی سرکار فرما رہے ہیں اور ڈھول کی تھاپ ”پر“ ”اللہ“ کا دور دور رہا ہے یہ جلوس چلتے چلتے ”خانہ کعبہ“ شریف پہنچ گیا اور ایک بہن بڑے سچ پر قبلہ لاٹانی سرکار جلوہ افروز ہوئے اور محفل پاک لاٹانی کا آواز ہوا ”سبحان اللہ“ جو محفل اللہ عزوجل کے گھر میں ہو رہی ہو اس کی فضیلت و اہمیت کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟“

(نوری کریمیں۔ ص: ۴۰۴)

یا خدا!!! آسان پھٹ کیوں نہیں پڑتا؟ زمین شق کیوں نہیں ہوتی؟ جس محفل میں ڈھول کی تھاپ پر اللہ کا ذکر ہو اس کے فضائل و اہمیت بتانا اور یہ کہنا کہ خانہ کعبہ میں ڈھول بج رہا تھا کیا خانہ خدا اور ذکر خدا کی کھلی توہین نہیں؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ اگر طعام مشتبہ ہو یا دعوت کا مکان اور وہاں کا فرش حلال نہ ہو یا وہاں ریشمی فرش اور چاندی کے برتن ہوں یا صحت یا دیوار پر حیوانوں کی تصویریں ہوں یا باجے یا سارنگی کی کوئی چیز موجود ہو یا کسی جسم کا لہو و لعب کھیل کود کا شغل موجود ہو یا غیبت اور بہتان اور جھوٹ کی مجلس ہو تو ان سب صورتوں میں دعوت قبول کرنا منع ہے۔ بلکہ یہ سب امور اس کی حرمت اور کراہت کا موجب ہیں۔“

(مکتوبات: مکتوب نمبر ۳۶۵۔ دفتر اول۔ حصہ چہارم)

غور فرمائیں اگر حلال مجلس میں بھی پیٹنڈ باجے اور آلات حرام شامل ہو جائیں تو اس مجلس میں شرکت حرام ہو جائے تو جو محفل نبوی بدعت اس پر مستعدا بینڈ باجے تو اس کو حلال بلکہ باعث اجر و ثواب بلکہ ایسی محفل کو خانہ کعبہ میں منعقد محفل کہنا کس قدر شیعہ امر ہے۔ ہر صاحب عقل اس کا فیصلہ خود کر سکتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کے جشن ولادت کے متعلق بھی



صوفی صاحب کی طرح ایک خواب کسی نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا کہ مجھے خواب میں اس محفل کی بڑی برکات نظر آئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

"میرے مخدوم! اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور منامات اور خوابوں کا کچھ بھروسہ ہوتا تو مریدوں کو پیروں کی حاجت نہ رہتی اور طرق میں سے کسی ایک طریقہ کا لازم پکڑنا عبث معلوم ہوتا کیونکہ ہر ایک مرید اپنے واقعات کے موافق عمل کر لیتا اور اپنی خوابوں کے مطابق زندگی بسر کر لیتا۔"

(مکتوب ۲۷۳۔ دفتر اول حصہ پنجم)

غور فرمائیں اگر جشن منانا ہی ہوتا تو سب سے زیادہ نبی ﷺ اس بات کے حق دار تھے ان کا جشن منایا جاتا جب علماء نے جشن میلاد النبی ﷺ کو بدعت لکھتا ہے تو صوفی کون ہوتا ہے جو کہے کہ میری ولادت کا جشن مناؤ؟ ہمیں ذکر و نعت سے معاذ اللہ کوئی اختلاف نہیں مگر اس کیلئے ہر سال مخصوص تاریخ و دن مقرر کر لینا اور پھر یہ کہنا کہ یہ اللہ کا حکم ہے افتراء علی اللہ، شریعت گھڑنا اور بدعت کے سوا کچھ نہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"لا تَخْتَصِمُوا لِسِلَّةِ الْجُمُعَةِ لِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخْتَصِمُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لِي صَوْمٌ بِصَوْمِ أَحَدِكُمْ". (مسلم، ج ۱، ص ۳۶۱)

جمعہ کی راتوں کو دوسری راتوں سے نماز اور قیام کیلئے خاص نہ کرو اور نہ جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں سے روزے کیلئے خاص کرو مگر ہاں اگر کوئی شخص روزے رکھتا ہو اور جمعہ کا دن بھی اس میں آجائے تو الگ بات ہے۔

غور فرمائیں! جب جمعہ کا دن جس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے اسے کسی عبادت کیلئے خاص کرنا جائز نہیں تو صوفی کون ہوتا ہے کہ اپنے لئے جمعرات کے دن کو جشن منانے کیلئے خاص کرے؟

**مخصوص ٹوپی کی بدعت**

اس فرقے کی بدعات میں سے ایک بدعت یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک مخصوص قسم کی ٹوپی پہنے کو اپنا شعار اور انفرادی پہچان بنالیا ہے۔ چنانچہ اس فرقے کے لوگوں کا کہنا ہے:

"آپ (لاٹانی سرکار) نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اہل سلسلہ کے سفید رنگ کی ٹوپی کی منظوری آئی ہے۔ جو کہ منفرد و بیزائن کی ہے اور ہمارے سلسلہ کے لوگ اس ٹوپی کی وجہ سے پہچانے جائیں گے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انشاء اللہ۔ (نوری کریم، ص ۱۶۳)

صوفی صاحب کا ایک مرید اس مخصوص ٹوپی کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"۔۔۔ میری طرف اشارہ کر کے کہنا یہ شخص ہر روز میرے آقا ﷺ کے شہر کی طرف تھوکتا ہے اس کو کیا سزا دی جائے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں جو مرضی سزا دو۔ وہ مجھے کمرے میں لے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمہیں کوڑے ماروں گا جب وہ مجھے مارنے لگتا ہے تو میرے سر پر سلسلہ کی ٹوپی دیکھتا ہے اور پھر کہتا ہے میں مارتا تو ضرور لیکن کیا کروں تم لاٹانی سرکار کے مرید ہو۔۔۔۔۔ آپ کا جو سلسلہ قیامت تک چلے گا ان سب کیلئے سلسلہ کی مخصوص ٹوپی ہوگی اور سلسلہ کی یہ ٹوپی بارگاہ الہی میں پسند ہے سبحان اللہ جس طرح سے دنیا میں آپ کے مریدین کی پہچان ٹوپی سے ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں بھی ٹوپی سے ہوگی۔"

(نوری کریم، ص ۱۶۳-۱۶۴)

دوسری طرف نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بھی سن لیجئے

و عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ من لبس ثوب شوب شهرة في الدنيا البهتہ اللہ ثوب مذلة يوم القيامة۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۷۵)

جس کسی نے اپنے آپ کو معروف و مشہور کرنے کیلئے دنیا میں ایسا لباس پہنا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

علامہ قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

"ای ثوب تکبر و تفاخر و رجبر او ما يتخلده المتزهده ليشهر نفسه بالزهد او ما يشعر به المستبد من علامة السيادة كالثوب الاحضر او ما يلبسه المتفقيه والحال انه

من جملة الغفهاء"۔ (مرفاۃ ج ۸، ص ۲۲۱)

یعنی جس نے تکبر و فخر و جاہ و انداز کا لباس پہنا یا اپنے آپ کو بڑوئیکی سے مشہور و معروف کرنے کیلئے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا یا اپنی بزرگی کی نمائش کیلئے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت بنالیا یا عالم دین نہ تھا مگر وضع قطع علماء کی اختیار کی اور حقیقت یہ ہے کہ ایسی تمام باتیں بے وقوف لوگوں کی ہیں۔

پگڑی پہنا سنت ہے مگر نہ تو محض پگڑی کی بنیاد پر قیامت کے دن کسی کی بخشش ہوگی نہ دوزخ سے آزادی ملے گی مگر یہ صوفی کیسے اللہ و رسول ﷺ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ پھر صحیح احادیث میں ہے کہ مومنوں کی پہچان قیامت کے روز ان کے ان اعضاء کے چمکنے سے ہوگی جن کو وضوء میں دھویا کرتے تھے مگر صوفی کہتا ہے کہ ہماری تو ٹوپی سے پہچان ہوگی مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ پہلے قرآن وحدیث کو دیکھتے ہیں جب اس سے کوئی مسئلہ مل جائے تو اس کے مقابلے میں نیا مسئلہ گھڑنے کو عین اسلام سمجھتے ہیں خدا ہدایت دے ان کو۔

### مخصوص محفل ذکر کی بدعت

قارئین کرام! اللہ کا ذکر ہر وقت ہر حال میں کرنا شروع اور باعث اجر و ثواب ہے۔ مگر اس کے لئے اپنی طرف سے کوئی مخصوص ہیئت مقرر کر لینا مخصوص دن اور مخصوص انداز مقرر کر لینا جس پر شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو بدعت اور اپنی طرف سے شریعت سازی ہے۔ صوفی مسعود نے دیگر بدعات کی طرح سالانہ مخصوص محفل ذکر کی بدعت بھی ایجاد کی ہوئی ہے اور پھر اس کے جواز و فضائل پر سب سے بڑی دلیل وہی شیطانی خواب و خیال چٹا نچھ

لاٹانی کی اس محفل ذکر کے متعلق انکا عقیدہ ہے:

"میرے قبلہ لاٹانی سرکار نے فرمایا کہ محفل پاک لاٹانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا کہ اگر کوئی عقیدت مند ان محافل کا انعقاد اخلاص اور عقیدت سے کرے گا تو ہم اسے سات سو سال کی عبادت کا اجر عطا فرمائیں گے اور فرمایا کہ ان محافل میں باقاعدگی کے ساتھ محبت و مظلوم سے شرکت کرنے والوں کا کم از کم مقام ولایت کبریٰ ہوگا۔"

(نوری کرمیں۔ ص: ۱۶۵)

حضرت علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"وذلك انه وقع السؤال عن قوم يستمعون بالالفقر آء يزعمون انهم سلكوا طريقة الصوفية فيجتمعون في بعض الليالي و ياخذون في الذكر الجهرى على صوت واحد ثم في الغناء الرقص الى آخر الليل و يحقر سبهم بعض المتسمين بالفقهاء يزعمون برسم الشيخ الهداة الى سلوك ذلك الطريق هل هذا العمل صحيح في الشرع ام لا؟

لوقع الجواب بان ذلك كله من البدع المحدثات المخالفة لطريقة رسول الله ﷺ و طريقة اصحابه و التابعين"۔ (الاعتصام ج ۱، ص: ۱۶۰)

### قوالی گانے کی بدعت

صوفیاء نے بعض شرائط کے ساتھ سماع کی اجازت دی ہے جس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کوئی خوش آواز صاحب سلسلہ اشعار سنائے اور محفل میں موجود صاحب سلسلہ لوگ وہ اشعار جو اللہ کی یاد کی طرف متوجہ کریں سنیں۔ اس میں نہ تو حرام میر ہوئے ہیں، نہ وصول سارنگی نہ فاسق قاجر، نہ بے ریش لڑکے۔ مگر موجودہ زمانے کے دیگر نام نہاد پیروں کی طرح صوفی مسعود بھی قوالی سنتا ہے اور غضب خدا کا کہ یہ قوالیاں بالکل فاسق قاجر بے ریش لڑکوں بلکہ بعض اوقات ہندو حراشیوں سے پڑھائی جاتی ہیں۔ قوالی کی اس محفل میں مرد و عورت کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے اور تمام حاضرین قوالیوں پر مست ہو کر دھمال کے نام پر تاپتے ہیں۔ ہمارے پاس ان محافل کی سی ڈی ریکارڈنگ موجود ہے اور کوئی بھی شخص UTube پر جا کر خود بھی ملاحظہ کر سکتا ہے۔ مرد و قوالیاں بالکل ناچاز اور بوجہ پر مشتمل ہیں۔ اس کی حرمت پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بجائے صوفی صاحب کے مددوں اور مجدد امام اہلسنت احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ بطور اتمام حجت کے نقل کر دیتے ہیں:

"مسئلہ بعالی خدمت امام اہل سنت، مجدد دین و ملت معروض کہ آج میں

جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد



نماز مغرب کے میرے ایک دوست نے کہا کہ چلو ایک جگہ عرس ہے میں چلا گیا وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقے سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دوسارنگی بج رہی ہے اور چند قوال حیران حیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گارہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ بڑے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گناہ گار ہوئے کہ نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے کہ نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح؟

لا ثانی سرکار کے امام اہل سنت نے اس کا جو جواب دیا ملاحظہ فرمائیں:

”ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والوں پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہوں میں کچھ تخفیف ہو نہیں، بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ، اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ، اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ، اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ ہے کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا ان کیلئے اس گناہ کا سامان پھیلا یا اور قوالوں نے اس میں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے لہذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا:

(تنقیح کی وجہ سے عربی فارسی عبارتوں کے صرف ترجمے نقل کئے جا رہے ہیں جو کتاب ہی میں موجود ہیں)

جیسے کہا ہے فقہاء نے اس سائل کے بارہ میں جو طاقتور تندرست ہو کہ ایسا

خیرات لینے والا اور ایسے کو دینے والا دونوں گناہ گار ہیں۔ کیونکہ دینے والے اگر نہ دیں تو وہ بھی یہ گناہ گری کا مذموم کاروبار نہ کریں۔ پس ان کی عطا ان کی گناہ گری کا باعث بنی اور یہ سب قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے توفیق۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر مصلحت کی طرف بلائے جتنے ان کے بلائے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے اس کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال خیراتیں کے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور دریشی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

انخرجه ايضا احمد و ابو داود و ابن ماجه والاسمعیلی و ابو نعیم باسانید صحیحہ لا مطعن لہا و صحیحہ جماعۃ الخرون من الایمۃ یما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع.

بعض جہال بدست یا نیم ملاشہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضریف قصے یا محتمل واقعے یا تشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصد اے عقل بننے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور تشابہ واجب ترک ہے۔ پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل، پھر کجا محرم کجا صحیح ہر طرح بینی واجب العمل، اسی کو ترجیح۔ مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے۔ کاش گناہ کرتے اور گناہ جاننے اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور اترام بھی ٹالیں اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت مجبورانہ خدا کا بر سلسلہ عالیہ چشتیہ قدست اسرار ہم کے سر دھرتے ہیں

۔ نہ خدا سے خوف نہ محبوبان خدا سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضور محبوب الہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنائہم فواکد الفواد شریف میں فرماتے ہیں:

”مزامیر حرام است“

مولانا فخر الدین زراوی غلیظہ حضور سید محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم حکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ ”کشف القناع عن اصول السماع“ تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرمایا کہ:

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوالی کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الہی سے خبر دیتے ہیں۔

لہذا انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد قبول ہوگا یا آج کل کے مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد و ظاہرۃ الفساد۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق والدین متبحر شکر و غلیظہ حضور سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مبارک ہوگا کچھ شرطیں سنانے والے ہیں، کچھ سننے والے ہیں اس کلام میں جو سنائی جائے۔ کچھ آگے سماع میں یعنی سننے والے کامل مرد، چھوٹا لڑکا نہ ہو اور عورت نہ ہو۔ سننے والا یا خدا سے غافل نہ ہو اور جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی نہ ہو۔ اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے راگی اور در باب وغیرہ۔ چاہئے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ اس طرح کا سماع حلال ہے۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے مرور و سردار سلسلہ عالیہ چشتیہ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مغتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے۔

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے:

ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار و درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ در باب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے اس کے بعد ایک نے کہا جب یہ جماعت اس مقام سے باہر آئی لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ وہاں تو حرامیر تھے تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں سلطان المشائخ نے فرمایا یہ جواب کچھ نہیں اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پئے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبہ حال کے سبب ہمیں تیز نہ ہوئی کہ جروا ہے یا بیگانی اسی میں ہے:

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمانہ درمیان نہ ہوں اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور عورت سبحان اللہ نہ کہے کیونکہ اس کو اپنی آواز سنانا نہ چاہئے پس ایک ہاتھ بھٹکی دوسرے ہاتھ کی پھٹکی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ کھیل ہوگا بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی پھٹکی پر مارے جب یہاں تک کہ لہو و لہب کی چیزوں اور ان کی طرح چیزوں سے پرہیز آتی ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ منع ہیں۔

مسلمانو! جو آخر طریقہ اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت، لہذا انصاف، کیسا خط بے ربط ہے۔ اللہ تعالیٰ اجازت شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اجماع عطا فرمائے۔

(احکام شریعت۔ حصہ اول۔ ص: ۶۱، ۵۵، ۶۱۔ مدینہ پبلشنگ کراچی)

ہم سمجھتے ہیں کہ احمد رضا خان صاحب نے قوالیاں منعقد کرنے والوں کی ایسی خبر لی ہے کہ



ہمیں اس مسئلہ پر مزید لب کشائی کی ضرورت نہیں۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ احمد رضا خان صاحب کا مقام و مرتبہ لاثانی فرقہ کے ہاں کیا ہے تو اس کیلئے اس فرقے کے ترجمان رسالے کی یہ عبارت ملاحظہ ہو:

”علم و حکمت کے بے تاج بادشاہ مجدد دین و ملت عظیم المرتبت محدث فقیہ اعظم پاسبان ناموس رسالت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔“

(ماہنامہ لاثانی انقلاب انٹرنیشنل۔ جنوری ۲۰۱۲ء۔ ص: ۴۰)

### سونا پہننے کی بدعت

اسلام میں مردوں کو سونا پہننا حرام ہے پیارے آقا ﷺ کی حدیث ہے کہ:

”عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی

ﷺ قال احل الذهب والحویر للاناث من امتی و حرم علی

ذکورہا۔“

(ترمذی مشکوٰۃ ج ۲ ص: ۳۸۷۔ مسند احمد بحوالہ مرقاۃ ج ۸ ص: ۲۱۷)

وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا کہ سونا اور زین

میری امت میں سے عورتوں کیلئے حلال کیا گیا اور مردوں پر حرام کیا گیا ہے۔

مگر لوری کریم نامی کتاب کے آخر میں صوفی صاحب کی دو تصویریں دی گئی ہیں جس میں

اس نے سونے کا گولڈ میڈل پہنا ہوا ہے اور نیچے یہ لکھا ہوا ہے کہ:

”سال ۲۰۱۲ء کا بین الاقوامی ایوارڈ سونے کا تمغہ جناب صدیقی لاثانی سرکار کو پہنایا گیا“

### مرید نیوں سے پردہ نہ کرنے کی بدعت

پردہ حکم شرعی ہے غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس میں غیر محرم چیز بھی شامل ہے۔ مگر صوفی

صاحب پردہ تو دور اگر کوئی مریدیٰ اعتراض کر دے کہ یہ کیسا پیر ہے جو جوان لڑکیوں سے

پردہ نہیں کرتا تو انہیں عذاب کی وعیدیں سناتا ہے چنانچہ ایک ایسا ہی واقعہ ملاحظہ ہو:

”قریب ہی ایک عورت بھی کھڑی تھی (جو کہ غلام محمد آباد، فیصل آباد سے آئی

تھی) یہ تمام منظر دیکھ کر اس کے ذہن میں اعتراض پیدا ہوا اور اس نے سوچا اب یہ کیسے پیر صاحب ہیں کہ لڑکیاں ان کے رو رو ہو کر ان سے عموماً گفتگو ہیں اور انہیں منع نہیں کر رہے ہیں۔ یہ تو خلاف شرع کام ہے یہ تو صحیح درویش نہیں ہیں (نمود ہائے) وغیرہ وغیرہ۔ اسی قسم کی باتیں ذہن و دل میں لئے وہ مہمان خانے میں آکر بیٹھ گئی لیکن ابھی اسے اندر گئے چند ہی منٹ گزرے تھے کہ اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ سرکار کو بلاؤ۔ خدا کیلئے سرکار کو بلا دو۔ میں اندھی ہو گئی ہوں۔ مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ وہ مسلسل روئے جارہی تھی اور یہی لفظ دہرائے جارہی تھی وہاں سینکڑوں خواتین موجود تھیں اسکا شور سن کر بہت سی خواتین اس کے گرو جمع ہو گئیں اور کہنے لگیں! ”کیا ہوا ابھی تو تم اچھی بھلی اندر آئی تھی۔“ خیر آپ سرکار کی بارگاہ میں معاملہ عرض کیا گیا۔ آپ وہاں تشریف لائے اور پوچھا! ”کیا بات ہے؟“ اس نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور رو رو کر عرض کی! ”سرکار آپ کو اللہ رسول ﷺ کا واسطہ مجھے معاف فرمادیں۔“ آپ سرکار تو چشم پیرا رکھتے ہیں فوراً سمجھ گئے کہ کیا معاملہ ہے اور یہ کہ یہ کوئی بیماری نہیں ہے جسے دم سے آرام آ جائے گا بلکہ وہ عذاب الہی کی گرفت میں آ چکی ہے۔ آپ سرکار کیلئے اللہ رب العزت نے بشارت فرمائی ہوئی ہے!

”جو چیز بھی آپ کے جسم سے چھو جائے گی۔ وہاں سے عذاب دور کر دیا جائے گا۔“

آپ جانتے تھے کہ اس کا علاج کیا ہے چنانچہ آپ نے توجہ فرمانے کے ساتھ ساتھ اس عورت کی آنکھوں پر اپنا دست شفاء پھیرا تو اسی وقت اس کی آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی۔“

(محزون کمالات۔ ص: ۱۰۹-۱۱۰)

خدا کا غضب دیکھو اور شریعت کا مقابلہ دیکھو ایک عورت بالکل ٹھیک اعتراض کرتی ہے کہ قرآن و حدیث سے غیر محرم عورتوں سے پردہ فرض ہے یہ کیسا بے دین پیر ہے جو جوان لڑکیوں سے کوئی پردہ نہیں کرتا بجائے یہ کہ اس شرعی گرفت پر صوفی صاحب توبہ کرتے

عذاب الہی کا ایک افسانہ گھڑ لیا معاذ اللہ یعنی اگر کوئی صوفی صاحب کے سامنے قرآن و حدیث کا حکم نہیں بتلائے گا تو وہ عذاب الہی میں گرفتار ہو جائے گا۔

حالانکہ خود صوفی صاحب کا ارشاد ہے کہ:

”عورت کو چاہئے کہ اپنی کسی سہیلی کو اپنے باپ اور بھائی کے سامنے لانے کی کوشش نہ کرے موجودہ دور کے پیش نظر سب جانتے ہیں کہ ایسا کرنے اور اس بے پردگی کی وجہ سے اکثر غلط فہمیاں برآمد ہوتے ہیں۔“

(نوری کریمیں۔ ص: ۲۶۳)

صوفی صاحب یہی بات تو وہ عورت کر رہی تھی لیکن آپ اسے عذاب سے ڈرا رہے ہیں یہ قول و فعل کا تضاد آخر کیوں؟ آخر میں اپنے مجدد صاحب کا فتویٰ بھی پڑھتے جائیں:

”کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے ملحقہ کراتے ہیں اور ملحقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں اچھلتی کودتی ہیں اور ان کی آواز مکان سے باہر دور سنائی دیتی ہے ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بیٹو! تو جردا

الجواب: پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) یہ صورت محض خلاف شرع و خلاف حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“

(احکام شریعت۔ حصہ دوم۔ ص: ۱۸۱)

## تصویر سازی کی بدعت

قارئین کرام! نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

قدم رسول اللہ ﷺ من سفر و قد ستر بقرام لی علی سہولة فیہ تماثل فلما راہ رسول اللہ ﷺ ہتکھ و قال اشد الناس عذابا یوم القیامة الذیج یضانہون بخلق اللہ۔“

(بخاری ص: ۸۸۰ باب التصاویر)

اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے میں نے طاق پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا آپ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ قیامت کے روز ان لوگوں کو سخت ترین عذاب ہوگا جو صفت تخلیق اللہ میں اللہ تعالیٰ کی نقل اتار رہے ہیں۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فعل بھی بتا دیا گیا اور قول بھی۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ:

لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر۔ (مشق علیہ: ج ۱ ص: ۳۹۸) شیخ الاسلام علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”قال اصحابنا و غیرہم من العلماء تصویر صورة الحيوان حرام شدید التحريم وهو من الکابر لانه مستوعد عليه بهذا الوعيد الشديد مذکور فی الاحادیث و سوء صنعہ بما یمتہن او لغیرہ فصنفہ حرام بکل حال لان فیہ مضاهاة لخلق اللہ تعالیٰ سوءا مکان ثوب او بساط او درہم او دینار او فلس او اناء او حائط او غیرہا و اما تصویر صورة شجر و رجال الابل و غیر ذالک لیس فیہ صورة حیوان فلیس بحرام ... ولا فرق فی هذا کله بین ماله ظل و ما لا ظل له هذا تلخیص مذهبنا فی المسئلة و بمعناه قال جماہیر العلماء من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم و التابعین و من بعدهم وهو مذهب الثوری و ابی حنیفة و غیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ و قال بعض السلف انما ینہی عما کان لہ ظل ولا یس بالنسبة التي لیس لہا ظل و هذا مذهب باطل فان السور الذی انکر النبی ﷺ الصورة فیہ لاشک احد انه مذموم و لیس لصورته ظل مع باقی الاحادیث المطلقة۔“

کل صورة۔ (شرح نووی علی المسلم۔ ج ۲ ص: ۱۹۹)

ہمارے علماء (شافعیہ) اور دوسرے علماء نے فرمایا کہ جاندار کی تصویر سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے اسی لئے اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں جو احادیث میں



مذکور ہیں خواہ تصویر یا مال اور ذلیل کرنے کی غرض سے بنائی گئی ہو یا کسی دوسرے مقصد کیلئے اٹکا بنانا بہر حال حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مقابلہ ہے اور خواہ وہ کپڑے پر بنائی جائے یا پتھروں پر، درم درم دینا پیسے، برتن یا دیوار یا کسی اور چیز پر البتہ درست اور دوسری بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے۔ ان تمام احکام میں سایہ دار (مورت) اور بے سایہ صرف نقش تصویر کے مابین کوئی فرق نہیں (دونوں قسمیں ایک طرح حرام ہیں) یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور یہی قول ہے جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین اور ما بعد کے علماء اور یہی مذہب ہے امام سفیان ثوری، مالک اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم۔ حین وغیرہم کا۔ اسلاف میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ سایہ دار تصویر سے منع کیا جائے گا اور ان تصویروں میں کوئی حرج نہیں جو بے سایہ ہیں لیکن یہ مذہب باطل ہے۔ اس لئے کہ جس پردہ کی تصویر پر حضور نے تکیر فرمائی ہے شک وہ شیعہ تصویر مذہم تھی حالانکہ اس تصویر کا کوئی سایہ نہ تھا دوسری احادیث اس پر مستزاد ہیں جو ہر تصویر کے متعلق مطلق ہیں۔

مگر اب ذرا صوفی صاحب کا مذہب بھی معلوم کر لیں ان کا ایک مرید خاص لکھتا ہے کہ:

”صوفیاء کی نظر میں (جو شریعت کی روح کو سمجھتے ہیں) تصویر کھینچنا یا رکھنا

حرام ہے۔“ (میرے مرشد، ص: ۱۳۲)

غور فرمائیں اتنے بڑے بڑے آئمہ کو تو شریعت کی روح سمجھ میں نہ آئی اور چودھویں صدی میں پیدا ہونے والا یہ صوفی صاحب جنہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ شریعت صیغہ کونسا ہے انہیں شریعت کی روح میں سمجھ آگئی۔ ایک مرید فی صلیحہ لکھتی ہیں:

”جب ناچیز (راقم الحروف) اپنے اہل خانہ کے ہمراہ اس علاقہ (پہلے میں گئی تھی تو مجھے بھی ان کی زیارت کا موقع ملا۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو حضرت لاٹانی سرکار کی نسبت کی وجہ سے انہوں نے ہم پر بھی بہت شفقت فرمائی اور حضرت لاٹانی سرکار کی تعریف فرماتے رہے ہیں میں نے ایک خاص بات یہ دیکھی کہ انہیں بظاہر (شکل و صورت کے لحاظ سے بھی) اپنے شیخ بہت زیادہ پسند زیادہ فانیات حاصل تھی اور ان کا چہرہ بہت زیادہ اپنے

مرشد کے چہرہ مبارک جیسا ہو گیا تھا ان کے حجرہ مبارک میں ان کے مرشد کی تصویر مبارک لگی ہوئی تھی جس نے خیال کیا کہ شاید یہ ان کی اپنی تصویر ہے بعد میں ان کی زوجہ محترمہ نے بتایا کہ وہ تو ان کے مرشد کی تصویر ہے اور پھر باہمی کی کافی عرصہ پہلے کی تصاویر دکھائیں تو میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئی کہ پہلے کی تصاویر اور اب میں کوئی چیز بھی مشترک نہیں تھی ان پر قلندر فیض ہے اور میرے مرشد لاٹانی سرکار نے بھی انہیں دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بالباب بھرے ہوئے ہیں۔“ (فیوض و برکات، ص: ۵۷)

اول تو غور فرمائیں کہ کیا ایک جوان غیر محرم عورت کا اس طرح کسی غیر مرد کی زیارت کو جانا پھر اتنا ڈوب کر زیارت کرنا جائز ہے۔ پھر تصویر حرام کو تصویر مبارک کہنا پھر ظلم و در ظلم تو یہ کہ باقیل میں حضور کی ظاہری صورت کو اپنانے والے کو فیثیت کے درجہ پر پہنچا دیا۔ ایک اور مرید صاحب لکھتے ہیں کہ:

ایک دن خواب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی زیارت با برکت نصیب ہوئی تو آپ نے مجھے ایک انگلی دینی اور فرمایا اسی میں دیکھو جب میں نے اس میں دیکھا تو مجھے خانہ کعبہ نظر آیا اس کے بعد آپ نے ایک کتاب اور چند بزرگان دین کی تصاویر مبارک (نکلی) دیں جس میں حضرت پیرانا پیر غوث الاعظم سرکار، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ حضرت سلطان بابو سرکار اور حضرت قبلہ لاٹانی سرکار کے عکس مبارک نمایاں تھے۔“ (فیوض و برکات، ص: ۹۵)

تصویر (عکس) دیکھ کر چور کھنڈ چرسا

یہ عنوان خود لاٹانیوں نے دیا ہے اور نیچے یہ واقعہ لکھا ہے کہ:

”قارئین محترم! حضرت لاٹانی سرکار صاحب کے آستانہ عالیہ پر ہمیں ہر روز نئے نئے واقعات سننے کو ملتے ہیں جس سے بھی پوچھ لیں فیض و کرم کی ایک کتاب سننے کو ملے گی ایسے ہی خوش قسمت فیض یافتگان میں سے ایک عورت نے آستانہ عالیہ پر ہمیں اپنا واقعہ سنایا اور کہنے لگی! میرے چہرہ مرشد لاٹانی سرکار کے فیض و کرم اور بخیرگی کے کیا کہنے ایک دن ہمارے

گھر ڈاکو کھس آئے ہمیں ڈرا دھمکا کر الماری کی چابیاں حاصل کر لیں۔ الماری میں زیورات اور نقدی موجود تھی خوف کے مارے ہمارا برا حال ہو گیا اگر ہم چابیاں نہ دیتے تو وہ میں جان سے مار دیتے انہوں نے ہماری کنپٹیوں پر پستول رکھی ہوئی تھی۔ سوائے اللہ و رسول اللہ اور پیر و عظیم کے کوئی ہمیں بچانے والا نہیں تھا۔ موت کو یوں سر پر کھڑا دیکھ کر مارے خوف کے ہماری آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔ ہم نے ایسے مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور اس کے محبوب اور اپنے پیر و مرشد لاثانی سرکار صاحب کا وسیلہ پیش کیا اور عرض کی: یا اللہ! پیر و مرشد کے طفیل ہماری مدد فرما۔ ہمارے دل اور زبان پر یہی ورد تھا اور ایک امید یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ مرشد کا وسیلہ رد نہیں کرے گا ہماری دھیمی ضرور ہوگی جس الماری میں زیورات وغیرہ تھے اس کے اوپر مرشد لاثانی سرکار صاحب کی تصویر مبارک رکھی ہوئی تھی جیسے ہی ایک ڈاکو نے الماری کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اچانک اس کی نظر تصویر پر پڑی جو نئی تصویر پر نظر پڑی وہ چونک گیا اسے ایک جھٹکا سا لگا اور وہ بہت خوفزدہ نظر آنے لگا ہم اس کے چہرے کے بدلے ہوئے تاثرات دیکھ رہے تھے اس پر بہت زیادہ گھبراہٹ طاری تھی۔ وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹے لگا اور پھر کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا: یہ کس کی تصویر ہے؟ ہم نے کہا: ہمارے پیر و مرشد کی تصویر ہے۔ وہ خود کلامی کے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے بولا: پیر و مرشد کی تصویر، پیر و مرشد کی تصویر۔ اس کے ساتھ ہی اس نے چابیاں پھینک دیں اور بغیر کچھ لئے کمرے سے باہر نکل گیا باہر چاکر اس اپنے ساتھیوں سے نجانے کیا کہا (ہمیں سرگوشیوں کی آواز آرہی تھی) اور وہ بھی بغیر کچھ لئے واپس چلے گئے۔ یوں پیر و مرشد نے ہمیں اتنے بڑے نقصان سے بچالیا۔

(خون کمالات۔ ص: ۳۱۰)

قطع نظر کہ یہ کہانی بنانے والے نے نسیم جازی کے ناؤز کا کتنی گہرائی سے مطالعہ کیا ہوگا ملاحظہ فرمائیں یہاں بھی پیر صاحب کی تصویر کی مشکل کشائی کے ثبوت کے ساتھ اس بات پر بھی

غور کریں کہ شروع میں کہا اللہ سے مانگا پیر کا صرف وسیلہ دیا مگر جب بیچ گئے تو وہی شرکین مکہ والا عقیدہ خدا کو بھول کر اپنے ان پیروں فقیروں اور بتوں کا شکر یہ کہ انہوں نے بچالیا۔ ایک اور عنوان ذرا ملاحظہ فرمائیں:

**تصویر (عکس) نے کالا چادونا کام بنادیا**

”ایک دن حضرت لاثانی سرکار کا ایک مرید (فیصل آباد) آستانہ عالیہ پر آیا اور اس نے بتایا کہ میں اپنے گھر کے ڈرائنگ روم میں اپنے پیر و مرشد لاثانی سرکار صاحب کی تصویر مبارک لگا رکھی ہے۔ اس کی وجہ سے تصویر شیخ میں آسانی ہو جاتی ہے اور ہم کٹا کٹا ہوں سے باز رہتے ہیں (مگر تصویر و بت سازی کا گناہ؟؟؟۔۔۔) اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پیر و مرشد ہمیں دیکھ رہے ہیں ایک دن میرا ایک عامل دوست میرے پاس آیا اور کہنے لگا میں کچھ مقاصد کیلئے غلیات کر رہا ہوں میرے گھر میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں تنہائی میسر ہو۔ میں وہ عمل کر سکوں چونکہ تمہاری بیشک رات کے وقت کو فارغ رہتی ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دو کہ چند دن کیلئے رات کو تمہارے اس کمرے میں آکر اپنا عمل کر لیا کروں میں نے سوچا اس میں کوئی حرج نہیں اور اسے اجازت دے دی۔ وہ رات کے وقت میرے گھر آ کر ڈرائنگ روم میں عمل کرنے لگا لیکن تیسرے ہی دن اس نے ہاتھ جوڑ کر مجھ سے کہا: یا خدا کیلئے تم اپنے مرشد کی تصویر کو یہاں سے ہٹا دو کیونکہ آج تیسرا دن ہو گیا میں جب بھی عمل کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہوں اس تصویر میں سے ایسی شعاعیں نکلتی ہیں جو میرے عمل کو ناکام بنا دیتی ہے میں نے بہت کوشش کر کے دیکھ لی لیکن آج تیسرا دن ہو گیا ہے میرا کوئی عمل بھی کامیاب نہیں ہو سکا (تب مجھے پتہ چلا کہ وہ کوئی کالا علم کرتا تھا اور میرے آقا توالوار بانی کاغزون ہیں اور کالا علم نرا اندھیرا۔ نور کے سامنے ظلمات اور اندھیرا بھلا کہاں ٹھہر سکتا ہے) بے شک آپ گمراہی۔ اندھیرے اور جہالت کو مٹانے والے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصویر مبارک کے سامنے اس کے بھی عمل نے کام نہ کیا یہ تو تصویر کا عالم



ہے جہاں آپ اپنے وجود مسعود کے ساتھ موجود ہوں اس جگہ کی فضیلت کا عالم کیا ہو گیا؟۔ (مخزن کمالات۔ ص: ۷۱-۷۲)

غور فرمائیں! اللہ کے رسول ﷺ تو فرما رہے ہیں کہ جس گھر میں تصاویر ہوں وہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا اور یہ لامتناہی فرقہ کے ماننے والے اپنے حیر کی تصاویر کو بھی حبرک اور مشکل کشا بنائے ہوئے ہیں کیا شریعت محمدی ﷺ اور ارشادات نبوی ﷺ کے ساتھ اس سے زیادہ کھلا مذاق کیا جاسکتا ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ آخر صوفی مسعود پر چودہ سو سال میں کوئی وحی نازل ہوئی کہ چودہ سو سال سے تو تصویر سازی حرام تھی چودہ سو سال میں تو کسی بزرگ کی تصویر سے کسی فیض کے آثار نمودار نہ ہوئے مگر چودہویں صدی میں اس صوفی نے نئی شریعت گھڑ لی کہ میرے وجود کے تو کیا کہنے میری تصویر بھی مشکل کشا ہے۔ اس پہلے پر بھی غور کریں کہ گھر میں قرآن بھی رکھا ہوگا حدیث رسول ﷺ کی کتاب بھی رکھی ہوگی اس کی برکت سے تو چودہ سو سال بھاگیں ان کی مشکل کشائی تو ظاہر نہ ہوں مگر صوفی صاحب کی تصویر پر یہ سب کچھ کر دے کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ صوفی صاحب کی محض تصویر کو بھی قرآن سے بلند تر مقام دیا جا رہا ہے؟ الحیاء باللہ۔

صوفی صاحب کی ایک اور مرید نے اپنا واقعہ سنی ہیں کہ:

”آستانہ عالیہ سے آپ کی تصویر مبارک گھر لے آئے رات کے وقت نماز و طائف وغیرہ فارغ ہونے کے بعد ہم دیر تک آپ کی تصویر مبارک کی زیارت کرتے رہے بجائے اس میں ایسی کیا بات تھی کہ نظریں بنانے کو دل نہیں چاہتا تھا یونہی زیارت کرتے کرتے بچانے کئی رات بیت گئی اس کے بعد ہم سو گئے نیند سے بیدار ہوئے تو میرے شوہر نے بہت خوش اور جراتی کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ مجھے بتایا کہ انکا جیز بالکل ٹھیک ہو چکا ہے ریشہ بھی ختم ہو چکا ہے اور دانتوں میں کوئی تکلیف نہیں۔“ (مخزن کمالات۔ ص: ۸۹)

غور فرمائیں! کیا اس سے زیادہ بے شرمی کی بات بھلا کوئی اور ہو سکتی ہے کہ ایک عورت ایک غیر محرم مرد جسے وہ اپنا پیر کہتی ہے کہ تصویر گھر لا کر دیر تک اس کا دیدار کرتی رہے پھر اس کے حسن و عشق میں ایسی کھو جائے کہ نظر بنانے کو دل ہی نہیں کرتا۔ بالکل بے حیا عورتیں جب اجنبی مردوں کو دیکھتی ہیں تو واقعہ ان کی دلی کیفیت یہی ہوتی ہوگی کہ نظریں بنانے کو دل ہی

نہیں چاہتا ہوگا۔ پھر ظلم دیکھیں کہ کہتی ہے و طائف پڑھے نماز پڑھی اللہ کو یاد کیا اس سے تو منہ کی تکلیف دور نہ ہوئی مگر پھر صاحب کی تصویر کے درشنوں نے بیزار کر دیا۔ ایک اور مرید کا واقعہ سنیں:

”جناب محترم چوہدری اکبر صاحب (میانچوں) بیان کرتے ہیں کہ میں کسی وجہ سے تقریباً بیڑھ سال کا عمر گھر سے باہر رہا گھر واپس آیا تو گھر کا نقشہ بدلا ہوا تھا گھر والے پابند صوم و صلوات ہو چکے تھے پوچھنے پر پتہ چلا وہ کسی بزرگ لامتناہی سرکار کے مرید ہو چکے تھے اور انہوں نے گھر کے کمرے میں بھی تصویر لگا رکھی تھی باقی سب تو ٹھیک تھا لیکن مجھ کو تہہ ویر لگانا پسند نہیں آیا میں نے کچھ اعتراض کیا لیکن گھر والوں نے کہا کہ ہم تصویر نہیں بنائیں گے میں اپنے والد صاحب کے پیر صاحب کے پاس گیا اور ان سے سارا مسئلہ بیان کیا تو انہوں نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرمایا:

تمہارے گھر والے بڑی عظیم ہستی کے بیعت ہو چکے ہیں اور تمہیں بھی اس ہستی سے فیض حاصل ہوگا ان کی مخالفت نہ کرنا۔ گھر آ کر میں نے گھر والوں کو ساری بات بتائی تو انہوں نے مجھے حضرت لامتناہی سرکار کے فیض و کرم کے متعلق ایسے واقعات سنائے کہ میں حیران رہ گیا پھر میں نے توبہ کی اور میں بھی بذریعہ پیر بیعت حضرت لامتناہی سرکار کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گیا۔“ (مخزن کمالات۔ ص: ۹۲)

غور فرمائیں! اس بچانے نے غیرت کا مظاہرہ کیا کہ گھر میں نو جوان عورتیں ہیں ایک اجنبی مرد کی تصویر مناسبت نہیں پھر شریعت بھی اس کی اجازت نہیں دیتی مگر بجائے یہ کہ شریعت پر عمل کیا جاتا حدیث رسول ﷺ کا پاس کیا جاتا صوفی صاحب کے مرید بننے نے اس کی مخالفت شروع کر دی اور ڈرا دھمکا کر نہ صرف اس سے بھی بیعت کروائی بلکہ توبہ بھی کروادی سبحان اللہ! آج تک تو ہم یہی سنتے رہے کہ فعل حرام و گناہ کے ارتکاب پر توبہ کی جاتی ہے مگر صوفی صاحب کی یہ نئی شریعت ہے جہاں گناہ یہ کہنے پر توبہ کروائی جاتی ہے۔

اب آخر میں ہم ایک بار پھر صوفی صاحب کے امام اہل سنت کا فیصلہ کن فتویٰ نقل کئے دیتے ہیں تاکہ ہر طرح سے اتمام حجت ہو جائے۔

”بالفصد تصویر کی غفلت و حرمت کرنا اسے معظم دینی سمجھنا اسے بوسہ دینا سر پر رکھنا آنکھوں سے لگانا اس کے سامنے دست بدست کھڑا ہونا اس کے لاسے جانے پر قیام کرنا اسے دیکھ کر سر جھکانا وغیرہ ذلک افعال تعظیم بجالانا یہ سب سے اجنبی اور قطعاً یقیناً اور اجماعاً حرام و سخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے۔“  
(رسائل رضویہ۔ ج ۱ ص: ۳۶۶)

### ماہ محرم کی بدعات

”ایام محرم میں آپ کی حالت دیدنی ہوتی تھی۔ حضرت امام حسینؑ کے فضائل و مصائب مریدوں کے سامنے بیان فرماتے تو خود بھی زار و قطار روتے اور سامعین کو بھی رلاتے اور ایام محرم کا بہت احترام فرماتے۔ ۹۰۸ اور ۱۰ تاریخ کو گھر میں کوئی بلب روشن نہ کرتے ایک دن گھر میں کسی نے موسمِ حجی جلا کر فریزر پر رکھ دی تو فریزر ہی جل گیا۔ ایام محرم میں اگر کوئی حاجی آتا تو اس کے گلے میں ہار ڈالتے کسی کی شادی کا کارڈ وصول نہ کرتے کسی بھی خوشی کی بات پر لفظ ”مبارک“ قطعاً استعمال نہ کرتے۔“  
(مرشد اکمل۔ ص: ۳۱)

حالانکہ ان تمام امور کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں یہ اس صوفی کی خانہ ساز بدعات ہیں محرم میں روٹا پھینا، ماتم کرنا یہ سب شیعہ مذہب کی خرافات و بدعات ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

## باب ہفتم

تعلیمات نقشبندیہ بمقابلہ تعلیمات لائٹانیہ



**قارئین کا نام!** صوفی مسعود احمد صاحب اپنے نام کے ساتھ نقشبندی لکھتا ہے اور اپنے مریدوں کو بھی اسی سلسلہ میں بیعت کرتا ہے۔ صوفی صاحب کے نام نہاد سلسلے میں جو وظائف دئے جاتے ہیں ان پر یہ عنوان ہے:

”سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چاوریہ لائٹانیہ کے وظائف

(نوری کریں۔ ص: ۶۴)

اسی طرح صوفی صاحب نے اپنا جو شجرہ دیا ہے اس میں نقشبندی سلسلے کے سرخیل حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ اشعار ہیں:

قلب میں تہجد یوں معرفت ہوئی رہے

الف ثانی کے مجدد و مقتدا کے واسطے

(نوری کریں۔ ص: ۹۷)

مگر حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کو نقشبندی سلسلے سے دور و در تک کوئی واسطہ نہیں۔ نقشبندی سلسلے کا نام صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ورنہ صوفی صاحب نقشبندی سلسلے کا کھلم کھلا باغی ہے۔ جو آدمی مریدوں کے خواہوں کی بنیاد پر قرآن و حدیث کے مقابلے پر اتر آئے تو اس کیلئے یہ کونسا مشکل ہے کہ وہ نقشبندی سلسلے کے مقابلے میں اپنا ایک سلسلہ گھڑے اور نقشبندی سلسلے کے مقابلے میں من مانے طریقے نکال کر یہ کہہ دے کہ مجھے خواب آیا تھا کہ اس سلسلے میں یہ چیز بھی کرو۔ اس باب میں ہم صوفی صاحب کے ان عقائد یا تعلیمات کا جائزہ لیں گے جو نقشبندی سلسلے سے بالکل متصادم ہیں تاکہ ان کے مریدوں کو ہوش آجائے کہ آپ کے پیر صاحب زحرم کے نام پر معاذ اللہ شراب فروخت کر رہے ہیں۔

**ذکر بالجبر**

سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر بالجبر کو پسند نہیں کیا جاتا چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ:

”نیز آپ نے پوچھا تھا کہ ذکر بالجبر سے منع کرتے ہیں کہ بدعت ہے۔“

(مکتوبات۔ مکتوب ۲۳۱۔ مترجم سعید احمد نقشبندی بریلوی۔ ج ۲۔ ص ۵۳۳ مطبوعہ دہلی)

مزید فرماتے ہیں:

”ایک دن میں حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں مجلس طعام

میں حاضر تھا شیخ کمال نے جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے مخلص دوستوں

میں تھا کھانا شروع کرتے وقت حضرت ایشان کے حضور میں اسم اللہ کو بلند کیا حضرت کو بہت ناخوش معلوم ہوا اور یہاں تک جھڑکا اور فرمایا کہ اس کو کہہ دو کہ ہماری مجلس طعام میں حاضر نہ ہوا کرے اور میں نے حضرت ایشان سے سنا کہ حضرت خواجہ نقشبندی قدس سرہ علمائے بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر قدس سرہ کو خانقاہ میں لے گئے تھے تاکہ ان کو ذکر جبر سے منع کریں علماء نے حضرت امیر کی خدمت میں عرض کیا کہ ذکر جبر بدعت ہے نہ کیا کریں انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نہ کریں گے۔ جب اس طریقے کے بازگوار ذکر جبر سے منع کرنے میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں تو پھر سماع اور قس اور وجد کا ذکر کیا۔“

(مکتوبات۔ مکتوب ۲۶۶۔ جلد دوم۔ ص: ۶۷)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ ذکر بالجبر کو پسند نہیں کرتے بلکہ اس کو بدعت کہتے ہیں مگر دوسری طرف صوفی مسعود احمد نام نہاد نقشبندی کی تعلیمات بھی ملاحظہ فرمائیں:

”مرد باواز بلند اور خواتین دھیمی آواز سے اللہ کا ذکر شروع کریں۔“

(نوری کریں۔ ص: ۱۶۰)

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:

”کہیں ذکر جلی اختیار کیا گیا تو کہیں ذکر خفی کو اختیار کیا گیا اگرچہ سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر بالجبر کا بالکل تصور نہ تھا مگر موجودہ زمانے کے حالات کے مد نظر رکھتے ہوئے نقشبندی سلسلے کے کئی صوفیاء عظام نے اپنے سلاسل میں ذکر بالجبر کی اجازت دے دی کیونکہ اس سے نہ صرف ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے بلکہ دوسواں کو دور کرنے کیلئے ذکر بالجبر اکسیر اعظم ہے بعض نادان لوگ اجتماعی ذکر اور حلقہ ذکر کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔“

(نوری کریں۔ ص: ۴۲)

غور فرمائیں خود صاف اقرار کر رہے ہیں کہ ذکر بالجبر کا نقشبندی سلسلے میں بالکل تصور نہیں مگر موجودہ دور کے صوفیاء نے اس کی اجازت دی ہے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ صوفیاء کون ہیں؟ اور آخر انہیں نقشبندی تعلیمات میں یہ من مانی تحریفات کا اختیار کس نے دیا؟ پھر بدعتی

کی انتہاء ملاحظہ فرمائیں کہ اکابر نقشبندی تو ذکر بالجہر کو بدعت کہہ رہے ہیں اور یہ ان پر ناواہن ہونے کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ کیا اب بھی ان کو یہ حق ہے کہ خود کو نقشبندی کہیں؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”جن لوگوں نے اس سلسلہ میں بعض فی اور بے اصل باتیں داخل کی ہیں ان سے اس سلسلے کی تکمیل نہیں بلکہ اس سلسلے کی تخریب اور اسے ضائع کرنا ہے۔“

(مکتوب نمبر ۱۳۱۔ دفتر اول حصہ سوم)

## جشن ولادت

ما قبل میں ہم نے لاٹانی فرقے کی کتابوں کے حوالے پیش کئے کہ صوفی مسعود ہر سال دھوم دھام سے اپنا جشن ولادت مناتا ہے۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حضور ﷺ کی ولادت کے جشن منانے کی بھی سختی سے تردید کی ہے تو کسی اور کا جشن ولادت منانا ان کی تعلیمات کی رو سے کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ بطور مشہور نمونہ از خرد دارے صرف چند حوالے ملاحظہ ہوں۔ حضرت مجدد صاحبؒ کو ان کے ایک مرید نے خط لکھا کہ اگر میلاد کی محفل تمام خرافات سے پاک ہو تو کیا اس کے چراغ کی کوئی صورت نکل سکتی ہے تو آپ نے فرمایا:

”اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں شرائط مذکورہ حقیق نہ ہوں اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو پھر کوئی رکاوٹ ہے۔ میرے مجدد! فقیر کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ جب تک اس درواہ کو پوری طرح بند نہ کریں گے بوالہوس باز نہ آئیں گے اگر تھوڑا سا جائز کرد گئے تو وہ زیادہ ہو جائے گا مشہور مقولہ ہے کہ تھوڑی چیز زیادہ بن جاتی ہے۔ والسلام۔“

(مکتوب ۷۲۔ دفتر سوم۔ جلد سوم۔ ص: ۱۳۴)

ایک اور جگہ مولود خوانی کے متعلق لکھتے ہیں:

”یہ مجلس واجتماع ان کی موجودگی میں منعقد ہوتا تو حضرت قدس سرہ اس امر سے راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند کرتے یا نہ۔ فقیر کا یقین ہے کہ حضرت قدس سرہ ہرگز اس کو پسند نہ کرتے بلکہ انکار کرتے۔“

(مکتوب ۲۷۳۔ دفتر اول۔ حصہ پنجم جلد دوم۔ ص: ۷۳۳)

اس عبارت سے چند سطر پہلے لکھتے ہیں کہ:

”اس منع کرنے میں فقیر کا مبالغہ اپنی طریقت کی مخالفت کے باعث ہے طریقت کی مخالفت خواہ سماع و رقص سے ہو خواہ مولود خوانی و شعر خوانی سے۔“

(مکتوبات۔ جلد دوم۔ ص: ۷۳۳)

غور فرمائیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تو جشن میلاد و تولیوں، رقص، سماع کی محافل کو نقشبندی سلسلہ کی مخالفت بتا رہے ہیں مگر صوفی مسعود احمد کیسا نقشبندی ہے جو آج ان تمام بدعات کو زور و شور سے سرانجام دے رہا ہے اور ان کے فضائل پر من گھڑت خواب بنا رہا ہے۔

## قوالیاں رقص

صوفی مسعود احمد ہر سال اپنی محافل میں پابندی کے ساتھ نوجوان امرڈلڑکوں، فاسق فاجر مسلم وغیر مسلم قوالوں سے ڈھول، بینڈ باجے، پر قوالیاں پڑھواتا ہے اور اس پر مرد و عورت ناچتے ہیں ہمیں صوفی کے مریدوں نے صوفی صاحب پر بنی ہوئی جوڈا کمینٹری ویڈیو دی ہے اس کے آخر میں ایک محفل کا حال دیکھا جاسکتا ہے جس میں عورتوں اور مرد کس طرح بدست ہاتھیوں کی طرح نام نہاد وجد کے نام پر دھمال ڈال رہے ہیں تاج رہے ہیں ان شیطانی محافل کی ویڈیوز آپ اپنی آنکھوں سے YouTube اور لاٹانی سرکار کی ویب سائٹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ مگر مجدد الف ثانیؒ اس قسم کی محافل کے حلق فرماتے ہیں کہ:

”ان شرائط میں سے اکثر آج کل کے سماع سننے والوں میں مفقود ہیں بلکہ

اس قسم کا سماع اور رقص جو اس وقت عام ہے اور اس قسم کا اجتماع جو آج

کل مردج ہے کوئی شک نہیں کہ یہ سراسر مضر اور تربیت باطنی کے بالکل

خلاف ہے ایسے سماع سے عروج کا خیال کرنا بالکل بے معنی اور اس

صورت میں روحانی ترقی متصور نہیں ہو سکتی اس مقام میں سماع سے امداد و

اعانت معدوم ہے بلکہ اس کی جگہ ضرر اور منافات موجود ہے۔“

(مکتوب نمبر ۲۸۵۔ دفتر اول۔ حصہ پنجم)

اس مکتوب میں تفصیل کے ساتھ سماع کی لٹی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ما قبل میں بھی ایک



حوالہ گزر چکا ہے جس میں سماع کو طریقہ نقشبندیہ کی مخالفت کہا گیا ہے۔ حضرت مجدد تو ان قوالیوں کو تربیت باطنی کے بالکل خلاف سمجھتے ہیں مگر صوفی اس کو تصوف کی معراج تصور کرتا ہے۔ آخر صوفی کی کن کن باتوں اور مگرابیوں کا ذکر کیا جائے؟

صوفیاء کے بعض سلاسل میں جو "سماع" کو مباح لکھا اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کسی خوشحال شخص جو خود بھی باشرع ہو اور تصوف کے رموز کو جانتا ہو صاحب سلسلہ ہو اس سے نصائح و عبرت پر مشتمل اشعار سن لینا۔ صوفی صاحب کا سماع اور موجودہ دور کی قوالیاں کسی کے ہاں بھی جائز نہیں جیسا کہ ہم ماقبل میں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے حوالے سے تفصیل پیش کر چکے ہیں۔ امام غزالی نے پانچ اسباب اگر سماع میں ہوں تو اسے ناجائز لکھا ہے:

(۱) اشعار پڑھنے والا مرد یا عورت ہو (امرد وہ لڑکا جس کی داڑھی مونچھ نہ ہو)

(۲) سماع مزامیر، طبلہ سارنگی کے ساتھ پڑھا جائے۔

(۳) فحش یا غیر شرعی اشعار ہوں

(۴) سننے والے نو جوان یا فاسق ہوں

(۵) سماع کو پیشہ بنالیا جائے

(مطلحاً کیا سعادۂ جلد اول۔ ص: ۳۷۹ تا ۳۸۱ فارسی طبع ایران)

مروجہ قوالیوں میں یہ تمام اسباب بوجہ اتم پائے جاتے ہیں پڑھنے والے قوال پیشہ ور ہوتے ہیں بھاری بھاری رقوم نہ صرف معاوضے میں لیتے ہیں بلکہ لاکھوں مالیت کے نوٹ ان پر نچھاور کئے جاتے ہیں، پڑھنے والے اور سننے والوں دونوں فاسق و فاجر سب کے سب سنت داڑھیوں سے محروم، اور قوالیاں باقاعدہ طبلہ سارنگی پر تالیاں بجا کر پڑھی جاتی ہیں جبکہ اکثر قوالیاں غیر شرعی اشعار پر مشتمل ہوتی ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سماع کے جواز و عدم جواز پر تفصیلی گفتگو کی اور ان کا رجحان بھی سماع کے جواز کی طرف ہے (وہ سماع جس کی حقیقت ہم ماقبل میں بیان کر چکے ہیں نہ کہ موجودہ دور کی قوالیاں) مگر وہ بھی یہ اقرار کرتے ہیں کہ:

"دوسری قسم وہ احتمال و گمان جسے فنکار فن موسیقی کے تحت گاتے ہیں اور

اشعار میں گداڑگی اختیار کرتے ہیں اور آوازوں میں ایسا اتار چڑھاؤ

کرتے ہیں جس سے نفس میں بیجاں و سرور آتا ہے اور دلوں کو خوشی و مسرت سے گرماتا ہے یہ قسم علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے ایک گروہ مباح رکھتا ہے اور ایک گروہ حرام قرار دیتا ہے اور ایک گروہ مکروہ بتاتا ہے علماء فرماتے ہیں کہ امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور امام احمد سے زیادہ مشہور و واضح قول کراہت ہے اگرچہ حرام کا اطلاق بھی ہے چنانچہ قاضی ابو الطیب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حرمت کا قول نقل کرتے ہیں اور شیخ شہاب الدین سیہروردی عوارف العارف میں فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خنا کو ذنوب و محصیت میں شمار کرتے ہیں۔

(مدارج النبوۃ۔ ج ۱۔ ص: ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ مدنیہ پیشنگ کراچی)

غور فرمائیں کہ جب اشعار کو صرف گانوں کے طرز پر گفتگو کر پڑھنا سننے بڑے آئندہ کے ہاں مکروہ اور حرام ہے تو ان اشعار کو باقاعدہ گانا بنا کر تالیاں و ڈھول سارنگی بجا کر پڑھنے کی حرمت میں بھلا کس کو اختلاف ہو سکتا ہے؟ بات دور نکل گئی اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف پھر آتے ہیں۔

بدعت حسنہ و سیئہ

صوفی مسعود احمد صاحب بدعت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"ہر وہ کام جو حضور کے بعد شروع ہو" بدعت" ہے اچھا کام بدعت حسنہ

اور برا کام بدعت سیئہ کہلاتا ہے۔ بدعت حسنہ جائز اور بدعت سیئہ منع

ہے۔" (راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات۔ ص: ۲۲۳)

اس صفحے کے اوپر یہ عبارت ہے

کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ کسی کی دل آزاری ہے

(حضرت مجدد الف ثانی)

آئیے اب انہی حضرت مجدد الف ثانی کے اقوال کی روشنی میں بدعت حسنہ کی حقیقت معلوم کر لیتے ہیں:

"سنت اور بدعت دونوں پورے طور پر ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک کا

وجود دوسرے کے نقص و نفی کو مستلزم ہے پس ایک کا زندہ کرنا دوسرے کو مارنے کا مستلزم ہے یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کے مارنے کا موجب ہے اور بالعکس۔ پس بدعت خواہ اس کو حسن کہیں یا سیدہ رفع سنت کو مستلزم ہے۔ شاکہ حسن نسبی یعنی اضافی کا اعتبار ہوگا کیونکہ حسن مطلق وہاں گنجائش نہیں رکھتا کیونکہ تمام سنتیں حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول و پسندیدہ ہیں ان کے اعضاء یعنی بدعتیں شیطان کی پسندیدہ ہیں۔ آج یہ بات بدعت کے پھیل جانے کے باعث اکثر لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے لیکن ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم ہدایت پر ہیں یا یہ لوگ۔ منقول ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت کے زمانے میں جب دین کو رواج دیں گے اور اس کو حسن خیال کر کے دین کے ساتھ ملا لیا ہوگا تعجب سے کہے گا اس شخص نے ہمارے دین کو دور کر دیا۔ اور ہمارے مذہب و ملت کو مار دیا اور خراب کر دیا ہے۔ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے اور حسن کو سیدہ خیال کریں گے۔

(مکتوب نمبر ۲۵۵۔ دفتر اول، حصہ چہارم)

اللہ اکبر! صوفی صاحب اس مکتوب کو بار بار پڑھیں حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ بدعت خواہ حسد ہو یا سیدہ سنت کی ضد اور سنت کو ختم کرنے والی ہے۔ آپ لوگوں کے سامنے حضرت مجدد کے اقوال تو پیش کرتے ہیں مگر خود نقشبندی سلسلے کے باغی بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے بریلوی بھائی بھی ذرا غور فرمائیں کہ حضرت امام مہدیؑ کے دور میں ان کا کیا حشر ہوگا؟ فاعبروا حضرت مجدد مزید فرماتے ہیں:

"جو بدعت بھی ہو وہ ضرور سنت کو منافی ہے اور اس کے مخالف ہوتی ہے لہذا بدعت میں کوئی خیر و حسن نہیں اور کاش کہ میں جان لیتا کہ دین کامل میں پیدا شدہ بدعت کو حسن کہنے والوں نے کیسے اسے حسن کہنے کا فیصلہ کر لیا حالانکہ دین کامل ہو چکا ہے اور پسندیدہ اسلام کی نعمت مکمل ہو چکی ہے اور انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دین کے اکمال و اتمام کے بعد اس میں بدعت کا اجراء اور اس سے رضائے الہی کا حاصل ہونا درست ہے تو

حق کے بعد نہیں مگر گمراہی اور اگر وہ جانتے کہ دین کامل میں کسی محدث (بدعت) کو حسن کہنا اس کے عدم کمال کو مستلزم ہے اور نعمت کے نامکمل ہونے سے خبر دیتا ہے تو وہ ایسا کہنے کی جرات نہ کرتے اسے اللہ ہمیں نہ پکڑا اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں۔"

(مکتوب نمبر ۱۹۔ دفتر دوم، حصہ اول، جلد دوم۔ ص: ۹۸۸)

یہ مکتوب اس قدر واضح ہے کہ اس پر کسی قسم کے تبصرے کی بھی ضرورت نہیں۔

نبی ﷺ نور ہیں یا بشر

صوفی صاحب اپنے پیر صاحب چادر والی سرکار کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"آپؐ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کئی مرتبہ فرمایا کہ "ایک جلسہ عام کراؤ وہاں ہم دنیا والوں کے سامنے یہ راز کھولیں گے کہ نبی پاک ﷺ نور ہیں۔"

(مرشد اکمل۔ ص: ۱۷۶)

جبکہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"دوسری بات جو ان بزرگوں کے ساتھ خاص ہے یہ ہے کہ حضرات (یعنی انبیاء) دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو بشر ہی کہتے ہیں۔"

(مکتوب نمبر ۶۳)

مجدد الف ثانیؑ تو انبیاء کو بشر مانتے ہیں اور یہ لا ثانی کہتے ہیں کہ نہیں نبی ﷺ تو نور تھے۔ پھر عبارت پر غور فرمائیں "دنیا والوں کے سامنے راز کھولیں گے" یعنی چودہ سو سال سے یہ بات راز چلی آرہی ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں چودہ سو سال سے اس راز کو کسی فقیہ کسی محدث کسی عالم کسی پیر کسی ولی صوفی نے نہیں کھولا، اب نہ معلوم صوفی صاحب کے پیر پر یہ راز کہاں سے افشاء ہوا کہ حضور ﷺ "نور" ہیں۔ پھر ہم صوفی صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ جب آپ کے پیر صاحب بار بار جلسہ منعقد کرنے کا کہہ رہے ہیں تو کیا آپ حضرات نے یہ جلسہ منعقد کیا؟ اگر نہیں تو چودہ سو سال بعد جو راز آپ کے پیر صاحب پر کھلا کیا امت مسلمہ کو یہ راز بتائے بغیر شیعہ کے امام غائب کی طرح اس دنیا سے چلے جانے پر وہ گناہ گار اور مجرم



ہوئے کہ نہیں؟ آپ کے مریدین کا آپ کے متعلق عقیدہ ہے کہ آپ مردے زندہ کر سکتے ہیں اور خود آپ کا بھی عقیدہ ہے کہ آپ کے پیر صاحب مرے نہیں جب چاہیں آ سکتے ہیں تو اب اپنے پیر صاحب کو بلا لیجئے چلے کے تمام انتظامات ہمارے ذمہ اس سے جہاں امت مسلمہ پر اس عظیم راز کا انکشاف ہو جائے گا وہیں آپ کی اس کرامت کا ظہور اور امتحان بھی ہو جائے گا۔ کیا خیال ہے؟

یاد رہے اگر نور سے مراد آپ ﷺ کی تعلیمات، آپ ﷺ کا لایا ہوا دین، آپ ﷺ کی سنتیں ہیں تو ہمیں اس سے انکار نہیں مگر یہ چیزیں راز نہیں جس کو کھولنے کی ضرورت پڑے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اہل بدعت کی کمر توڑ دینے والا دوماہی مجلہ  
 ”نور سنت“ حاصل کرنے کیلئے  
 نیز بریلویوں کی نایاب کتب اور رد بریلویت  
 پر کتب حاصل کرنے کیلئے رابطہ کریں

03027051716

## باب ہشتم متفرقات

جب کبھی حضور نبی کریم ﷺ، اہل بیت، یا بزرگان دین کے نام پر کسی کو پہنچے (کھانا، لباس، یا استعمال کی کوئی چیز) دیتے تو ہمیشہ یہ احتیاط فرماتے کہ کوئی نیک مومن یا پرہیزگار آدمی کو ہی خیرات کریں۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص ۲۵۲)

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِثْلَ ذَرٍّ مِنَ الْحَرِثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

(سورہ النعام، آیت ۱۲۶، پارہ ۸)

اور ان لوگوں نے اللہ کیلئے ایک حصہ کھیتوں اور موبیشیوں میں سے مقرر کر دیا جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں سوانہوں نے اپنے خیال سے یوں کہا کہ یہ اللہ کیلئے ہے اور یہ ہمارے شرکاء کیلئے ہے سو جو ان کے معبودوں کیلئے ہے وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو اللہ کیلئے ہے وہ ان کے شرکاء کی طرف پہنچ جاتا ہے یہ لوگ کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

مفسرین کرامؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مشرکین نے اپنے اموال میں خود ساختہ تقسیمیں کی ہوئی تھیں کچھ حصہ تو بتوں کیلئے مقرر کرتے کچھ اللہ کیلئے اب ہوتا یہ کہ جو حصہ اللہ کیلئے مقرر ہوتا اس میں سے کوئی چیز اگر بتوں والے حصہ میں چلی جاتی تو رہنے دیتے اور کہتے بھلا اللہ کو اس کی کیا حاجت اور اگر بتوں والے حصہ میں سے کوئی چیز اللہ کے نام کئے ہوئے حصہ میں چلا جاتا تو فوراً اس کو جدا کر کے دوبارہ بتوں والے حصہ میں شامل کر لیتے۔

اب آئے ہم آپ کو پاکستان کے ایک ایسے ہی مشرک یعنی صوفی مسعود احمد المعروف لامانی سرکار کے عقیدے سے واقف کراتے ہیں جس نے اپنی شریعت میں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان اسی طرح تقسیم کی ہوئی ہے اور جو حصہ اللہ کے نام پر ہوا ہے تو ہر ایک کے نصیب میں دینے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور جو حصہ نبی ﷺ کے نام پر ہو تو اسے صرف مخصوص لوگوں کو دینے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔۔۔ چنانچہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ:

”میرے پیروں میں سیدنا چادر والی سرکار کا طریقہ تھا کہ آپ اگر کبھی اللہ کے نام پر دینا چاہتے تو خواہ کیسا ہی انسان ہو اس کو خیرات کر دیتے لیکن

جب کبھی حضور نبی کریم ﷺ، اہل بیت، یا بزرگان دین کے نام پر کسی کو پہنچے (کھانا لباس، یا استعمال کی کوئی چیز) دیتے تو ہمیشہ یہ احتیاط فرماتے کہ کوئی نیک مومن یا پرہیزگار آدمی کو ہی خیرات کریں۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص ۲۵۲)

کیا صوفی صاحب اپنے پیروی کی اس خود ساختہ تقسیم کا ثبوت قرآن و حدیث یا فقہ کی کتاب سے دینے کی جرات کر سگے؟

اسی طرح اللہ رب العزت مشرکین مکہ کا ایک اور شرکیہ عقیدہ بیان فرماتے ہیں کہ:

وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَرَحَتُ جِبْرِ "لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ  
بِزُغْمِمْ" (انعام، ۱۲۶)

اور انہوں نے اپنے خیال کے مطابق یوں کہا کہ یہ موسیٰ اور کھتی ہے جس پر پابندی ہے اس کو بس وہی لوگ اس میں سے کھائیں گے جس کو ہم چاہیں

آگے اللہ تعالیٰ ان کا ایک اور عقیدہ بیان فرماتا ہے کہ:

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا عَالِيصٌ مُدَّكُمْ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا وَنَجْوًى لِلْمُفْرَسَاتِ أَلَّا يَكُونُوا فِي لَهْفٍ عَلَيْهَا وَنَسْوًا لِلنَّاسِ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا أَلَّا يُخْلِلُوا آلَاءَ اللَّهِ يَكُونُوا فِي لَهْفٍ عَلَيْهَا وَإِنْ كُنْتُمْ إِلَّا قَوْمًا مُسْرِئِينَ

اور انہوں نے کہا کہ جو کچھ ان جانوروں کے چٹوں میں ہے وہ ہمارے  
مردوں کیلئے خالص ہے اور ہماری بیویوں پر حرام قرار دیا گیا ہے

یعنی ان مشرکین کا ایک شرکیہ عقیدہ یہ بھی تھا کہ نذر و نیاز پر خود ساختہ پابندیاں لگائی ہوئی تھیں کہ اسے صرف وہی لوگ کھا سکتے ہیں جسے ہم چاہیں یا اس مال کو مرد تو کھا سکتے ہیں عورتوں پر حرام ہے۔ بعینہ یہی عقیدہ پاکستان کے مشرک "لالائی سرکار" کا بھی ہے بس فرق یہ ہے کہ مشرکین نے عورتوں پر حرام قرار دیا تھا اس نے اپنی خود ساختہ شریعت میں مردوں پر حرام قرار دیا ملاحظہ ہو:

”آپ کی احتیاط کا تو یہ عالم تھا کہ ازواجِ مطہرات کے نام پر دی جانے والی چیزیں کو تو کسی مرد کو ہاتھ بھی نہ لگانے دیتے تھے اور ازواجِ مطہرات کے نام پر دیتے وقت نیک اور پرہیزگار خواتین کو ہی دیتے۔“



(راہمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص ۲۵۲)

ہم نام نہاد صوفی صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ان میں جرات ہے تو اپنے پیر کی اس خود ساختہ شریعت کا ثبوت قرآن وحدیث یا مستند کتب فقہ سے دیں بصورت دیگر ہم یہ فیصلہ اپنے پڑھنے والوں پر چھوڑتے ہیں کہ وہ قرآن کی آیات پڑھ کر ان مشرکوں پر لعنت بھیجتے ہیں یا اس کے ہاتھ پر بیعت ہو کر مشرکین مکہ کے گروہ میں شامل ہونا پسند کرتے ہیں۔۔۔ یاد رہے کہ نذر و نیاز منت وغیرہ صرف اللہ کیلئے ہے انبیاء یا بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز کا مال خنزیر سے بھی زیادہ نجس و مردار ہے مطالبے پر ثبوت بھی انشاء اللہ فراہم کر دئے جائیں گے۔

**صوفی مسعود المعروف لاثانی سرکار کا گمراہ کن عقیدہ**  
**طلبہ سارنگی حرام نہیں**

قارئین کرام میرے نبی کریم روف رحیم ﷺ کا فرمان ہے کہ:  
”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر اور جہانوں کیلئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ گانے بجانے کے آلات کو اور بتوں کو اور صلیب کو اور جہالت کے کاموں کو  
مٹا دوں۔“ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۱۸)

نبی ﷺ تو فرما رہے ہیں کہ میری بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد گانے باجے کے آلات مثلاً ڈھول، طبلہ، سارنگی وغیرہم کو مٹانا بھی ہے اور اس کے مٹانے کا حکم مجھے اللہ نے دیا مگر ”شیطان حرکتوں میں لاثانی“ فرماتے والے کہتے ہیں کہ:  
طلبہ سارنگی حرام ہے جب وہ غلط طرف لٹک جائے لیکن جب یہی چیزیں روحانیت کی جانب لٹک جائیں تو حرام نہیں

(میرے مرشد، ص ۱۳۲، اشاعت چہارم ۲۰۰۵)

اب آپ فیصلہ کریں کہ نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے عشق رہنمائی کا ثبوت دیتے ہیں یا ایسے گمراہوں کا ساتھ دیکر گمراہ ہوتے ہیں۔

**صوفی مسعود احمد لاثانی کا فریا مسلمان؟**

قارئین کرام مشہور حنفی فقیہ ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور معروف فتاویٰ کی کتاب ”المحررات“ میں فرماتے ہیں کہ:

لوتزوج بشهادة الله ورسوله لا يعقد ويكفر لا عقاده ان  
النبي ﷺ يعلم الغيب

(البحر المرائی، ج ۳، ص ۱۵۵، کتاب النکاح)  
کسی شخص نے نکاح کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گواہ بنا کر تو نکاح منعقد ہوگا اور یہ شخص کافر ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کر لیا کہ نبی ﷺ غیب جانتے ہیں۔

یہاں نبی ﷺ کو عالم الغیب جاننے والے کو صریح طور پر کافر کہا جا رہا ہے اب ذرا لاثانی سرکار کی کتاب کا ایک حوالہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں:

ان دونوں مثالوں سے نہ صرف حضور ﷺ کے اختیارات ظاہر ہوتے ہیں بلکہ حضور ﷺ کا علم الغیب بھی ثابت ہوتا ہے۔

(راہمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص ۱۵۰)

اب صوفی مسعود لاثانی کے مرید خود ہی فیصلہ کر لیں کہ تمہارا یہ پیر کافر ہے یا مسلمان اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے جہنمی ہیں یا جنتی؟

**صوفی مسعود احمد لاثانی سرکار ولی اللہ یا عیسائی پادری؟**

**فیصلہ آپ کریں**

نام نہاد صوفی مسعود احمد عیسائیوں سے اپنی یاری نبھاتے ہوئے ہر سال اپنے آستانے پر جشن میلاد عیسیٰ علیہ السلام مناتا ہے جو خاصۃ عیسائی شعار ہے اس جشن میں ایک عیسائی پادری صوفی مسعود بریلوی کے آستانے کے متعلق کیا کہتا ہے اسی کی زبانی پڑھئے:

”پائینتر سمسن معراج نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمیں صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار کے آستانہ عالیہ آکر بہت خوشی ہوئی اور یہاں کا روحانی ماحول ہمیں بالکل گر جا گھر جیسا ماحول لگا۔“

﴿ما بطلنا ما بطلنا﴾ انقلاب انٹرنیشنل، فروری ۲۰۱۱ء، ص ۲۰

آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک مسلمان کے ہاں روحانی ماحول اسلامی ہونا چاہئے یا گرجا گھر جیسا؟ معلوم ہوا کہ صوفی مسعود کا آستانہ اسلامی مرکز نہیں بلکہ عیسائیوں کا گڑھ اور گرجا ہے اور صوفی مسعود اس گرجا کا چیف پوپ اور پادری ہے۔

اب آپ کی مرضی کہ آپ ایک ایسے آستانے سے تعلق جوڑتے ہیں جہاں کا روحانی ماحول خالصہ اسلامی ہو یا ایک ایسے آستانے سے جہاں عیسائی روحانی سکون حاصل کریں۔

## اسلام، کرسمنس اور لاثانی سرکار

قارئین اہلسنت! عیسائی اسلام کی نظر میں کافر ہیں اور ان کی نجات اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اپنے باطل مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول نہ کر لیں چنانچہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَحْيَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ إِذْ نَسَبَ اللَّهُ إِلَيْهِ الْوَحْيَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَائِفٌ إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ السَّمَاءَ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثَةٌ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(سورۃ المائدہ: آیت ۷۲، ۷۳)

**ترجمہ:** بے شک کافر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم کا بیٹا ہے حالانکہ مسیح نے تو یہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی بلاشبہ جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور تمہیں اس کا ٹھکانہ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اور بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تین خداؤں میں سے ایک ہے اور خدا تو نہیں ہے مگر ایک اور اگر یہ اپنے بات سے باز نہ آئے تو جو ان میں کافر (ماریں گے) ضرور ان کو دردناک عذاب پہنچے گا۔

ان آیات مبارکہ میں واضح طور پر اللہ پاک نے عیسائیوں کو کافر کہا اور واضح فرمادیا کہ اگر یہ اپنے مشرکانہ عقائد سے توبہ نہ کریں تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور عیسائیوں اور

یہودیوں سے دوستی کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (سورۃ المائدہ: آیت ۵۱)

**ترجمہ:** اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانا، ان میں بعض بعض کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کی طرف پھرا تو وہ انہی میں سے ہے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت میں واضح طور پر ارشاد فرمادیا کہ عیسائیوں اور یہودیوں سے ہرگز دوستی اور محبت کے پیچھے نہ بڑھانا یہ تمہارے دوست نہیں بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اس واضح ممانعت کے بعد بھی اگر تم باز نہ آئے تو پھر یہی سمجھو کہ تم خود بھی انہی میں سے ہو۔ حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”وَمَنْ لَمْ يَكْفُرْ أَحَدًا مِنَ النَّصَارَى وَالْيَهُودِ وَكُلِّ مَنْ فَارَقَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ وَقَفَ فِي تَكْفِيرِهِمْ أَوْ شَكَّ قَالَ الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ لَانِ التَّوْقِيفَ وَالْإِجْمَاعَ اتَّفَقَا عَلَى كُفْرِهِمْ لَمَنْ وَقَفَ فِي ذَلِكَ لَمَقْدَ كَذِبِ النَّصِ التَّوْقِيفِ وَالشَّكِّ فِيهِ وَالتَّكْذِيبِ أَوْ الشَّكِّ لَهُ وَلَا يَقَعُ إِلَّا مِنَ الْكَافِرِ“

(الشفاء: ج ۲، ص ۱۷۰، ح ۱۷۱)

**ترجمہ:** اجماع ہے اس کے کفر پر جو کسی عیسائی یہودی یا کسی ایسے شخص کو جو دین اسلام سے جدا ہو گیا ہو کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک کرے امام قاضی ابوبکر نے انکی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ و اجماع امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ بات کافر ہی سے ہو سکتی ہے۔

ان تمام نصوص سے یہ بات واضح ہوئی کہ عیسائی کافر ہیں انہیں کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے ان سے دوستی و مواصلات حرام ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صوفیت کا



لہا سے اوڑھے ہوئے فیصل آباد کا جعلی پیر صوفی مسعود احمد صدیقی لاٹانی سرکار امن کے نام پر عیسائیوں کے ساتھ پیار و محبت دوستی یاری کے ایسے تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہے کہ تمام مذاہب ایک گلدستہ کی شکل اختیار کر لیں اور امن کے نام پر عیسائیوں کے مذہبی تہوار ”کرسمس“ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جنم دن مان کر بڑے دھوم دھام سے اس دن کو عیسائیوں کے ساتھ اپنے آستانے پر منا رہا ہے۔ حالانکہ علماء اسلام نے کافروں کے تہواروں کی تعظیم اور اس میں شرکت کو کفر لکھا ہے۔

**کرسمس کے دن خدا کا غضب نازل ہوتا ہے**

اخبرنا ابو بکر الفارسی انا ابو اسحاق الاصہانی نا ابو احمد بن فارس نا محمد بن اسماعیل البخاری قال: ابن ابی مریم نا نافع بن یزید سمع سلیمان بن ابی زینب و عمرو بن الحارث سمع سعید بن ابی سلمة سمع اباه سمع عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال: اجتمعوا اعداء اللہ الیہود والنصارى فی عیدہم یوم جمعہم فان السخط یزل علیہم فاعشی ان یصیبکم ولا تعلموا بظانہم تخلقوا بخلقہم۔

(شعب الایمان: ج ۷ ص ۳۳۔ دارالکتب العلمیہ بیروت)

**ترجمہ:** ہمیں خبر دی ابو بکر فارسی نے ان کو ابو اسحق نے ان کو ابو احمد نے ان محمد بن اسماعیل بخاری نے وہ کہتے ہیں کہ ابن مریم نے ان کو خبر دی نافع بن یزید سے اس نے سلیمان بن ابی زینب سے اور وہ عمر بن حارث سے اس نے سعید بن ابی سلمہ سے اس نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے دشمنوں یہود و نصاریٰ سے بچو ان کی عید میں اور ان کے اکٹھے ہونے کے دنوں میں بے شک ان پر اللہ کی ناراضی اترتی ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ تمہیں بھی نہ پہنچ جائے اور ان کی اندرونی باتیں مت جانا کرو کیونکہ تم ان کی عادتیں سیکھ جاؤ گے (یعنی ان سے متاثر ہو جاؤ گے)۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ:

اخبرنا ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ الحر فی نا علی بن محمد بن الزبیر الکوفی نا الحسن ابن علی بن عفان نا زید بن الحساب نا عبد اللہ بن عقیہ حدیثی عطاء بن دینار الہذلی نا عمرو بن الخطاب قال: ایاکم و مواطنة الاعاجم و ان تدخلوا علیہم فی بیعہم یوم عیدہم فان السخط یزل علیہم۔

(شعب الایمان: ج ۷ ص ۳۳)

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم اپنے آپ کو بچاؤ اہل عجم کے ساتھ یودو باش سے اور اور اس بات سے منع کیا کہ ان کے عبادت خانوں میں ان کے عید کے ایام میں داخل ہو کر یہ کہ اللہ کا غضب اس دن نازل ہوتا ہے۔

قارئین اہلسنت! حضرت عمرؓ تو عیسائیوں کو اللہ کا دشمن کہہ رہے ہیں اور کرسمس کے موقع پر جمع ہونے سے منع کر رہے ہیں کہ اس دن اللہ کا غضب و ناراضگی نازل ہوتی ہے مگر یہ جعلی صوفی کہتا ہے کہ یہ خیر و برکت والا دن ہے۔ اب ہم اس کی مائیں یا حضرت عمرؓ کی؟

**کافروں کے ایام کی تعظیم کرنا کفر ہے**

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فی فتاوی الصغری من اشتری یوم النوروز شینا و لم یکن یشترہ قبل ذالک ازاد بہ تعظیم النوروز، کفر ای لانه عظم عید الکفرۃ۔ (شرح فقہ الکبیر: ج ۳۹۹۔ بیروت)

اگر کسی نے نوروز (مجوسیوں کی عید) کے دن کو کوئی ایسی چیز خریدی جو اس سے پہلے نہیں خریدتا تھا، اس کا ارادہ اس اشتراء سے نوروز کے دن کی تعظیم کرنا تھا تو کافر ہو جائے گا، اس لئے کہ اس نے کافروں کی عید کی تعظیم کی۔ مزید لکھتے ہیں کہ:

لوان رجلا عبد اللہ خمیسین عاما ثم جاء یوم النوروز فاهدی الی بعض المشرکین یرید تعظیم ذالک الیوم فقد

کفر با الله العظیم و حبط عمله خمسین عاما.

(شرح فقہ الاکبر: ص ۵۰۰)

اگر کسی شخص نے پچاس سال تک اللہ کی عبادت کی پھر نوروز کا دن آگیا اور اس نے کسی مشرک کو کوئی ہدیہ کر دیا اس کی نیت اس ہدیہ سے اس دن کی تعظیم کرنا تھی تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی پچاس سال کی عبادت برباد ہو گئی۔

اور آگے لکھتے ہیں کہ:

”و علی قیاس مسالة الخروج الى البيروز المجوسی الموافقة معهم فيما يفعلون في ذالك اليوم يوجب الکفر“  
یعنی اسی طرح مجوسیوں کے نوروز کے جشن کے دن نکلنا اور جو کچھ مجوسی اس دن کرتے ہیں ان میں ان کی موافقت کرنا یہ بھی کفر کو لازم کرتی ہے۔

اب صوفی اور اس کے چیلے جو کمرس کے دن ایک کانٹے ہیں عیسائیوں کی طرح

گیت گاتے ہیں جشن مناتے ہیں کیا یہ مسلمان رہے؟

علامہ محمد بن شهاب یوسف انکروری لکھتے ہیں کہ:

”و کذا اجتماع المسلمين يوم فصيح النصارى لو موافقة لهم۔ (فتاویٰ بزازیہ: ج ۳: ص ۱۸۶)

اسی طرح مسلمانوں کا اجتماع عیسائیوں کی عید کے دن اگر ان کی موافقت کرنے کیلئے ہے تو یہ سب بھی کافر ہو گئے۔

علامہ بزازی نے ایک بڑی عجیب بات کی جو صوفی مسعود کے حالات کے بالکل موافق ہے وہ کہتے ہیں کہ نوروز کے دن نکلنا اور وہ افعال سرانجام دینا جو مجوسی اس دن کرتے ہیں اس دن کی تعظیم کی وجہ سے تو یہ کفر ہے، اور یہ کام اکثر وہ مسلمان کرتے ہیں جو مجوسیت چھوڑ کر اسلام لائے ہیں وہ اس دن ان مجوسیوں کی طرف نکلتے ہیں اور مجوسیوں کی موافقت کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے کافر ہو جاتے ہیں اور افسوس کہ انہیں علم بھی نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ بزازیہ: ج ۳: ص ۱۸۶)

صوفی مسعود کی اندھی تقلید کرنے والوں غور سے پڑھو یہ شخص تم سے جنت کے

وعدے کرتا ہے اس بد بخت نے تو ہمیں ایمان ہی سے محروم کر دیا ہے۔

مولوی امجد علی گھوسوی لکھتا ہے کہ:

”کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے۔“

(بہار شریعت: حصہ نہم، ص ۱۵۰)

بہار شریعت کا حوالہ ہم نے اس لئے دیا کہ مولوی امجد علی احمد رضا خان کے غلیفہ اور شاگرد ہیں اور اس کتاب پر احمد رضا خاں صاحب کی تقریظ ہے اور احمد رضا خاں کے متعلق لاثانی رسالے میں ہے کہ:

”علم و حکمت کے بے تاج بادشاہ مجدد دین و ملت عظیم المرتبت محدث فقیر اعظم پاسبان ناموس رسالت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی۔“ (لاثانی انقلاب: جنوری ۲۰۱۲: ص ۴)

قارئین کرام ان تمام حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ کفار کے مذہبی تہواروں کی تعظیم کرنا، اس دن ان کے ساتھ جمع ہونا، وہ جو افعال کرتے ہیں ان کو کرنا یہ سب کفر ہے اور ان سب کا کرنے والا اسلام کی نظر میں کافر ہے۔ اسلام کے احکام تو آپ نے ملاحظہ فرمائے اب ذرا لاثانی سرتے کی شریعت کے کروت بھی ملاحظہ فرمائیں:

لاثانی سرکار اور کمرس

”امیر عظیم مشائخ عظام پاکستان صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار کا یوم ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شاندار تقریب سے صدارتی خطاب۔“  
(ماہنامہ لاثانی سرکار: ص ۲۰: فروری ۲۰۱۱)

”۲۰ دسمبر ۲۰۱۱ بروز منگل لاثانی سکریٹریٹ پر مذاہب عالم عیسائی، سکھ، ہندو، پارسی، اور بھائی کیونٹی کے اسکالر، دانشوروں، مذہبی رہنماؤں اور اعلیٰ شخصیات نے سالانہ عظیم الشان بین المذاہب امن کانفرنس سلسلہ ولادت باسعادت حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا یوم ولادت منایا۔“ (لاثانی انقلاب: ص ۲۲: جنوری ۲۰۱۲)



ان تقاریب میں عیسائی پادری کیا کہتے ہیں وہ بھی پڑھ لیں:

فادر جمو: آستانہ عالیہ پر کرسس کی خوشیاں منا کر لاثانی روایات کا آغاز کیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ کسی ولی کے آستانہ پر مذاہب عالم یوں جمع ہوں اور ایسی بھائی چارے کی فضاء قائم ہو۔ ایسی روایتیں ملکوں اور قوموں کو نئی زندگی عطا کرتی ہے۔“ (فیوض و برکات، ص ۱۳۶)

چٹکرک جب تک کہ کہتا ہے کہ: مذاہب عالم کی شخصیات کا ایک پلیٹ فارم بننے کر کرسمس کا دن اتنے دھوم دھام اور جوش و جذبے سے منانا اور ایسے روح پرور مناظر دیکھ کر مجھے دلی سکون محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔ یہ پہلا پروگرام دیکھا ہے جس میں مسلمانوں کی طرف سے کسی مذہبی شخصیت بالخصوص صوفیا کی طرف سے یہ آواز دی گئی کہ آئیں ہم آپ مل کر کرسمس منائیں۔“ (لاثانی انقلاب، ص ۲۵، جنوری ۲۰۱۲)

**صوفی مسعود احمد کا آستانہ گرجا گھر کی طرح**

پاسٹر یسمن معراج کہتا ہے کہ:

”لاثانی سرکار کے آستانہ عالیہ پر آکر بہت خوشی ہوئی اور یہاں کارروائی ماحول ہمیں بالکل گرجا گھر جیسا ماحول لگا۔“

(لاثانی انقلاب، ص ۲۰، جنوری ۲۰۱۱)

قارئین کرام دیکھیں اس پادری کو آستانے کا ماحول اسلام قرآن و سنت کے مطابق نہیں لگا بلکہ گرے گھر کی طرح لگا کیوں؟ کیونکہ گرجا گھر میں بھی ایک خدا کو چھوڑ کر بت کی عبادت کی جاتی ہے اور لاثانی فرقے کے ماننے والے بھی خدا کو چھوڑ کر لاثانی کی عبادت کرتے ہیں۔ گرجا گھر میں بھی ڈھول کی تھاپ پر گیت گائے جاتے ہیں لاثانی کے آستانے پر بھی قوالیوں کے نام پر مستیاں کی جاتی ہیں۔ گرجا گھر میں عورتوں و مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے لاثانی کے آستانے پر بھی عورت اور مرد ایک دوسرے میں گھسے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے اس پادری کو یہ ماحول بالکل گرجا گھر جیسا لگا۔

دوستو! آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن و سنت اور فقہ حنفی کے مطابق کافروں کے دنوں کی تعظیم کرنا حتیٰ کہ اس دن کوئی ایسی چیز خریدنا جو عام دنوں میں نہیں خریدتا بھی کفر ہے تو جو ان دنوں جو دھوم دھام سے منائے کیا اس شخص پر کفر کے یہ تمام فتوے نہیں لگیں گے؟ اس لئے ہم صوفی مسعود کو مخلصانہ مشورہ دیں گے کہ وہ یہ سب خرافات چھوڑ کر تجدید ایمان کرے ورنہ آخرت میں اس کا ٹھکانہ بھی اس کے حقیقی بھائیوں یعنی عیسائیوں کے ساتھ جہنم میں ہوگا۔

**صوفی مسعود احمد لاثانی سرکار اور اس کے مرید**

**پاکستان کے غدار انڈیا کے ایجنٹ ہیں**

صوفی مسعود احمد کا ایک مرید اپنے پیر لاثانی سرکار کی تعریف کرتے ہوئے پاکستان کے متعلق ہرزہ سرائی کرتا ہے کہ:

”پاکستان کی عظمت، پاکستان کی شان و شوکت اللہ کے اس بندے کے پاکستان میں قیام سے وابستہ ہے، ورنہ پاکستان کی بذات خود کوئی اہمیت نہیں ہے۔“ (میرے مرشد، ص ۱۸۵)

غور فرمائیں ان لوگوں نے اس ملک کی کتنی بڑی توہین کی کہ اس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں حالانکہ یہ ملک اسلام کا قلعہ ہے اسی ملک سے ہم سب کی حیثیت ہے ہم سب کی پہچان ہے جس وقت یہ بدخت پیدا نہیں ہوا تھا اس وقت بھی یہ ملک قائم تھا اور جب یہ مردود نہیں ہوگا تب بھی یہ ملک اسی طرح قائم رہے گا اور اس کی غیر موجودگی میں پہلے سے زیادہ ترقی پسند اور خوشحال ہوگا پاکستان کو غیر اہم کہنا پاکستان کیلئے قربانیاں دینے والے لاکھوں مسلمانوں کے خون سے غداری ہے دراصل لوگوں کے دلوں سے پاکستان کی عظمت و حیثیت کو ختم کرنا انڈیا کا مشن ہے اور پاکستان میں ”را“ کا یہ ایجنٹ اپنے مریدوں کے ذریعہ یہ کام کر کے دن رات وطن عزیز کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے اللہ پاک دین و ملت کے ان غداروں کے شر سے اس وطن اور اس میں بسنے والے لوگوں کی حفاظت فرمائے۔

**لاثانیوں کی ای میل کا منہ توڑ جواب**

قارئین کرام! ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۱ کو نام نہاد لاثانی انقلاب منظم کی آفیشل میل ایڈریس (info@lasanisarkar.org) سے ہمیں ایک ای میل موصول ہوئی۔ الحمد للہ ہماری طرف سے A4-Pages کے 7 صفحات پر اس ای میل کا متوڑ جواب دیا گیا اور لاثانیوں سے جواب الجواب کا مطالبہ کیا گیا مگر بحال ان کی طرف سے ہمیں کوئی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اب ہم افادہ عام کیلئے اس جواب کو آپ کی عدالت میں پیش کرتے ہیں اور فیصلہ کریں کہ یہ شخص لاثانی تو ضرور ہے مگر جعل و فریب جھوٹ و کفر میں۔

## ہمارا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک گمراہ پیر نام نہاد و صوفی مسعود احمد لاثانی سرکار کی ای میل کا جواب جناب سب سے پہلے تو ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ لوگوں نے اپنی زبانوں پر لگے ہوئے تالوں کو توڑا اور جواب دیا مگر آپ لوگوں کا جواب پڑھ کر بے ساختہ زبان سے نکلا ہزاروں منتوں پر بھی جفا کی تلافی بھی کی تو ظالم نے کیا کی آپ نے گلہ کیا کہ آپ لوگوں کی زبان شائستہ اور معقول نہیں ہے اس لئے آپ لوگ لائق جواب نہیں۔

**اقول:** محترم ہم نے بھول آپ کے زبان تو اس ای میل میں ناشائستہ استعمال کی جس کا Reply آپ نے کیا کتنا بچے میں تو نہیں نہ ہی آپ نے اس کی طرف کوئی اشارہ کیا نہ گلہ کیا اگر جواب نہ دینے کی علت یہی ہے کہ زبان شائستہ نہیں ہے تو جواب Email کا نہ دیں ”کتا بچہ“ کا تو دیں یہ عجیب بات ہے کہ جس مقام پر زبان ناشائستہ استعمال کی اس کا جواب تو دیا جا رہا ہے اور جہاں زبان معقول ہے اس کا جواب یہ کہہ کر نہیں دیا جا رہا ہے کہ فلاں جگہ زبان شائستہ استعمال نہیں کی گئی

بریں عقل و دانش بہا بد گریست

پھر ہماری ای میل کو ناشائستگی پر محمول کرنا بھی انصاف و دیانت سے بعید ہے ہم نے اگر آپ

کو یا صوفی صاحب کے حواریوں کو حرام خور کہا تو کیا برا کیا؟ ہم نے پہلا اعتراض

Thu, Feb 24, 2011 at 2:42 PM

Sufi Masood Lasani Sarkar ka Gumrah kon Aqeeda. Tabla Baja

Sarangi Haram Nahe

کو آپ کو بھیجا اس کے بعد ایک اور اعتراض

info@lasanisarkar.org to

astanaalia@hotmail.com cc

astanalasanila@yahoo.com bcc

Sat, Mar 5, 2011 at 9:57 AM date

Nam Neehad Sufi Lasani Sarkar ki Haqeeqat

کو بھیجا اس کے بعد ایک اور اعتراض

Sat, Mar 19, 2011 at 4:01 PM

Sufi Masood Lasani Sarkar k Kirdar or Hayat pr Ek Nazar

اس کے ایک اور ای میل آپ کو

Thu, Aug 11, 2011 at 12:49 PM

Sufi Masood Ahmad Siddiqi Bareilvi Lasani Sarkar Hafiz Shafiq

Shahhed [RTA] Ka Qatil

مگر آپ کی طرف سے ان اعتراضات کا کوئی معقول جواب نہیں آیا اب دیکھیں آپ صوفی صاحب کے تنخواہ دار ہیں ان کا تمک کھاتے ہیں دن دہارے آپ کے پیر جی پر اعتراض ہو رہے ہیں کیا آپ کی ایمانی غیرت اور سب سے بڑھ کر تنخواہ (کیونکہ ایمان ہوتا تو اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کیوں ہوتے) اس بات کا تقاضہ نہیں کرتے کہ آپ اپنے پیر جی کا دفاع کریں؟ مگر آپ نے تو شائد چپ کا روزہ رکھ لیا اب بتائے کیا اس کے بعد بھی آپ کو ”حرام خور“ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

پھر اگر ہم نے آپ کے پیر صاحب کو ”مکار“ اور ”جعلی پیر“ کہہ دیا تو کیا غلط کیا اس کی مکاری اور جعل سازی کا ثبوت تو صرف ہماری ایک ویڈیو میں دیکھ لو جو اس کی نام نہاد کرامت مرغ ذبح کرنے کا بھانڈا پھوڑ رہی ہے۔ پھر قرآن پاک میں تو کافروں کو ”مکار“ کہا گیا ہے بتائے کیا فتویٰ ہے قرآن کریم کے متعلق؟



ہم سے شائستہ اور غیر معقول زبان کا گلہ کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں بھی تو جھانک کر دیکھیں آپ کے صوفی جی کی ایک ”محبوبہ مریدی“ جناب عائشہ رحمان لکھتی ہیں:

محفل کا انعقاد ہونے سے پہلے حاسدین و مخالفین (شیاطین) نے ہر ممکن کوشش کی کہ محفل پاک کا انعقاد نہ ہو سکے۔

(فیوض و برکات: ص ۳۰۔ ناشر لائٹانی انقلاب، پبلیکیشنز دسمبر ۲۰۰۸ء)

کیوں جناب یہ اپنے مخالفین کو ”شیاطین“ کا لقب دینا اور ان کو شیطان کہنا کوئی معقول اور شائستہ زبان ہے؟

دیگر رافضیہ خود میاں فضیلت

پھر آپ کہتے ہیں کہ:

چھپ ہم نہیں رہے چھپ تو آپ لوگ رہے ہو۔۔۔

**اقول:** اول بات تو یہ ہے کہ ہم نے کہیں بھی چھپنے چھپانے کی بات نہیں کی پھر ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ ہم آپ کے لائٹانی جی اور آپ لوگوں سے چھپ کیسے کہتے ہیں؟ اس لئے کہ خود ایم ٹی طائر صاحب لکھتے ہیں کہ:

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نامتوبین (خلفاء) کو علم الاسماء (علم لدنی، علم حضوری، علم غیب، علم باطن) عطا کیا۔“

(میرے مرشد، ص ۷۸، اشاعت چہارم ۲۰۰۵ء)

جب آپ کے پیر جی کو علم لدنی، علم باطن بھی علم غیب بھی حاصل ہے علم حضوری و باطنی بھی حاصل ہے تو ہم چھپ کیسے کہیں گے؟ اس لئے اگر ہم حضور ہیں تو آپ کا ہمیں چھپا (باطن) کہنا جھوٹ اور اگر ہم باطن میں ہیں تو ایم ٹی طائر صاحب نے جھوٹ بولا۔ ویسے ایم ٹی طائر صاحب نے علم الاسماء کی وضاحت بریکٹ میں علم لدنی، علم غیب، علم باطن سے کی ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ علم الاسماء کی یہ خود ساختہ مطلب کس کتاب میں لکھا گیا ہے؟ اور آگے لکھتے ہیں:

میرے پاس گنتی تو نہیں کہ کتنے ہزار لوگوں نے مجھے یہ بات بتائی لیکن حقیقتاً بے شمار پیر بھائی، دوسرے سلاسل کے پیر صاحبان اور سیاسی و دیگر

شخصیات نے یہ بات بتائی کہ قبلہ حضور جناب صدیقی لائٹانی سرکار صاحب نے ان کی دل کی بات بوجھ لی وہ جو بات کہنا چاہتے تھے جو پوچھنا چاہتے تھے ابھی زبان پر بھی نہ آئی تھی کہ جواب دے دیا کوئی محفل میں بیٹھا ہے اس کے دل میں کچھ سوالات اٹھتے ہیں حالانکہ اس وقت جو موضوع چل رہا ہے وہ اس کے سوالات سے مطابقت نہیں رکھتا لیکن اچانک قبلہ سرکار نے اس شخص کے دل میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دے۔

(میرے مرشد، ص ۱۲۸)

جب آپ کے پیر جی ساری دنیا والوں کے دلوں کا حال جانتے ہیں تو ہم چھپ کیسے کہیں گے؟ آپ کے پیر صاحب صوفی مسعود لکھتے ہیں کہ:

”غوث کو ہر طرف کی خبر ہوتی ہے کیونکہ فریادری اسی کا کام ہے احکام الہی سب سے پہلے اسی پر وارد ہوتے ہیں پھر جہاں میں نفاذ پاتے ہیں۔“

(مرشد اکمل، ص ۱۱۳ جولائی ۲۰۰۷ء لائٹانی انقلاب، پبلیکیشنز)

اب یا تو آپ مانیں کہ آپ کے پیر جی مقام غوثیت میں نہیں یا پھر تسلیم کریں کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں کہ ہم چھپے ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ یہ تو میرے پیر صاحب کے متعلق ہے میں تو اپنا کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھ سے چھپے ہوئے ہیں تو آپ کے خود ساختہ سلسلے کی مستند ترین کتاب ”نوری کریم“ میں عنوان ہے:

”اولیاء کرام کا روحانی کشف“

اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

”جب جلال الہی کا نور بندہ خدا کے کان بنتا ہے تو وہ قریب اور دور سے سننے لگتا ہے اور جب یہی نور اس کی نگاہ کو تاباں کرتا ہے تو وہ قریب اور دور کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہی نور جلال ولی خدا کا ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ مشکل و آسان قریب و بعید کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔“

(نوری کریم، ص ۲۵۵، مارچ ۲۰۰۹ء شریضان لائٹانی سرکار)

اور دوسری طرف آپ کے پیر و مرشد صاحب لکھتے ہیں کہ:

پھر آپ کہتے ہیں کہ صوفی صاحب کے پاس آستانے آ جاؤ آپ کو آپ کے تمام سوالوں کا جواب مل جائیے گا۔

**اقول:** یہ عجیب بات کہی آپ نے صوفی صاحب کے پاس آ جاؤ، کیوں؟ صوفی صاحب کیا دوزیر اعظم کا بچہ ہے جو ہم اس سے ملنے آئیں؟ وہ اپنی گمراہ کن کتابیں چھاپ کر پوری دنیا خصوصاً پورے ملک میں پھیلا رہا ہے اس نے اپنی ویب سائٹ پر اپنی کتابیں لگوائیں اور جب کوئی ان کتابوں پر اعتراض کرے تو ہم کھلے عام جواب نہیں دیں گے ہمارے آستانے آ جاؤ یہ کونسا اصول ہے؟ کیا صوفی صاحب نے کتابیں لکھوا کر یہ کہا تھا کہ ان کو چھاپنا مت جس نے پڑھتی ہو میرے آستانے پر آ کر پڑھ لیا کرے؟ گھر بلا کر بات کرنے والوں کے متعلق تو آپ نے سنا ہو گا کہ

گھر میں تو بی بھی شیر ہوتی ہے

پھر یہ بھی آپ کی جہالت ہے کہ آپ کے تمام سوالوں کا جواب مل جائے گا ہم نے سوال کئے کب ہم نے تو واضح طور پر حقائق پر مبنی اعتراض و انکشاف کئے جن کے جوابات سے رب کعبہ کی قسم صوفی مسعود قیامت کی صبح تک عاجز رہے گا یہ ہمارا چیلنج ہے۔

پھر سوالوں کے جواب تو ہم اس وقت لینے آئے جب جوابوں کی ضرورت ہو جہاں بات بالکل واضح ہو کوئی ابہام نہ ہو وہاں جواب تحصیل حاصل ہے دھو باطل اس کی صرف ایک مثال ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ سوال ہم آپ سے کرتے ہیں آپ کے چیر جی نے

فرض فجر کے فوراً بعد سنتوں کی نیت باعدی بتائے فقہ حنفی کی کوئی کتاب میں فجر کی سنتیں فرض کے فوراً بعد پڑھی جاتی ہیں؟

پھر ہم نے کہیں بھی یہ تحدید نہیں لگائی کہ ہمارے اعتراضات کے جوابات صرف مسعود صاحب دیں جو ہمیں خود ان کے پاس آنا پڑے بلکہ ان کا کوئی بھی مرید ان اعتراضات کے جوابات دے سکتا ہے شرط یہ ہے کہ وہ جوابات یا تو لائانی انقلاب رسالے میں شائع کیئے جائیں یا لائانی سرکار کی سائٹ پر لگائیں جائیں تاکہ ان کی کوئی حیثیت ہو اور کل کو آپ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ جن کو آپ نے مندرجہ جواب دے دیں وہ تو ہمارے سلسلہ کا بندہ ہی نہیں یا آخر کو آپ لوگ صوفی صاحب کے تنخواہ دار ہو آخر کچھ تو تنخواہ اور مریدی کا حق ادا کرو تم

ہمارے کسی اکابر پر اعتراض کر کے دیکھو پھر دیکھنا ہم کیسا جواب دیتے ہیں کیا تم میں سے کوئی بھی وہ مرد میدان نہیں جو صوفی صاحب کا دفاع کر سکے؟

فہل من مبارز

پھر ہم صوفی صاحب کے پاس آ جائیں تو کونسا ہمیں جواب مل جائے گا؟ تم نے حافظ شفیق بھائی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو کونسا جواب دیا؟ انہوں نے تمہارے خلاف مضمون لکھا تو جس رسالے میں وہ مضامین چھپے اس پر تم نے دہشت گردی، فرقہ واریت، توہین رسالت سمیت کئی سنگین دفعات کے تحت مقدمات بنائے کا اسی کا نام جواب ہے؟ جب اس پر بھی بس نہ چلا تو بھائی شفیق کو ہی شہید کر دیا (ثبوت ہم دے چکے ہیں) کیا اسی قسم کے جواب دیئے کیلئے ہمیں بلایا جا رہا ہے؟

صوفی صاحب کی مرید بی جی لکھتی ہے کہ:

ایک شخص نے حاسدین و مخالفین کیساتھ مل کر حضرت لائانی سرکار کے خلاف پمفلٹ شائع کروا کر لوگوں میں تقسیم کیئے چنانچہ کچھ ہی عرصہ میں ظاہری و باطنی طور پر تباہ و برباد ہو گیا۔

(مخزن کمالات: ص ۱۰۳ لائانی انقلاب پبلیکیشنز دسمبر ۲۰۰۸)

بتاؤ ایک طرف تو پمفلٹ شائع کر دانے والوں کو تباہی و بربادی کی دھمکیاں دیتے ہو دوسری طرف بتاتے ہو کہ آؤ جواب دیں گے یہ قول و فعل کا تضاد کیوں؟

قارئین کرام کے علم میں اضافہ کرنے کیلئے کہہ دیں کہ الحمد للہ ہمیں ۲ ماہ سے بھی زائد عرصہ ہو گیا ہے صوفی کے خلاف پمفلٹ شائع کئے ہوئے اس کام میں حصہ لینے والے حضرات کی ظاہری و باطنی بربادی تو کیا ہوئی دن رات ظاہری و باطنی ترقیاں ہو رہی ہیں بطور تجدید نعت کے کہہ رہے ہیں کہ جب سے اس بد بخت کے خلاف کام شروع کیا ہے خواب میں نبی کریم ﷺ تشریف لا کر بشارت بھی دے چکے ہیں واللہ الحمد۔ اسی طرح یہ مرید بی جی مزید لکھتی ہیں کہ:

اسی طرح ایک شخص نے حد و بغض کے تحت آپ کے فیض و کرم سے متعلق کتاب نوری کر نہیں پر اعتراضات کئے اور پھر اپنے اثر و رسوخ سے کام لیتے ہوئے اخبارات میں جھوٹی اور بے بنیاد خبریں لگوائیں اور احتجاج کیا



کہ انہیں گرفتار کیا جائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت شدید اور اسکی لاشی بے آواز ہے۔ اسے اس بغض و عناد کی ایسی سزا ملی کہ کچھ ہی عرصہ میں وہ شدید مصائب و مشکلات کا شکار ہو گیا اور مزید یہ کہ پھر پولیس اسے ہی قتل کے کیس میں گرفتار کر کے لے گئی۔۔۔ الخ

(محزون کمالات: ۱۰۴)

ایک طرف جوابات کیلئے دعوت دوسری طرف پولیس سے گرفتاری کی یہ دھمکیاں اپنے مخالفین کو؟ راہ سنت کی انتظامیہ کے خلاف بھی انہوں نے یہی کچھ کیا اس لئے قرین قیاس یہی ہے کہ اس شخص کو قتل کے کیس میں صوفی مسعود ہی نے پھنسا یا ہوگا۔ اسی طرح اسی کتاب کے ص ۱۰۵ پر لکھا ہے کہ آپ سے مناظرہ کرنے کیلئے کچھ مولوی آئے تو آپ نے آتے ہی ان کو بتا دیا کہ تم نے کل فلاں فلاں عورت سے زنا کیا تھا اور پھر جنابت ہی کی حالت میں اذان دے دی تھی۔

یہ کیا ذرا مد بازی ہے ایک طرف بحث و مباحثہ کیلئے بلاتے ہو اور دوسری طرف بحث و مباحثہ کیلئے آنے والے کو یوں ذلیل کرتے ہو؟ صوفی صاحب ان مولویوں کو زنا کرنے پر تو ایسے شرمندہ کر رہے ہیں جیسے صوفی صاحب نے اپنی دکان میں کبھی کسی ایسی عورت سے زنا کا ارتکاب نہ کیا ہو پھر نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ من رای من کم مشکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فلبسائہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان یہاں صوفی صاحب کو قدرت تھی کہ ان مولویوں کو زنا سے روکے مگر صوفی نے ایسا نہیں کیا اور مزے سے سارا منظر دیکھ رہا تھا معلوم ہوا کہ صوفی صاحب خود بھی اس گناہ میں برابر کے شریک تھے۔

لیکن اس سب کے باوجود ہم آخری اتمام حجت کیلئے بھی تیار ہیں اور صوفی صاحب کے پاس آکر آسنے سانسے صوفی صاحب سے مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہیں مگر اس شرط پر کہ صوفی صاحب خود اپنے ہاتھ سے اپنے لیٹر پیڑ پر لکھے کہ ہمارے درمیان ہونے والی تمام گفتگو کو باقاعدہ ویڈیو ریکارڈنگ کی جائے گی اور بعد میں اسے اپنے اپنے جوتوں سے ایلوڈ کیا جائے گا گفتگو کے دوران میڈیا کے لوگوں کو آنے کی اجازت ہوگی گفتگو کھلی عوامی مجلس میں ہوگی صوفی صاحب سے گفتگو کرنے والے کسی فرد کے خلاف کسی قسم کی کوئی قانونی کارروائی نہیں

کی جائے گی مناظرے میں شریک کسی بھی شخص کے مناظرے کے بعد یا دوران کسی بھی قسم کا جاتی و مالی نقصان پہنچا تو اس کا ذمہ دار میں ہوں گا۔

صوفی صاحب اس لیٹر پیڈ کو ملک کے بڑے اخبارات مثلاً جنگ امت ایکسپریس وغیرہم میں شائع کروائے اور ساتھ ہی تاریخ اور وقت کا بھی اعلان کرے کہ اس دن مناظرہ ہوگا رب کعبہ کی قسم ہم اسی دن صوفی صاحب سے مناظرہ کیلئے پہنچ جائیں گے اور دنیا دیکھی گی کہ نام نہاد دلا ثانی کا کیا حشر ہوتا ہے میدان مناظرہ میں۔

بتاؤ تیار ہو اس کیلئے مگر۔۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ کواران سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ

لائانیوں کی مستند ترین کتاب میں لکھا ہے کہ:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۸ جلد دوم ص ۱۱۵)

انبیاء علیہ السلام والیاء کرام کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر کی نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے دور و نزدیک نہیں۔ (امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

(مکتوب نمبر ۲۸۹ جلد اول ص ۳۷۱)

(نوری کریم ص ۳۳)

ہم لائانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا حوالوں پر یہ عبارات بعینہ اسی طرح دکھا دو اور منہ مانگا انعام وصول کر لو۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ان الفاظ کو منسوب کرنا بدترین خیانت، بہتان طرازی اور کذب بیانی ہے۔ غضب خدا کا کہ جھوٹ لکھنے کے بعد آگے مکتوب نمبر اور صفحہ نمبر بھی دے دیا انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ شائد ساری دنیا ہمارے مریدوں کی طرح اندھی بہری جاہل ہے۔ ایسے جھوٹے حوالوں پر مشتمل کتاب کے بارے

میں یہ کہتا کہ اس کتاب کے لکھنے کا حکم رسول اللہ ﷺ اور امام حسین شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا نبی کریم اور ان کے نواسے شہید کر بلا پر بدترین جھوٹ ہے۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ جھوٹ لکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ العیاذ باللہ یہ کھلا کفر نہیں؟

## آخری گزارش

لاٹانی فرتے کی کتابوں میں اگرچہ مزید بھی کئی گمراہ کن عقائد موجود ہیں مگر چونکہ کتاب پہلے ہی کافی ضخیم ہو چکی ہے اور احباب کا اصرار روز بروز بڑھتا جا رہا ہے کہ اس کو جلد از جلد شائع کیا جائے اس لئے اب ہم اس فرتے پر مزید گفتگو کرنے کے بجائے کتاب کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ ہم یہاں ایک بار پھر اس بات کو دہرانا چاہیں گے کہ ہم نے یہ کتاب کسی کی ذاتی رنجش یا مخالفت سے مغلوب ہو کر واللہ نہیں لکھی بلکہ ہماری نیت خالص اللہ کی رضا اور سادہ لوح عوام کو ذہنی پیروں کے چنگل سے آزاد کر صراطِ مستقیم پر گامزن کرنا ہے۔ خود لاٹانی فرتے کی مستند ترین کتاب میں ہے کہ:

"آج ہمارے پاس وقت ہی نہیں کہ ہم اصل مقصد کی طرف رجوع کریں اور اگر کچھ لوگ ڈھونڈنے کیلئے نکلتے بھی ہیں تو اللہ کے نیک بندوں کے لبادوں میں ملیں دھوکے بازوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں جو انہیں اپنی شعبہ بازیوں دکھائیں کہ ان کو اپنی طرف راغب کر لیتے ہیں۔"

(نوری کریمیں۔ ص: ۷)

یہی ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ لوگ ایسے شعبہ بازوں کی اصلیت کو پہچان لیں اور ان سے دور رہیں۔ حقیقی اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں۔ قرآن وحدیث اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کر کے دین ودنیا کی بھلائیاں سمیٹیں۔ اللہ پاک ہمیں حق سچ قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

## ضمیمہ

ہم آپ کے سامنے حافظ محمد شفیع بھائی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مضمون پیش کر رہے ہیں جو دو قسطوں میں پہلی قسط لاٹانی سرکار کون اور دوسری قسط تحفہ برائے لاٹانی سرکار کے نام سے لاہور کے ایک مجلہ میں شائع ہوا۔ قارئین اسے پڑھ کر ہمیں جواب دیں کہ کیا یہ مضمون لکھنا اتنا بڑا جرم تھا جو مظلوم کی شہادت پر منہج ہوا؟



## لاٹانی سرکار کون؟

### تحفہ برائے لاٹانی سرکار!!!

حافظ محمد شفیق شہید

آپ حضرت کے سامنے بریلوی مسلک کی ایک ایسی جماعت کے عقائد پیش کئے جارہے ہیں جو لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو بڑا نیک، صالح ولی کامل اور قطب ظاہر کرتے ہیں۔ اس جماعت کا نام "لاٹانی سرکار" ہے۔ اس جماعت کا بانی مسعود احمد صدیقی ہے۔ اس کی پیدائش ۱۹۶۰ء میں خانیوال شہر میں ہوئی، اس جماعت کا مرکزی دفتر فیصل آباد ۳۹/۳۹ غلام رسول نگر ہے۔ نقشبندی سلسلے میں فقیر ولی محمد سے بیعت اور اس کا خلیفہ ہے جو بریلوی امیر ملت جماعت علی شاہ کا خلیفہ ہے۔ یہ جماعت بریلوی مسلک کی ترجمانی کے طور پر تمام دنیا میں انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے جسے یہ لوگ "لاٹانی انقلاب" کا نام دیتے ہیں۔ اس انقلاب کے پیس پردہ ان کے عقائد اور عزائم کیا ہیں؟ اس جماعت کی سرپرستی کون کر رہا ہے؟ آئیے ملاحظہ کیجئے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ جماعت اپنے پیشوا فاضل بریلوی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صرف انگریز (امریک) کو خوش کر رہی ہے۔ جس کی واضح مثال ماہنامہ لاٹانی انٹرنیشنل ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل منقریب پیش کی جائے گی۔ عقائد کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

اس جماعت کی ایک کتاب "نوری کرنیں" کے نام سے ہے۔ بقول اس جماعت کے یہ کتاب نبی کریم ﷺ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب سراپا جھوٹ طبع سازی اور فریب کاریوں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب سے چند حوالہ جات ملاحظہ ہو: یہ لوگ ہر سال سالانہ محفل کرتے ہیں جسے جشن ولادت لاٹانی سرکار بھی کہا جاتا ہے، اس محفل کو منانے کی وجہ اس کتاب میں یہ لکھی ہے کہ

ولی اللہ کا کوئی عمل بھی رضائے الہی کے بغیر نہیں ہوتا۔ ۱۹۹۱ء میں میرے مرشد اکمل حضرت صدیقی لاٹانی سرکار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا لوگ ہر سال سالانہ برتھ ڈے مناتے ہیں، ہم ان کی مخالفت کرتے ہوئے

ہر سال جولائی کی پہلی جمعرات کو جشن ولادت کے نام سے سالانہ محفل ڈکرواحت کا انعقاد کرو۔ یہ جشن ولادت تمہاری پوری زندگی میں نہایت شان و شوکت اور باوقار انداز میں منایا جانا چاہئے اور تمہارے پردہ کر جانے کے بعد اسی محفل پاک کو عرس مبارک کا نام دے دیا جائے یعنی یہ آپ کا عرس مبارک ہوگا۔

(نوری کرنیں، ص: ۱۶۹) (نعوذ باللہ استغفر اللہ)

یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس پر بہتان عظیم ہے جو مسعود احمد صدیقی نے اللہ تعالیٰ پر باندھا ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں دیا، یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس حکم دے دیا کہ تم اپنا جشن ولادت منادو اور عرس منادو۔ حدیث پاک میں تو آتا ہے کہ قبروں پر میلہ لگانا اور کسی قسم کی مجلس لگانا اور عرس کی محفلیں کرنا جائز نہیں۔ مثلاً حدیث مبارکہ میں ہے:

حدیث نمبر ۱..... کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منادہ فرما رہے تھے کہ لوگو! میری قبر پر میلہ نہ لگانا اور مجھ پر درود پڑھنا تم جہاں کہیں بھی مجھ پر درود پڑھو مجھ پر پہنچا دیا جاتا ہے (نسائی)

خلاصہ حدیث: اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے صاف طور سے اپنی قبر پر میلہ لگانے سے منع فرمادیا اور درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ روضہ شریف پر درود شریف آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور درود سے پہنچا دیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۲..... حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبروں پر مجالس مت لگاؤ اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ (مسلم شریف)

خلاصہ حدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں پر کسی قسم کی مجلس لگانا اور عرس کی محفلیں کرنا جائز نہیں۔ حدیثوں سے تو ثابت ہوا کہ قبروں پر میلہ لگانا، مجلس لگانا اور عرس کی محفلیں کرنا جائز نہیں۔ لیکن مسعود احمد صدیقی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس بات کا فیصلہ آپ خود کریں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنا جشن ولادت منانے کی اور عرس کرنے کا حکم کہیں نہیں دیا، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ تو کیا (نعوذ باللہ)

استغفر اللہ)۔ حضور ﷺ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس مسعود احمد صدیقی کا درجہ بڑھ گیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ تم اپنا جشن ولادت اور عرس مناد؟ فیصلہ آپ کریں..... یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر بہتان عظیم ہے اور کچھ نہیں۔

ہر بریلوی کی طرح اس جماعت کا بھی یہ شرکیہ اور کفریہ عقیدہ ہے کہ ولی مقرر کل ہوتا ہے جب چاہے جس طرح چاہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں یہ لوگ اپنا شرکیہ عقیدہ ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

درویش کی اپنی مرضی اور ارادہ ہوتا ہے تو انتقال کرتا ہے، جب درویش توفیق الہی سے مرتبہ قطبیت و غوثیت پر فائز ہوتا ہے تو تمام معاملات اس کے حضور پیش ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور اسے ہر طرف کی خبریں ہو جاتی ہیں اور غوث کا کام داری کرنا ہے جہاں چاہے تصرف کر سکتا ہے (نوری کریم، ص: ۳۴۶)۔

ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ صوفی مسعود لاٹانی سرکار ہی اب ہمارا قبلہ اور کعبہ ہے اس لئے اب حج پر جانے کی ضرورت نہیں صوفی مسعود کا ویدار ہی تمہارا حج مبرور ہے:

(۱۱)

در مرشد اسماں پہچان لیا اس در نوں کعبہ جان لیا  
جس در تو ساڈا حج ہووے او در کنا لاٹانی اے  
میں وانگ بلال دے پیار کراں آقا توں جان نثار کراں  
لوکی آکھن کملی آقا دی ایہو ناں میرا لاٹانی اے

(نوری کریم، ص: ۲۲)

ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مشکل اوقات میں اللہ کو پکارنے کی ضرورت نہیں بلکہ صوفی مسعود ہی خدائی اختیارات رکھتا ہے اسے ہم اپنے خدا یعنی صوفی مسعود کو ہی مشکل وقت میں پکارتے ہیں اور وہ ہماری مشکلات کو حل کرتا ہے:

(۱۳)

لاٹانی آقا کی ہم پہ نظر ہو گئی  
زندگانی جو رشک قمر ہو گئی  
مشکلوں میں لاٹانی پکارا جو میں نے  
ہر دعائی میری ہڈا اثر ہو گئی

(نوری کریم، ص: ۵۵)

اس جماعت کا ایک شرکیہ عقیدہ ملاحظہ ہو:

(۱۴) تمام روئے زمین فقیر کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے اس کو پیروں کے نیچے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

(نوری کریم، ص: ۳۳۸)

قارئین کرام اگر تمام روئے زمین لاٹانی سرکار کے قبضے میں ہے تو سوال یہ ہے کہ اپنے مریدوں سے روزانہ کی بنیاد پر چندہ کیوں لیتا ہے؟ اس کتاب میں ایسے بے شمار من گھڑت واقعات موجود ہیں جو گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ذرا سوچیں جس انسان کے ایسے گمراہ کن عقائد نظریات ہوں، ایسے شخص کے بارے میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور بزرگان دین و رحمہم اللہ علیہم اجمعین لوگوں کو وصیت کریں کہ تم اس انسان کے ہاتھ پر بیعت کرو، ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین پر بہتان عظیم ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث اور بزرگان دین کی تصریحات کی روشنی میں یہ شخص سخت سے سخت سزا کا حقدار ہے۔ لہذا لوگوں سے گزارش ہے کہ اس شخص کا بایکٹ کریں جن لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ اس کی بیعت کو توڑ کر بچی تو بہ کریں اور کسی بچے اللہ والے کو تلاش کریں جس کے عقائد و نظریات قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں۔

لوگوں کے سامنے اس جماعت کے عقائد و نظریات لانے کا صرف ہمارا ایک ہی مقصد ہے کہ لوگ اس فتنے سے باخبر ہو جائیں اور اپنی آخرت کو برباد ہونے سے بچالیں۔ صوفی مسعود احمد صدیقی لاٹانی سرکار لوگوں کے سامنے ایک نیا دین پیش کر رہا ہے۔



صوفی مسعود احمد کے بتائے طریقوں پر چلنا اپنے لئے جہنم میں محل تعمیر کروانا ہے۔ جب ہم نے صوفی مسعود احمد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھیں تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ شخص اپنے بارے میں خدائی صفات ظاہر کر رہا ہے۔ مثلاً حاضر و ناظر، علم غیب اور دین میں رد و بدل کا حق اس کو ہے۔ اب ہم آپ کے سامنے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے صوفی مسعود احمد کا اپنے بارے میں علم غیب، اور دین میں رد و بدل کرنا ثابت ہو رہا ہے۔

صوفی مسعود احمد لکھتا ہے:

”لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتے، ہم دور سے ان کے اعمال دیکھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی شکلیں دکھا دیتا ہے۔ فرمایا: جتنے لوگ یہاں موجود ہیں کسی کی شکل کتے جیسی ہے تو کسی کی ہندر جیسی، اور یہ جو تم نے اپنے چہروں پر داڑھیاں لٹکائی ہوئی ہیں، یہ داڑھیاں نہیں جھاڑیاں ہیں جو دکھاوے کے لئے چہروں پر سجا رکھی ہیں۔ دل میں داڑھی ہوئی چاہئے۔ اللہ چہروں کو نہیں دلوں کو دیکھتا ہے۔ جو کوئی بات پوچھنا چاہتے ہو ہم سے پوچھ لو، ہم سے اپنے فوت شدہ لوگوں کا شجرہ نسب، ان کے حالات پوچھ لے، قبروں میں ان کے ساتھ جو ہو رہا ہے، ہم سے وہ پوچھ لے، جو لوگ ہمارے سلسلے میں داخل ہوں گے قیامت تک آنے والے ان لوگوں کے نام، ان کے آباؤ اجداد کے نام ہم سے پوچھ لے، ان کے نام، ان کے والدین اور آباؤ اجداد کے نام ہمیں پتہ ہیں۔“

صوفی مسعود احمد صدیقی نے داڑھی کی کتنی بڑی توجہ دی ہے، کہتا ہے یہ داڑھی نہیں جھاڑیاں ہیں، حالانکہ داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت ہے۔ یہ منظر ہم نے کئی مرتبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ صوفی مسعود احمد صدیقی کے مرید جب کسی محفل میں جاتے ہیں تو داڑھی کٹوا کر جاتے ہیں۔ اور صوفی مسعود احمد صدیقی کا اپنے متعلق حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ ہے، اس پر ہم صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔

خانہوال سے خالد محمود اپنی بیٹی کا ایک واقعہ لکھتا ہے کہ میری بیٹی نے ایک ضعیف عورت سے قبلہ لاثانی سرکار کا ذکر کیا۔ بوڑھی عورت کے دل میں قبلہ لاثانی سرکار سے عقیدت پیدا ہو گئی۔ میری بیٹی نے بیعت کے لئے اس سے کہا، وہ تیار ہو گئی۔ جمعہ سے پہلے ہی میں اپنی بیٹی کو واپس خانہوال

لے آیا۔ چند دن بعد پتہ چلا اس ضعیف عورت کا انتقال ہو گیا۔ میری بیٹی نے خواب میں دیکھا کہ ان کی قبر بہت کشادہ ہے، اور قبلہ لاثانی سرکار بھی وہاں تشریف فرما ہیں، ان کی قبر میں تین کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں۔ دو مکمل کھلی ہوئی ہیں اور ان سے جنت کا نظارہ کر رہی ہیں، تیسری آدھی کھلی ہے۔ قبلہ لاثانی سرکار نے فرمایا کہ اس کے دل میں ہماری محبت و عقیدت پیدا ہو گئی تھی، اور بیعت کے لئے بھی تیار تھی، اس لئے مرنے کے بعد ہم فوراً اس کی قبر میں آئے اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کروائی۔ اگر بیعت ہو جاتی تو جنت کی طرف سے تیسری کھڑکی بھی کھول دی جاتی۔

(کتاب توری کریم ص: ۲۲۷)

### اللہ تعالیٰ پر بہتان عظیم:

صوفی مسعود احمد لکھتا ہے:

”بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رنگ دار چیزیں فیشن کے طور پر استعمال کرتا ہوں، میں نے اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں بلکہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شروع کیا ہے۔ آج سے کئی سال پہلے میرے مالک و معبود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ”تم سرخ، سبز، سیاہ، سفید، سنہری، گولڈن، اور جو گیارنگ پہنا کرو۔ پھر چند سال بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے دوبارہ کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اپنے پرانے کپڑے اور جو تے استعمال نہ کیا کرو، یہ تقسیم کر دیا کرو، ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا لباس، جوتا، ہائٹس کی جگہ اور دیگر استعمال کی چیزیں برتن، بستر وغیرہ بہت اچھے، بیش قیمت ہوں۔“

(راہنمائے اولیاء معرود حانی نکات ص: ۲۳۲)

یہ کتاب بڑا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہتان عظیم ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو دیا نہیں یہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا۔ احادیث مبارکہ میں مردوں کو سرخ کپڑا پہننے کی ممانعت موجود ہے اس کے برعکس یہ کیسے شریعت کی مخالفت کر رہا ہے

حدیث مبارکہ سے قیامت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس سادہ ہوتا تھا، تکلف سے پاک، بسا اوقات پرانا پیوند لگا ہوا۔ مگر صاف ستھرا، اور اکثر خوشبو سے معطر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد تھا جب تک پیوند نہ لگوا لیا جائے، کپڑا اتارا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن کپڑوں میں وفات پائی وہ مونے کپڑے تھے، یہ تہہ بہ تہہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (تاریخ اسلام کامل ص: ۴۳، ۴۴، ۴۵) از حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ۔ جس شخص کی زندگی شریعت کی تعلیمات کے برعکس ہے، وہ کیسے پیر ہو سکتا ہے.....؟

مخزن کمالات ان کی ایک کتاب ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے دن آیا۔

اس نے دیکھا کہ سرکار نے اپنے آستانہ عالیہ میں اکیلے ہی نماز جمعہ ادا کی۔ اور کہا یہ کیسا پیر ہے جو دوسروں کو تو نماز باجماعت کی تلقین کرتا ہے خود اکیلا نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد اس آدمی نے ننگر کھایا اور گھر چلا گیا۔ اس رات تقریباً چار، پانچ بجے کے قریب وہ آدمی آستانہ عالیہ پر آیا وہ بہت گھمرا ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا مسئلہ پیش آیا تو اس نے اپنا واقعہ سنایا اور پھر کہا کہ جب میں گھر جا کر سویا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آقا رحمۃ اللعالمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، آپ ﷺ کو دیکھتے ہی میرا دل بارغ ہو گیا، میں اپنے مقدر پر ناز کرنے لگا لیکن اگلے ہی لمحے میں نے جو سنا اس سے میری ساری خوشی خاک میں مل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا تم کون ہوتے ہو لاٹانی سرکار پر اعتراض کرنے والے، لاٹانی سرکار نے تو کل نماز جمعہ ہمارے ساتھ پڑھی ہے روحانی طور پر۔ (مخزن کمالات ص: ۱۲۲)۔

کاش! کہ احادیث میں اس شخص کے بارے میں جہنم کی وعید پڑھ لیتے جو ساری زندگی عبادت کرے مگر جمعہ نہ پڑھے۔

صوفی مسعود احمد صدیقی کا ایک مرید اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ: فقیر اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ میرے پاس گنتی تو نہیں کہ کتنے بزرگوں نے مجھے یہ بات بتائی لیکن حقیقتاً بے شمار پیر بھائیوں، دوسرے سلاسل کے

پیر صاحبان اور سادہ دیگر شخصیات نے یہ بات بتائی کہ قبلہ حضور جناب لاٹانی سرکار صاحب نے ان کے دل کی بات بوجھ لی۔ وہ جو بات کہنا چاہتے تھے، جو پوچھنا چاہتے تھے، ابھی زبان پر بھی نہ آئی تھی کہ جواب دے دیا، کوئی محفل میں بیٹھا ہے، اس کے دل میں کچھ سوالات اٹھتے ہیں، حالانکہ اس وقت جو موضوع ہل رہا ہے، وہ اس کے سوالات کے مطابق بھی نہیں رکھتا۔ لیکن اچانک قبلہ سرکار صاحب نے اس شخص کے دل میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دیئے اور دوبارہ سے سابقہ موضوع پر بات شروع کر دی۔ لیکن جس شخص کے لئے وہ بات فرمائی گئی، اس کو علم ہو گیا اور اس کی اصلاح بھی ہو گئی، لیکن اسے نہ تو سوال کرنا پڑا اور نہ ظاہر ہونا پڑا بلکہ ادھر دل میں سوالات آئے، ادھر فقیر کی زبان سے جوابات مل گئے۔ درویش کی شان، کیمنے کے عقیدت اور محبت ضروری ہے۔ فقیر اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(میرے مرشد ص: ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲)

اس جماعت کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ صوفی مسعود احمد صدیقی کی تصویر بھی حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔

ایک عورت نے آستانہ عالیہ پر ہمیں ایک واقعہ سنایا اور کہنے لگی۔ ایک دن ہمارے گھر ڈاکو گھس آئے، ہمیں ڈرا دھمکا کر الماری کی چابیاں حاصل کر لیں۔ ہم نے ایسے مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی اور اس کے محبوب اور اپنے پیر و مرشد لاٹانی سرکار کا وسیلہ پیش کیا اور عرض کی یا اللہ پیر و مرشد کے فضیل ہماری مدد فرما۔ جیسے ہی ایک ڈاکو نے الماری کی طرف ہاتھ بڑھایا، اچانک اس کی نظر الماری پر رکھی تصویر پر پڑی۔ وہ چونک گیا، اسے ایک جھٹکا سا لگا اور وہ بہت خوفزدہ نظر آنے لگا، ہم اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات دیکھ رہے تھے، اس پر بہت زیادہ گھبراہٹ طاری تھی، وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگا، اور پھر کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا یہ کس کی تصویر ہے؟ ہم نے کہا ہمارے پیر و مرشد کی تصویر ہے۔



۔ وہ خود کلامی کے انداز میں پیچھے ہٹے ہوئے بولا! پھر مرشد کی تصویر، پھر

مرشد کی تصویر۔ (غزون کمالات ص: ۴۱)

اور دوسری جگہ پر لکھا ہوا ہے کہ ایک مرید کا کہنا ہے کہ

میں نے اپنے ڈارنگ روم میں اپنے پیر و مرشد لاثانی سرکار کی تصویر

مبارک لگا رکھی ہے۔ اس کی وجہ سے تصویر شیخ میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اور

ہم کئی گنا ہوں سے باز رہتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مرشد ہمیں دیکھ

رہے ہیں۔ آگے لکھا ہے کہ تصویر کی برکت سے میرے گھر پر کالا جادو نہ

چل سکا۔ میرے دوست عامل نے آکر کہا کہ یا خدا کے لئے اپنے مرشد

کی تصویر کو یہاں سے ہٹا دو، کیونکہ آج تیسرا دن ہو گیا، میں جب بھی عمل

کرنے کی کوشش کرتے لگتا ہوں تو اس تصویر میں سے شعاعیں نکلتی ہیں جو

میرے عمل کو ناکام بنا دیتی ہیں۔ (ص: ۷۱، ۷۲: غزون کمالات)

قرآن وحدیث سے تو تصویر کی حرمت ثابت ہے۔

حدیث مبارکہ :

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا ہو، اور نہ اس گھر میں جس گھر میں تصاویر

ہوں۔ (بخاری شریف جلد ۲/ص: ۸۸۰)

حضور ﷺ نے گھر میں تصویر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور دوسری طرف یہ لوگ اپنے

پیر و مرشد کی تصویر کی کرامات بیان کر رہے ہیں۔ یہ کون سا دین صوفی احمد صدیقی نے ان

لوگوں کو دیا ہے۔

قارئین کرام! لاثانی سرکار کے اس قسم کے واقعات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو

لاثنانی صاحب ایک طرف نظر آتے ہیں اور اللہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

شریعت دوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر

بنانے والے کو ہو گا مگر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس کی کتابوں کے ناسل پر اس کی تصاویر لگی ہوئی

ہیں۔ جو شخص کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو، بھلا وہ کیا ولی ہو سکتا ہے.....؟

صوفی مسعود احمد المعروف لاثانی سرکار اپنے خوابوں کی بنیاد پر اللہ کے نبی علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو ایک طرف کرنے میں کوئی باک نہیں رکھتا، حالانکہ خواب کا درجہ

وہ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلایا۔ ہرگز نہیں.....

پھر یہ کیسا پیر ہے جو شریعت محمد علیہ السلام سے ہٹ کر الگ شریعت بنائے بیٹھا ہے۔ لہذا ہم

آپ حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ خدا را اس گمراہ شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اپنا ایمان

بر باد نہ کریں اور کسی سنی صحیح العقیدہ اللہ والے کے ہاتھ پر بیعت ہوں اس جماعت کے مزید

گمراہ کن عقائد جانے کیلئے ہماری سائٹ کا وزٹ کرتے رہیں۔



والله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم  
 الحمد لله رب العالمين  
 والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين  
 أجمعين

بسم الله الرحمن الرحيم

والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين أجمعين

والله الرحمن الرحيم



بسم الله الرحمن الرحيم  
 الحمد لله رب العالمين  
 والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين  
 أجمعين

والله الرحمن الرحيم

والله الرحمن الرحيم



# رضا خانیت کے چار فصل



جلد اول

ملا کا شرف سنا کاوی

جمعیۃ اہل سنت والجماعت پاکستان



# خبر نیائی بر قوم رضا خانی

سید جنید المذنبہ رائل السکینہ



پروفیسر محمد عبدالرؤف خاں جٹن پوری

جمعیۃ اہل سنت والجماعت پاکستان

مستشرقین کی نگاہ میں



پانچویں کہانی

مولانا امجد علی خاں

یہ کتاب شریعت کے تحت لکھی گئی ہے اور اس میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مذہبی اور سماجی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ قاری کو اسلامی تعلیمات کی صحیح فہم حاصل ہو سکے گی۔

ناشر: جمعیۃ اہل سنت والجماعت پاکستان

ہر ماہ دو حصے کے ایک قسط

# فرقہ لا ثانیه

کے عقائد و نظریات

پروفیسر محمد عبدالرؤف خاں جٹن پوری



جمعیۃ اہل سنت والجماعت پاکستان

عمر پبلشر (سٹاکس مکتبہ شاد نیکس)

042-37062763